

انتخاب دیوان

حصہ پنجم
یعنی

انتخاب دیوان۔ ولی کہنی۔ شاہ مبارک ابرو۔ قاضی محمد صادق خاں اختر میر انشا اللہ صاحب انشا
مرزا قادر بخش صاحب دہلوی۔ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ۔ میر مثنون سوئی پتی۔ مکمل الشرف کی مراد آبادی
واجد علی شاہ اختر شاہ اووہ۔ مولوی سید علی حیدر نظم طباطبائی۔ شاکی میرٹھی معاصر صاحب
مولوی سید امداد امام اثر عظیم آبادی۔ نواب بی صاحب شقائق لکھنوی۔
طاهر فرسخ آبادی۔ مولوی سید علی محمد شاہ عظیم آبادی

جسکو

ضل الحسن حسرت موہانی بی لے سابق اوڈیر اردو سے معنی علی گڑھ نے فردا فردا اپنے اردو پریس علی گڑھ
چپ کر رہا کہ اردو سے معنی کے ساتھ بطور ضخیمہ شائع کیا تھا اور اب کتابی صورت میں لانیکہ لے صرف اصل

محمد عبداللطیف پڑنہ زنی اپنے

اول { مطبع فیض عام واقع علی گڑھ میں چھاپا } قیمت فی جلد
جلد { ایک روپیہ و نیم }
بقلم ادم علی گڑھی

بسم الرحمن الرحیم

دیس

اکتوبر ۱۹۰۹ء کے اردو مصلیٰ میں ہم نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ "اردو زبان کے تمام گذشتہ اور موجودہ اساتذہ کا ایک ایسا تذکرہ ترتیب دیا جائے جس میں ہر استاد کا مفصل حال اور اس کے کام پر بنے لاکھ تھوڑے موجود ہو اور اس تذکرے کی تقسیم باعتبار سلاسل شعرا پانچ جلدوں میں ہو اس طور پر کہ جلد اول میں سلسلہ شاہ قاسم کے کل استاد اور صاحب یوں شعرا کا ذکر ہو جلد دوم میں سلسلہ مصطفیٰ کا جلد سوم میں سلسلہ ناسخ جلد چارم میں سلاسل میر تقی میر میر تقی میر مرزا مظہر جعفر علی حیدر غالب کا اور جلد پنجم میں اساتذہ متفرق کا حال درج ہو۔"

بھنہ یہی خواہش ظاہر کی تھی کہ تجلیل و تہنیتی کی غرض سے تذکرہ مذکور متحدہ پانچ ہی جلدوں میں ایک سو و ستر مجموعہ انتخاب داوین، تیار ہو جائے۔ انتخاب اس طور پر کیا جاوے کہ ادب و اختصاصاً دونوں کی صورت قائم رہے یعنی اگرچہ منتخب غزلوں میں اصلی غزلوں سے اضافہ ہو لیکن غزل کی حیثیت بچھنے قائم رہے یہ نہ تو کہ مطلع و مقطع مناسب کر دیا جاوے اس وقت درمیان کے دو ایاب شعر درج کر دیے جائیں مگر زیادہ تر وہی غزلیں چنانچہ جائیں جن میں منتخب ہو چکی حالت میں بھی غزل کی صورت باقی رہے یعنی جن میں کم از کم پانچ شعر قابل انتخاب ملکیں اور مطلع و مقطع قائم رہے۔"

چنانچہ شعرے سلسلہ شاہ قاسم میں سے جن اساتذہ کا تذکرہ اردو مصلیٰ میں درج ہوئے وہ لکھا گیا تھا اس کا حال اب جدید رسالہ تذکرہ الشعراء میں برابر شائع ہو رہا ہے جو وقت یہ حصہ مکمل ہو جائے فوراً کتابی شکل میں مرتب کر دیا جائیگا،

انتخاب داوین کی پانچویں جلد یہی ناظرین کیجاتی ہے، جلد دوم متعلق یہ سلسلہ مصطفیٰ کے اجزاء رسالہ تذکرہ الشعراء میں نکل رہے ہیں وہ جلد بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پانچویں تکمیل کو پہنچ جائیگی، نقطہ

حسرت مولائی، ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
انتخابِ دیوان
وکی دکنی

<p>کیتا ہوں تری شکر کو عنوانِ سپان کا اُس گرد کو میں کھل کر دیکھ جاں کا تجہ علم کے چہر پہ نہیں رنگ گماں کا لے خطر قدم سیر کر اس آبِ رواں کا ہو یاد تری مجھ کو سب راحت جان کا</p>	<p>کیتا ہوں ترے نام کو میں دردِ زباں کا جس گرد اوپر پاؤں رکھیں تیرے رسواں کا مجھ صدقِ طرقتِ عدل سوا اہلِ مہیا دیکھ تباری ہو کر آنسو مری یوں سبز خطِ دیکھ کستا ہر دلی دلِ سستی پہ مصرعہ رنگین</p>
<p>ہوا ہر جسکے جلوے سوں پریشانِ حال عاشق کا عیاں ہر آشک کے طو مار سوں حوالِ عاشق کا برنگ ابر دریا پار ہے رومالِ عاشق کا ترے بر ہی نے لے ظالم کیا دنیالِ عاشق کا تری انگیاں کے دوڑے سون بنا چل عاشق کا فدا ہر عشق میں دلہر کے طاق مالِ عاشق کا</p>	<p>تری زلفان کا ہر تار سیہ ہے کالِ عاشق کا نہیں درکار تابو لے بیاں اپنی زبانِ سیتی پوچھو عشق میں جوش و خروش دلی ہیئت جہاں جاتا ہوں وہاں آتا ہے سکے کے من پیچھے کد میں دامِ محبت سوں خلاصی انکو ممکن نہیں دلی یوں مصرعہ رنگین ہوا دردِ جانِ دل</p>
<p>خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دوجا دلِ بیا ناز میں عالمِ مئے ہوئے ہیں اکثر بیوفا ماہ نو ہوتا ہے اکثر لے عزیزاں کم نما یار کے دیدار بن دو جا عبت ہو مدعا گلِ رخاں سوں جگہ کے پایا ہوں لی کیا</p>	<p>دلِ بیا آیا نظر میں آج میسر سی خوش ادا ہو فگار تجھ کو بولوں ہوں بجا ہے نازنین کم غما ہے نوجواں میسر ابرنگ ماہِ نو مدعا عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار کیا عاشق کے حقیق ہے نگاہِ گلِ رخاں</p>
<p>کیا حقیقی وکی عبا زی کا</p>	<p>شعل بہتر ہے عتقبازی کا</p>

<p>ہوش کھو یا ہو ہر ساز سی کا ذکر تجھ زلفت کی دراز سی کا خضر بچا ہے خضر رازی کا وقت آیا ہی سہر خرازی کا</p>	<p>آج تیری ہواں نے مسجد میں برزباں پر ہے مثل شانہ مدام گر نہیں راز عشق سوں آگاہ لے ولی سرو قد کون دیکھوں گا</p>
<p>ٹک مہر کے پانی سون یہ آگ بجھاتی جا ایمان بری چیل ٹک ہب وبتاتی جا ایست کی پوجن ہاری ٹک اس پوجاتی جا یہ روشنی افشا ہوا انکیاں کو دکاتی جا یہ کام دہرم کا ہو ٹک اسکو چڑاتی جا شتاق درس کا ہو ٹک سنی کھاتی جا</p>	<p>ستغنی کے شعلے سوں جلتے کو جلاتی جا تجہ چال کی قیمت سوں دل میرا نہیں واقف تجہ کمانہ کی پستش میں لگی عمر مری ساری تجہ عشق میں جل جلک سب تن کو کیا کا جل تجہ دے کہوت کون پکڑا ہی تری لے لے تجہ گھر کی طرف سندر آتا ہی ولی دائم</p>
<p>آنش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ ای چین زار جیادال کے گمختان میں آ اشک کرتے ہیں مکاں گوشہ دامن میں آ دفتر درد بے عشق کے دیوان میں آ چاک دل تب سوں بسا چاک گریباں میں آ طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ عقل کون چور کے مت عین رندان میں آ ای شہ ملک جنون غم کے بیابان میں آ درد کہتی ہے مرا زلفت ترے کان میں آ ظلم کون چور سجن شیوہ احسان میں آ</p>	<p>وہ صنم جب سون بادیہ حیران میرا نازدیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن یاد آتا جو مجھے جب وہ گل باغ وفا نہ لہو واد کی تفصیل نہ پوچھو تجھ سون پنجہ عشق سے بیتاب کیا جب سوں مجھے حسن تہا پردہ تجرید میں سب سون آزاد شخ یاں بات تری پیش بخا وے ہرگز درد منداں کو بجز درد نہیں صید مراد بسکہ مجھہ حال سون ہمسری پریشانی میں غم سون تیرے ہی ترجم کا محل حال کی</p>
<p>پوشیدہ دلیں میرے آتا ہے راز گویا سورت سستی چلا ہے کبے جہاں گویا سہ تار تجھ ننگہ کا ہے تار ساز گویا</p>	<p>ہے قدر اسرا پا معنی ناز گویا معنی طرف چلا ہے صورت سون یوں کادل ہر یک نگہ میں تیر ہی ہے نفسہ محبت</p>

<p>رکھتا ہے مجھ برابر فکر دراز گویا جلدی سوں صیدا ویرا تازی باز گویا</p>	<p>تجہ زلفت کو جو بولا ہمدوش مصرع قدر وہ قاتل ستمگر آیا بسے یوں ولی پر</p>
<p>چو پایا وصل یوسف اسکویرا ہوں کیا مطلب گلی گرو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب جو طالب لامکان کا ہو سوسکتاں کیا لب</p>	<p>ملا وہ گلبدن جسکون اسگلشن کی کیا مطلب عزیزاں باغیں جانا پست و ستوار ہی جسکون ولی جنت ہنر ہنہا نہیں درکار عاشقی کو</p>
<p>جوں تیرے دلینے نگر مست کی نشست شکل سے ایک ٹھاروں دو دست کی نشست دل میں ولی کیس میں ہی جوں جت کی نشست</p>	<p>سینے میں ہی تجہ بروی پر دست کی نشست تیرے دوین دلین مری فتنہ خیز ہیں تا نخر رنگ کن زرد کر ہی اس سبب یہ غم</p>
<p>سینے سے عاشقان کے اٹھا دی غبار آج آیا ہے التفات پہ وہ نو بہار آج چیرے کون دیکھ میرے ترے نو کد آج تجہ رنگ نے ہوا کون کیا لالہ زار آج پایا ہی تجہ کرم سون ولی اعتبار آج</p>	<p>جولا نگر ہی میں کرم ہو وہ شہسوار آج پیشک کر چکا خط عشاق باغ باغ سے پیشا دل میں مرے خار خار شوق اطراف آسمان کے ہجوم شفق نہیں برج ہے آسمان سون فواصیح کو مطلب</p>
<p>تجہ دیکھنے کون جگ میں ہوا ہے غور صبح دیکھا ہی تجکوں جبستی ای رشک نور صبح روشن ہی تجہ چالستی کوہ طور صبح سہے جلوہ گر تجھی سستی دارالسرور صبح کر ڈالگا ہی تب سون جگت میں مور صبح</p>	<p>دستا ہی تجہ جبین میں سدا سر طور صبح بیناب آقا ہے تب سوں جہاں میں تجہ کہہ کی آرسی میں ہے نور خدا عیاں ظاہر ہیں تجہ بہار میں اسباب عیش کے تجہ کہہ کا نور جب سون نماشا کیا ولی</p>
<p>نشا ہوں ہر طرف سوں صدا کی بلند تجہ قد کا نانو ملک میں ہی نام خدا بلند تجہ حق مبین ہلال نے دست دعا بلند کشتی میں جوں ہے مرتبہ ناخدا بلند مجہ آہ کا ہوا ہی علم تاسا بلند</p>	<p>جب سوں ہوا تازی قد و لربا بلند مت پست فخر تان سون لای سر و نازین تجہ ابرواں کون دیکھے کیا ہو لے صم تیری ہواں میں نازکوں رہتا ہے اسقدر میں عاشقان کی فوج کا سردار ہوں ولی</p>

<p>کیا ہے ہوش نے پرواز آ کے مانند کہ مجھ زباں پہ ہے حاضر جواب کے مانند کیا پرشتہ ولی کون کبار کے مانند</p>	<p>ہوا ہی گرم توں جب آفتاب کے مانند نکر سوال مرے درد کی حکایت کا نگاہ گرم میں اُس شعلہ قد نے مجلس میں</p>
<p>بیوفائی نکر خدا سوں ڈر کج ادائی نہ کر خدا سوں ڈر جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر کف حنائی نکر خدا سوں ڈر کسر بانی نکر خدا سوں ڈر</p>	<p>اب جدائی نکر خدا سوں ڈر راست کیشوں سوں اسی کہاں ابرو مت تغافل کو راہ دی ای شوخ خون عاشق سوں ڈا جازت ناز لے سنگر غضب سوں نگائی</p>
<p>جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر آجہائی نکر خدا سوں ڈر خود ہنسائی نکر خدا سوں ڈر آشنائی نکر خدا سوں ڈر جیسہ سائی نکر خدا سوں ڈر</p>	<p>بیوفائی نکر خدا سوں ڈر ہے جدائی میں زندگی مشکل آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور اُس سوں جو آشنا در در نہیں لے ولی غیر آستانہ یار</p>
<p>کے تعظیم خوشبو ہر گل سیراب سوں اٹھکر وہیں آوی قد مبوسی کو نخل خواب سوں اٹھکر تماشا دیکھنے آدمی نرا محراب سوں اٹھکر</p>	<p>چمن میں جب چلے اس صن عالتابی اٹھکر تری باتوں کی نرمی کی اگر شہرت ہو علم میں تری ابرو کی پہونچے گزیر سجدہ میں اہ کو ن</p>
<p>گیا کی بار کی آرام لیکر چلا ہے آج فوج شام لیکر کھڑا ہے فقط ہو جام لیکر جو کوئی آتا ہے تیرا نام لیکر حیلہ ہے لذت دشنام لیکر</p>	<p>جو آیا است سائی جام لیکر بنجاؤں خط ترا کس بیخطا پر تری سائی گرمی کون لالہ باغ میں سکوں جو لگیں کرتا ہوں سجدہ ولی تیری لباس سوں اٹھ کر طبع</p>
<p>گل گرس نقد آب و رنگ نثار دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار</p>	<p>گر چمن میں چلے وہ رشک بہار بلبلان ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں</p>

جن نے دیکھا ہے اُس پر پرو کوں تجہ درس کے خیال میں دائم یا دتجہ خط سبز کی الیشوخ بیکر پاپا ہے تجہ جفا سون شکست لے دلی اُس سے حرف ہوش بوجہ	صورت بوحش سوں ہوا بیزار مثل نیساں ہے چشم گوہر پار ز جسم دل پر ہے مرہم زنگار خانہ دل ہوا ہے آئینہ زار جو ہوا مست حبلوہ دیدار
عشق کے ماتہ سوں ہوئے دل ریش جیو مرا ہو رہا ہے زیر و زبر جب کوں قربت ہے عشق سوں تیرے لے دلی اسکا زہر کیوں اترے	جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش جب سوں تیرا فراق آیا پیش اُسکے نزدیک کب عزیز ہوں غیش جن نے کھا پایا ہے عاشقی کا شیش
کہوں کس سے عزیز انا کو درد نشان مال غبار خاطر غناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر بیان سینہ چاکاں لے دلی کیوں کس کے	نہیں اک گوش محرم تلے آؤ فغان ل کہ غیر از درد و وجا نہیں ہی بار کا درن ل اگر بوی گل سوں ناز کرتی آہنگ زان ل
آتا ہی جب چین میں تو زین کلاہ سوں بزم ادا و ناز کوں وہ شورخ نازین بیجا نہیں ہے رخ پہ مرے رنگ اضطراب پروانہ وار عشق میں تیرے جو سردیا حاجت نہیں چراغ کی مجھ گھر میں دلی	اٹھتی ہی فوج حسن تیری جلوہ گاہ سوں خوشبو کیا ہے غیر موج نگاہ سوں باندھا ہوں دلو آہوے دشت پناہ سوں اُسکا کفن ہے رشتہ شمع نگاہ سوں روشن ہی بزم عیش مری شمع آہ سوں
تجہ مکہ کی جہلک دیکھ گی جوت چند سوں ہر چند کہ دشت ہی تجہ انکیا سیتی ظاہر اشرف کا یہ مصراع ولی اپنی ہو دلچپ	تجہ مکہ پہ عرف دیکھ لی آب ہر سوں صد شکر کہ تجہ داغ کوں الفت ہی جگر سوں افت ہے دل و جان کو میری ہم گویوں
باطن کی گرد ہو اُسے یار کر رکھوں اُسکی ادا و ناز کی خوبی کا کر بیان لائق ہے گردہ شوخ کے اپنے نخر میں	اپنے سخن کا اسکوں خریدار کر رکھوں ہر خوب کوں صورت دیوار کر رکھوں آدے اگر پری تو پرستار کر رکھوں

<p>نرگس کوں اپنی چشم کا بمبار کر رکھوں ایک تار سے کہ زشتہ زنا کر رکھوں سینے کوں داغ عشق سوں گلزار کر رکھوں اُس نگہ بن کو اپنے گلے مار کر رکھوں</p>	<p>برجائے گر کہے کہ چین میں نگاہ کر تسبیح تیری زلف کوں کہتی ہو بسے صغ تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خسر ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج</p>
<p>یہ نقش پر ہی پردہ میں پہ لکھا ہوں میں صورت دلبر دل شیدا پہ لکھا ہوں نرگس کے قلم سوں گل لالا پہ لکھا ہوں اکثر خط سنا غرستی صبا پہ لکھا ہوں صحنہ سوں ولی دیدہ عتقا پہ لکھا ہوں</p>	<p>تصویر تری جاڑا مصفا پہ لکھا ہوں فرا دکھا صورت معشوق تحسیر پر اے مردک چشم تہہ انکھیاں کی یہ لالی تجہ نرگس مخمور کی کیفیست مستی اس کے دہن تنگ کی ترقیب کا مکہ</p>
<p>بی تکلف صفحہ کا غذ یہ بیضا کروں کس طرح اس غنچہ بند قبا کوں داکروں خود بخود رسوا ہو اس کو پھر کے کیا رسوا کروں جامہ زیبان کو بزم نگ صورت دیا کروں زیور لب ذکر سبحان الذی اسرار کوں سر و قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں</p>	<p>خوبی اعجاز حسن یا اگر انشا کروں جون نسیم اب لگ سب کو جی بچے حاصل نہیں کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سر و عیاں کے حضور سر کروں جب صفت تیری جامہ گل رنگ کے رات کوں آؤں اگر تیری گلی کوں حسیب آرزو دلیں یہی ہو وقت مرنے کو ولی</p>
<p>دیکھ کر حسن بیحجاب سخن تا قیامت ٹھٹھا ہے باب سخن جب زباں سے اٹھے نقاب سخن لوح دیبا جہ کتاب سخن نور معنی ہے آفتاب سخن دل ہوا ہے میرزا کباب سخن جگہوں جیتے ہیں سب حباب سخن جب لے صندل و گلاب سخن</p>	<p>دل ہوا ہے میرا خراب سخن راہ مضمون تازہ بند نہیں جلوہ سپیرا ہوشا ہر معنی ہے تری بات اے نزاکت فہم لفظ رنگین ہے مطلع رنگیں شعر فہم کی دیکھ سکر گرمی عسری و انوری وفا قافی اے ولی درد سر کہہو نہ ہے</p>

<p>سحر بردار ہیں پیاسے نین لے لے دل اس کے اس کے سنبھل کر جا دل ہوا مجسوں آج بیگانہ نگرستان کوں دیکھنے مت جا وہ ہے گلزار آبرو کا گل لے لے ولی کس آگے کروں فریاد</p>	<p>برخس دشمن ہیں خوش ادا کے نین تیج برکت ہیں سیر ز کے نین دیکھ اسے دینا آشنا کے نین دیکھ اسے زکین قبا کے نین حق نے جب کوں دے حیا کے نین ظلم کرتے ہیں بیوفائے نین</p>
<p>سبہ نامی کون دھوا ہی بجز اچھواں کے پانی سوں میری جانب ہر ذرہ پرور مہربانی سوں ہوا جب ضرور عالم ولی شیریں زبانی سوں</p>	<p>سبہ رونی نہ لیجا حشر میں دنیا فانی سوں شب غم روز عشرت سوں بدل ہووا اگر دیکھے اپس کے سریر مارا کو کہن نے تیشہ غیرت</p>
<p>پاکبازی ہی سمع راہ یقین صورت ناز و معنی تکین چشم میری ہے دامن چکین دشمن دین و دشمن آئین جب عیاں ہو و آفتاب جبین</p>	<p>صدق ہو آیت رنگ گلشن دین قدسوں تیری عیاں ہوا بجاناں بکھرو یا ہوں یاد کر کے بچنے زلف تیری ہو لے وفا دشمن لے ولی تب نہاں ہو لیل فراق</p>
<p>مغز پروانہ سوں روشن ہے چراغ بزم حسن تیج و تاب زلف ہے دود چراغ بزم حسن خوب رویاں سب ہوئی جوں لالہ داغ بزم حسن وہ صنم جب سوں ہوا عالی داغ بزم حسن عیش کی تصویریں رنگ فراغ بزم حسن</p>	<p>گریہ عشاق سوں خنداں ہے باغ بزم حسن عاشقاں اس آتش رخسار کے چہر اوپر حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا وہ شمع رو آتش غیرت سوں گل پانی ہوا ہی منزع حرف کرتا ہو ولی عالم میں نقاش صنع</p>
<p>سپندہ دار ہے دل بیقرار آتش حسن خط سیاہ ہی تیرا حصہ آتش حسن کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن ہی آفتاب من شعلہ زار آتش حسن</p>	<p>ہوا ہی جب سوں ترا تل سوار آتش حسن ہنوز حسن کی گرمی بجا ہے لے گلرو یہ خط کو دود منظر دیکھ کر ہوا معلوم وہ شمع بزم ادا بر میں گر باس زری</p>

<p>آہنا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں بیراگ کون اٹھا کے چڑھایا اکاس میں موتی کے مثل گرچہ ہر ساوے لباس میں گویا گل گلاب کا جلوہ ہے گھاس میں اہل جہنم کی عقل ہی دائم ہراس میں یک تان گاؤے رامکلی یا ہبباس میں شاید کہ بوخی اُسکی ہونر گس کی گھاس میں</p>	<p>ہے بکے آب و رنگ چاکیم داس میں بیراگیوں کے پنھن میں آکر وہ رہ جیں ہے اسکے مکہ سوں جلوہ نما موج آفتاب لگتا ہے اُس گروہ میں وہ سر و نازنین اُسکی بہنوں کو بوجھ کے شمشیر آبدار آدمی فلک سوں زہرہ اتر گروہ مہ جیں جاتا ہوں باغ یا دین اُس جہنم کے ولی</p>
<p>ملنے کوں رقیباں کو فراموش کر دی توں یک دید میں کوئیں کو بیہوش کر دی توں بر جا ہے اگر صحن کو گلپوش کر دی توں گر گل کی حامل کوں ہم آغوش کر دی توں ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کر دی توں</p>	<p>یکبار میری بات اگر گوش کرے توں ہے بسکہ ترسے نین میں کیفیت مستی اسی سر و شکل اندام آپس نقش قدم سوں غیرت سوں کر می چاک گریبان دل پرفزون اسی جان ولی وعدہ دیدار سوں لینے</p>
<p>اُس نوبہا حسن پر دیوانہ ہو دیوانہ ہو ہر آشنائے عقل سوں بیگانہ ہو بیگانہ ہو ایدل تکلف بر طرف مستانہ ہوستانہ ہو اسی جانمن ہر دل سے جانانہ ہو جانانہ ہو اسی گردن چشم بری پیما نہ ہو پیما نہ ہو یہ آس غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو اے سرگذشت حال دل افسانہ ہوا فسانہ ہو ہر دم خیال یار سوں بچانہ ہو بچانہ ہو</p>	<p>ای دل سدا اُس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو لے یار تجہ منظور ہی گر آشنائی عشق کی میری طرف ساغر بکفت آیا ہو مست حیا جاری رکھیا کب تک رسم جفا و جور کوں مجھ کوں تیار درد سوں پیدا ہوا ہو درد سر اسوقت پیتم کی نگہ کرتی ہو مشق و لہری میرے سخن کوں ہر سوں منتا دی وہ رنگین ادا عالم میں تجھ کوں اسی ولی ہو فکر جمعیت اگر</p>
<p>لیجئے عاشق کو رولا یا نہ کرو بے گستاہوں کو ستایا نہ کرو زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو</p>	<p>صحبت غیر میں جبا یا نہ کرو حق پرستی کا اگر دعوا ہے دلو ہو تی ہے سجن بیستابی</p>

<p>زہر کا جام پلا یا نہ کرو غیر کون درس دکھایا نہ کرو اس سوں چہرے کوں چہا یا نہ کرو</p>	<p>نگہ تلخ سوں اپنے ظالم ہکو برداشت نہیں غصے کی پاکبازاں میں ہے مشہور ولی</p>
<p>کھل گئی ہیں آج انگیاں زرخس بیمار کی بھول جاتا ہے وہ سب کچھ دیکھ صورت یار کی دلکا دشمن ہو مگر کرتا ہے باتیں پیار کی</p>	<p>دیکھ دستارِ بستی ساقی سرشار کی بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب لے ولی اس بیوفا کی ہر بانی نہ بھول</p>
<p>اس یار بیوفا کوں ہمارا سلام ہے اس صاحب حیا کوں ہمارا سلام ہے اس لکے دعا کوں ہمارا سلام ہے اس نازنین پیار کوں ہمارا سلام ہے اس جان دلربا کوں ہمارا سلام ہے</p>	<p>اس سرخوش ادا کوں ہمارا سلام ہے لینا نس سلام ہمارا محاسب سوں اس یارِ دل میں میرے نہیں اور دعا ناز و ادا سوں دلوں مرسے مبتلا کیا آرام جان و دل ہو ولی جسکا دیکنا</p>
<p>گل ریحان سوں رنگ بوشتابی پیشا نکلے اگر تک گھر سوں باہر وہ بہار دکشا نکلے اگر کرنے کو بجوئی وہ سر و خوش دا نکلے ولی تیری گلی میں جبکہ مانند گدا نکلے</p>	<p>اگر گلشنِ طرف وہ نہ خطِ رنگین ادا نکلے کہلے ہر غنچہ دل جو گل شاد ادا نکلے شارِ کسے قدم اوپر کروں رہنما نکلے گو سب بجلی درس کی ہرگز نہ کچھ اے پری میک</p>
<p>مصور رنگ ہے جس جلوہ تصویر کے دیکھے کہ جوں ہوتی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے کمان آغوش جون کہ کہو لیتی ہے تیرے دیکھے نقشب میں ہیں سب خطا ما اس تجر کے دیکھے کہ جوں ہوتی ہے فاضل مفتح کتب کے دیکھے</p>	<p>پڑا حیرت میں دل اس حسن عالمگیر کے دیکھے ہوا ہوں محو یوں اس زلف خم در خم کے دیکھے کمالیوں دل مرا تیر ہی نگاہ تیز گلی خاطر تیرے لہر کے صفحے پر خط لکھا قدرت کا دیکھے ولی کے دیکھو یوں ہوتی ہے حیرتِ گل بہتیر</p>
<p>گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آئے جس بر سنیں کیا روہ گل پیر میں آئے جس دہن میں کیا روہ نازک بدن آئے</p>	<p>مہوقتِ تبسم میں وہ رنگین دہن آئے تا حشر اٹھے ہوئے گلاب اس سے عرق سوں ہر گز سخنِ سخت کون لاوے نہ زبان پر</p>

رکھ شوق مجھے شکر کاشوقی حسن آو	بر جاو اگر ملک میں لی پھر کے دوجی بار
بجاو میں طبل شادی بکا اگر وہ دلہن آو۔ زکھوں نشہ تمن اکھیاں گودہ سرت باز آوے اگر میری خبر لینے کو وہ زلف دراز آوے مجھے گھر اسلحہ آتا ہے جو اب جو پڑی آوے	سورہ پیش گاہ میں ہم اگر وہ عشوہ ساز آوے شمار پھر کے جس کے دیانہ ہے در کمر چمکو جنون عشق میں مجھ کو نہیں زنجیر کی حاجت آوے آوے گھر گانہ دیا کی کہ پکھو آوے
ہاؤ پیریت سون ہو بسیریا یاغ عاشقی مہر زمان و قادر می ہے داغ عاشقی گریہ حیرت سون ہو سیریز باغ عاشقی آہ کی آتش سون روشن کر جاغ عاشقی گرد پوی نالہ بلبل سراغ عاشقی	پیریت آوے آوے شوق و داغ عاشقی اشک خون آوے سامان طغری نیاز آپ سون دریا کے ہرگز کام نہیں عشاق کو گر طلب ہے تنگوں راز خانہ دل چو عیا نہ نہ باغ میں ہرگز بجا چلے کی
خوبی میں آج ہم سبھی آفتاب سہبت رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے میخانہ تجھ نگاہ سون دائم خراب ہے تب سون نیاز و ناز میں باہم حساب ہے غنا و تار زامت چمن بزم و تاب ہے	مکتبہ میر جس کے آیتہ ادا کی کتاب ہے ظاہر ہو اسے مجھ پر ترے ناز سون منم تیرے نین کے غصہ میں بے وقوفی شراب دہان میں ازل کو طالب سون عشق و جن پوشیدہ جال عشق رہی کیونکہ کی دلی
مرو کا اعتراف سبیا اگر کوئی ہے زلف تیسری نرا کر کوئی ہے ہر جیسے دلا انہی کر کوئی ہے	نہ کسی سب بہار کہوئی ہے میر کی مہر مل ہو چھو کہو بیعت ہے سے و لی آب اشک ہری کی
شریف کی بہار ہی وادہ انہی ہے دشمن کے ہار نیکیوں اک تیرا ہے باجن حسن کا تماشائی رنگ بار ہے خوفی کے تخت اور آگ و آتشا ہے ایر دستہ بزم گم کی خبروں پناہ ہے	ہر شمع محفہ دہاں پناہ ہے اسباب جنگ و کشتہ در کار نہیں ہوں کو تیرے شوق کی پناہ کو کیا کام چاندنی ہے ہر جیسے باؤشا ہی ہر خبر کوں دینا نہ نہیں اگر قیاس لے میں چلنی ہے



پتہ ہی کیا ہی تھکوائے یار مسکرانا گر چہ اے گی سبوں کی نظروں سے نکلے آگے غنجوں کو اے سنگر تیرے دہن کے آگے شاعر ہے پوچھ گئے اپنی پہ آپ قائل	ملک واسطے خدا کے یکبار مسکرانا اے برق و یکہیومت زہنا و مسکرانا ہنسنا تو بیکھڑت ہے دشوار مسکرانا یارو نہ اسکی سنکر اشعار مسکرانا
ہمارا یار ہم سب تک باہم سوچے گا ہاتھوں سے نہ اک تار گریبان میں پھوڑا کبھی رہتا نہیں بن چاک ہمارا سینا دم خفا جیسے ہوا اور میں خفا دم سے ہوا سر بدن ہی ہو جدا اور ماتہ شام سے جدا کیا بہانے تہ تیجے ایک چشم آنسو بزم میں یوں دل آوارہ اپنا اے فراسو کم ہوا مجھ کو کہتے ہیں بڑا دہش ہے تجھے یاری کا ہیں داغ و آبلے سے یوں دلیں جام دینا گلشن میں دیکھ نہ بیل کیا عکس شوگل سے بیعت کروں نہ کیونکر پیہر مفاں کی زاہد پیر خون پر چشم و دل میں اپنی ہمیں غنیت گردوں کے اب فراسو سنگ ستیہ لاکھوں دیکھا ہر جب سے پیر ہن اس لوہار کا	جو دل میں درد ہرگز دوا کسی کم نہو نیگا پاؤں سے نہ اک خار یا بان میں پھوڑا نا صحرا زخم کو سینے کے دھار یا سینا رفتہ رفتہ یہ مرا حال تری غم سے ہوا پیر عسرا میرا ہو تیرے آستان سے جدا ہو گیا وہ یار تجھے اس بہانے سے خدا مخ و حشی جیسے ہووے آتشیلے سے جدا سوچنا طور ذرا آپ کی عیسا ہی کا جیسے دہرے ہوں ساقی محفل میں جام دینا ہر نہ کے کنا سے ساحل میں جام دینا ہر دستگیرستان شکل میں جام دینا گو اب نہو ہماری محفل میں جام دینا لکڑی جو لگے میں یاں گل میں جام دینا داسن نہیں ہر مات میں صبر و قرار کا

دیکھ کر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لگا ہاتھ پہونو نکا ہی کچھ اب جب تک جاؤ لگا دیکھ کر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لائے لگا یاں سے خطا جانے لگا اور دالسی ہر لگا	عشق محکوب تو اس حالت پہ پہونچا لگا آئے ہی دامن کشاں شاید چمن میں ہیر بہار حال اس نو بہت کو پہونچا یا ماس عشق کی پیر گئی شاید فراسو کچھ زمانے کی ہوا
فریاد پہ کم گذرا مجنوں پہ بھی کم گذرا کیا کہنے دلا اُس سے جو کچھ کہ ہم گذرا	جو آپ کی دوری میں دلیر مے عم گذرا تہا رات فراسو کا مہاں وہ شیریں لب
ردیف "ب"	
ای رشک گل تو اپنی گلی کی زمیں میں اب رکھے ہیں تو وہ دل اندوہ گین میں داب تا چند غمگور کہہ گے جاں خیزیں رہا	سست میری لاش کو چمن یا سین میں اب ابرو کماں کے تیر ستم میں لے سیکڑوں ردو فراسو کھول کے دل بزم یارہا
ردیف "ت"	
جی بچوڑیگا مراد و جد الی ہے سخت	دلیل ہی اسکی دوائی سودا کی سخت
ردیف "ث"	
اے خاریا بیان ترا دامن ہے میراث نوسوزش غم کی دل بریان ہے میراث اسکی گراب زلیف پریشان ہی میراث	لے دست جنون تیرا گریبان ہی میراث جو دروالم کی جگر چاک ہے جاگیر دیکھا نہ کہو دلو فراسو ترے خداں
ردیف "ج"	
دن کو ہی یارات کو صبح کو یا شام پہنچ تھما تے نام کو ہم صبح سے تا شام پہنچتے ہیں	ہم کو کہو تو پہلا نامہ پہنچا ہم پہنچ نہ سخت روم کی خواہش نہ پاک شام پہنچتے ہیں
ردیف "ح"	
پلٹے ہیں آکے وجد میں سرو سمن علی الصباح ویجے صبا کد اگر تیرا بدن علی الصباح آج سنے جو رشک نہ تیرا سخن علی الصباح	گلتے ہیں قول معرفت مرغ چین علی الصباح بند قبا نہ پھول کے شرم سے کہو لب اغیں ہوئے فراسو عقل و ہوش جو ہوئی یک نگاہ

	ردیف خ
یاں میں رشک خون سے آنکھیں مہم سٹخ	داں ہے تھاری بزم میں می سٹخ جام سٹخ
	ردیف "د"
لازم ہے کہ کاشا نہ خلوت کا ہو در بند	رکھ اسکے قصور میں سدا دیدہ تر بند
	ردیف "ر"
لوگ آخر لے گئے جھبکو دو بار کینچکر	میٹھ پٹھا تنا عرض اس سے کنار کینچکر
ہم منالینگے نہیں دامن تھارا کینچکر	روٹھ کر پیار و گریبان تم ہمارا کینچکر
دیکھتے دلت مرگب آخر کو دارا کینچکر	اپنی تو بخت کند پر فراسو مست اگر
گوش گل کیوں کر دیا تو نے مرو اللہ کر	بلبلیں بولیں ہیں ہر دم نالہ جانگاہ کر
دنرات جب سے ہو تری آستان پر	ہو کیوں نہ مہر وہ کا دماغ آستان پر
کیا ہی بہار حسن ہی اس نوجوان پر	قامت ہو مثل سرود ہن غنچہ رخ چین
جب تک نہ تم بلاؤ کہ آ رہے پلنگ پر	قدرت نہیں جو آؤں تھکے پلنگ پر
وہ گل کہی نہ آیا ہمارے پلنگ پر	جسکے لئے پچھانے ہیں بہو لو ٹکی سچ روز
تم میرے ساتھ سوئے جو پیائے پلنگ پر	مہتابی پر محل کے شب تاب ہیں (ق)
گلتے رہے تمام ستارے پلنگ پر	حیرت رہی نہ دیدہ مہتاب کو فقط
پہرتا ہوں لوٹتا ہوا ساری پلنگ پر	پڑتی نہیں ہو کل کسی کروٹ ذرا مجھے
وہ کالی رات کیونکہ گذری پلنگ پر	منصف ہو تم ہی جس سے جدا سا ماہ ہو
لگتے ہیں ہمکو پہول شرارے پلنگ پر	فرقت میں شب فرا سو صنف گلخندار کے
چین لے ابتر عدم کے سو نیوالوں کو پچھ	لے دل مضطر تو زیر فاک مالو کو نہ چہر
نیو بخت اس لخت آشفہ حالوں کو پچھ	کیوں وہاں جان کیا چاہے ہے ناصح دنگی
دم میں خوش دم میں خفا ہو جانو لو نکو پچھ	ای فرا سو سن بقول شخص کیا ہو فائدہ
	ردیف س
ہو خار جس روش سے گل تر کے آس پاس	بیٹے ہیں غیر یوں مرے دلبر کے آس پاس

لے مردانہ دیکھ کر نہ ہوئے کچھ ہے	لخت جگر نہیں مرے سب تر کے آس پاس
بہوا چاہیہ کہو کو سیہ اونکار فکس	پر طوطی سنو گر مر رہا فکس
مر ہے سوز و گداز سے دل لہر باب کہ تاثر	کہ جیسے رہتی رہی شمع نخل کی باب لہر مالش
لب پہ تہلکے صبح سے تاسم گرم ہو چہ خوش	بجھے یہ ہم کہ آپ کا تلمیہ کلام ہی چہ خوش
نیتے سلام بھی نہیں میرا کبھی غور سے	آپ کے اس غور کو میرا سلام ہی چہ خوش
خوب غزل ہی گرم سی شعر ہیں پر شرر سبھی	بارے فراسو تیرا ہی کیا ہی کلام ہی چہ خوش
ردیف ص	
کیسے کہے یہ ترے ہر کا قربان عارض	کہ یہ ہمتا ہے چکے ہے دوحیدان عارض
ردیف عین	
در پہ بیٹھا ہوں نہیں ہے آہ و زاری کے فراغ	منہ دکھا جا کر لے ایک دم شراری سے فراغ
دل فراسو جب سے اسکی چشم میگوں پر غش	مست رہتا ہوں میں کر کے ہوشیاری کے فراغ
ردیف ف	
میری تربت پر شرر طیکہ ہوش بخون کر حزن	قتل کو ماجرے کے دیکھو کہ حزن کے حزن
حزن تسکین بھی کہیں نہیں لکھا ہو وگا	پڑ ہو اس خط کو فراسو تو ہر اک حزن کے حزن
ردیف ق	
کئی دن سے تہ خاک الفت معشوق	بزرگ خار ہوں بچان بدولت معشوق
ردیف ک	
یوں ہے عشق لالہ رومے میری پیرن برنگ	موسم گل جبر و شش بڑ کا کی بخشش میں لگ
آہ سوزاں کا میرے ہر گز اثر ہوتا نہیں	گیو ای بیدر اس تر سے دل پرفں میں لگ
طاس کا سجات ہی یا آہ سوزاں سے میری	ای فراسو ہی گل دلدار کو دامن میں لگ
قاصد یہ کہو اس بیت معشوق الگ	کب تک رہو گے عاشق رنجور سلگ
ردیف ل	

فراسو آئی دو بالا نظر نہیں چھوٹا	وہ ماہتا بی بی پہ بیٹھے جو ماہتا کے دن
مرنے ہیں ہو کس میں ہم الفت کی معنی ہیں	غم تنکو نہیں کچھ بھی غفلت کے یہ معنی ہیں
جب تک نہیں دیکھا ہی - آئینہ منظر ہے	جسکیں نہ کہیں پلکیں حیرت کے یہ معنی ہیں
دل چریت ہے کیا پالے والد جو تم مانگو	ہم جی بھی تمہیں دیو یہ ہے کہ یہ معنی ہیں
کل پڑتی نہیں دنگوں دیکھتے تری صورت	اس عالم صورت میں صورت کی یہ معنی ہیں
ساتھ اپنے سدا شکر ہی گریہ و نالے کا	شوکت اسے کہتے ہیں شکت کی یہ معنی ہیں
ہم خاک ہوئے تو بھی دے نہ ملے تیرے	الفت اسے کہتے ہیں جاہت کی یہ معنی ہیں
دل بند فراسو ہی اس شوخ کی کاکل میں	جی چاہ ذوق میں ہی چاہت کی یہ معنی ہیں
حال سے میرے کوئی جھجکوتا نہیں	یاں فقط بالا ہے سو وہی اثر کرنا نہیں
کیوں نہ دل میرا کرے ابا غلبا غش میں	ایک شب بیٹھا نہ وہ خانہ خراب آغوش میں

اردیف "و"

میں تو پڑا ہوں دربرائے انکو کچھ فرماؤ	بھوکا تھا اس نازک میں ہی گالیاں جھجکوتا
کھڑا کہیں دکھا تو الٹ کر لقب کو	تا بھول جاؤں دے میں بج و عذاب کو
آباد ایک روز نہ دیکھا کہو اُسے	کیا لیکے میں کروں دل خانہ خراب کو
بچے معاد ظالم اس کے نامی جاہت ہمارے	لگے تیرا کہیں اور جھجکوتا بھیرا سی ہو

اردیف "ہ"

یوں ہم آغوش ہوں بری کر ساتھ	جس طرح جسم ہوئے جی کیساتھ
-----------------------------	---------------------------

اردیف "ی"

اے ہو کس میں وصل کو نہ نام لیچے	کیا یا د ہم کر نیلے کہ نام لیچے
آہ و فغاں و گریہ و سوز و تپاک و درد	کیا ہم ہی ساتھ اپنے سر انجام لیچے

تمام شد دیوان فراسو صاحب فرنگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
منتخب دیوان شاہ مبارک
آبرو

ایا ہر صبح نیکی کا پتہ نہ ملتا ہوا کہ موت گنویہ بخت سیاہ ہو نکارنگ زرد انداز سے زیادہ نپٹ ناز خوش نہیں قامت کا سب جگت میں دو بالا ہوا نہیں	جامائے میں رات کا پہلا بے ہوا سونا وہی کہ ہووے کسی بی شک ہوا جو خال اپنی حسن بڑا سوسا ہوا قد اس قدر بابت ہوتا ہوا
---	--

اول آبرو تو سمجھ پیچ عشق کا
پھر زلف سے نکل نسک کا پھنسا ہوا

جدائی کے زمانے کی سچ کیا یادتی کہے کہ اس ظالم کی ہم پر جو گھڑی بیتی سو جگ بیتا چہرے نے سچ تیرے سارے جگت کو ہوا لے لعل تیرے سر پر یہ آج خوب سو ہوا رخسار کے گل او پر شبنم ہے یہ پینا کیا سچ ڈانک پر ہے الماس کا نگینا خجلت سے تجھ نگہ کی ہے جو گئی ہو پانی کننا بجا ہوا ہے شیشے کو آگینا شتاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہے یوں رو دھو رو دھو چلنا چل چل کے پھر ٹھکانا یہ سب اور یہ آب رواں اور بار بہ گہرا گیا تہا رات جھڑ بلی میں ظالم کسطن کو تو بوسہ لبوں سے دینے کہا کہہ کے پھر گیا پیالہ بھر اشتہاب کا افروس گر گیا نین سے نین جب ملائے گیا دل کے اندر مے سائے گیا نگہ گرم سے مے دل میں خوش نین آگ سی لگائے گیا تیرے جانے کی سن خبر عاشق یہی کہتا ہوا کہ لائے گیا سہو کر بولتا تھا مجھ سیتی بو جھہ کر بات کو چپائے گیا
--

آبرو و جھبہ بیچ مرتا تھا
کدہ دکھ کر اُسے چلائے گیا

ل گئیں آپس میں نظریں ایک عالم ہو گیا ساتھ میں تیرے جو کچھ تھا سو بیاری و عیش تھا	جو کہ ہونا تھا سو کچھ آنکھوں میں باہم ہو گیا جیسے تو پھر اسی تیرے عیش سبب ہم ہو گیا
نہ چھوڑے آج پیارے جی کس کا تری صورت کا جب سون نقش ہو گیا	تمہارا ہنسکے یوں کہنا ا جی کا گیارہ نقش سے گری کا
سخن سنجان میں ہیگا آبر و آج نہیں شیریں زباں شاکر سیری کا	
کمان ہوا ہے قد ابرو کے گوشہ گیر و کما برہ کی راہ میں جو کوئی لگسو پھر نہ اٹھا	لٹا ہوا حال تیرے زلف کے اسیروں کا قدم پھر نہیں یاں آکے دستگیر و کما
وہ اور شکل ہی کرتی ہی دکو جو تخیل بہلے میں جو کہ منکا ہوا آبر و کا دل	عجب تھے شیخ تر نقش یہ لکیر و کما سجن کی زلف نے لٹکا لیا فقیروں کا
مست دل ہو نام تجھ لب کا دل کے غنجوں کو کھول جب دیکھا	جام صہبائے نام تجھ لب کا شون پایا تمام تجھ لب کا
مہر لہا ہوا حلاوت سے	حر فکریاں کو نام تجھ لب کا
آبر و آب زندگی سے لذت جان لیتا ہے جام تجھ لب کا	
یہ رسم ظالمی کی دستور کہاں کا ہٹائی دل آج میں دستبر کہوں گا	دل چین کر ہمارا دشمن ہوا ہی جان کا ذرتے کی تمیش مہر منور سے کہوں گا
جو کہ محرم ہے عشق بازی کا ہر گدا گوشہ قناعت میں	دل سے عاشق ہو جا نگدازی کا شاہ ہے ملک بے نیازی کا
کیونکر نہ گرم ہوئے فغاں عنذ لب کا جب سے غدر بگل کا ہوا اُسکے تئیں یقین	جلتے گل کی آگ میں جان عنذ لب کا جاتا رہا ہے تب سے گماں عنذ لب کا
اسکا کنار گل ہی میں عالم ہے یک جدا لائی ہے جبے بات چین کی زباں ادھر	پچھانتا ہے کون مکان عنذ لب کا رنگین ہوا ہے تب سے بیان عنذ لب کا

تو کب ملا تھا پیارے ہمسے جو آج روٹھا	دیکھا یہ اسٹلے کا یہ روٹھنا تو ٹھہرا
ملنے پہ غصے کے اب کیوں پوچھتا پیارا	ازما و نیکو شاید لیتا ہے دل بہارا
ملنے کے شوق میں ہم گھر بار سے گویا	مدت میں گھر ہمارے آیا تو گھر نیا یا
مرے پیارے سے قاصدا سنی دلی بات کہنا	کہ جانے سے تھکے جان کا شکل بڑا بچا
جسے ہوزیب ذاتی اسکے تیسرے پویش	کرے ہی بد نما البتہ سن ماہ کو گستا
نماں برکار رنگ ہوئے دوسرے تیرے باشتہ	تھکو دیکھ لے سرو ہو جا گبور تر فاختہ
ہمسے چراگے اور سے آنکھیں ملا گیا	ظالم سیکو مار سیکو جلا گیا
شرم سے آنکھوں کی تیرے آہنی خوشی	آگ میں جلتا ہی میرا رنگ کے دلا گیا
شرم نے تجھ زلف و رخ کے باغ کو دیا گیا	گل ہوا ہی آب اور سنبل ہوا ہی موج آب
بچہ کو گل لے کو گل آگے ستائی بہت رت	پورائے عام و خاص کہ آئی بہت رت
بلبل ہوا ہے دیکھ سدا رنگ کی ہزار اس سال آبرو کو بن آئی بہت رت	
سیمے وہ زرد پوش جبکہ کے بنا بہت	چاروں طرف سے آج اٹھی جگہ گستا بہت
ارہے جوش رنگ خنداں نے بہار کا	لائی ہر حسن عشق کو با ہم ملا بہت
کیوں ہو رہی ہر عشق کے مارے تمام زرد	کہ کہتی ہر کے حسن کی دل میں ہو بہت
جا تا لباس زرد سے تیرے دگر نہ ہم	واقف نہ تھے کہ ہو رہے ایسی خوشنا بہت
دل نے پکڑی ہے یار کی صورت	گل ہوا ہے بہار کی صورت
کوئی گل رو نہیں تھار ہی شکل	بہنے دیکھی ہزار کی صورت
تجھ گلی بیچ ہو گیا ہے دل	دید کا انتظار کی صورت
دھل کے بیچ بھر جائے بھول	جوں نشے میں خار کی صورت
کچھ بہت سی باتیں کہ کہیں ہو گی اس دل بے قرار کی صورت	
دہ زرد پوش جبکہ میں آغوش میں لیا	گویا کہ تب گئے سے لگائی بہت رت

یوں تمہارے وار کرتے ہیں میں شر کا گناہ	جوں سپاہی مورچے کی اوٹ میں کرتا پوٹ
دل نگہ تیری سے ہو جاتا ہی ظالم لوٹ پوٹ	اس طرح مت دیکھ لے خون میں فریاد سن
جوش کرتا ہی جنوں مجھوں کا گلزار دیکھے بچ	شوق بڑھتا ہی مرے جی کا دل انگار دیکھے بچ
شیشہ خالی کو کیا عود ہی میخوار دیکھے بچ	عاشقوں کے بچ مت لیجا دل بے شوق کو
اس طرح کا کوئی نظر آتا نہیں یار دیکھے بچ	رو بردار آنکھ ادھل ایک سا ہو جیسا یار
عیش دونا ہو ہے میخوار دیکھے تیں تار دیکھے بچ	رو دونے سے عاشقوں کا شوق ہوتا ہی تار
آبرو و غم کے ہنور میں دل خدا سیتی لگا نا خدا کچھ کام نہیں آتا ہے مجھدار دیکھے بچ	
کیسا کہوں ایندولت کی طرح	نہر آیا گیا جواں کی طرح
ہوا تجھ حسن اور خوبی کے لکھنے میں صفا کاغذ	رسم ہوتے ہی رخسار اخطا ہو گیا کاغذ
جان اگر دشمن ہوئے تو تم ہمارے اس قدر	تو ہمارے دلوں کوں لگتے ہو بیائے اس قدر
غم سے بجا ہوئی ہیں مری چشم رو بہار	جسے ہو اکہی نہ مرا یار ہلکتا ر
سب سے ملے پیرا ایک ہے ہم اس قدر	جاوید کا حسن ہو کر گرت کر و گے یار
بیل سے دل کو کہوں کہو گل سے نہ کہتے پھر آبرو کا وقت کہاں جب گئی ہمار	
بلیبل و تی ہیں میرے غم سے اوگلا زار	جیفت کیوں ہوتا نہیں تو ہے ای عیار
ان لبوں کو یقین مصری جان	راست کہتا ہوں اس میں مت شک کر
آج پھر سے کر دیا ہے اداس	ان رقیبان کا جائے سستیا ناس
سیج تیری کے شوق میں چھوڑا	رات کو پھول نے چمن کا پاس
سر چڑھا ہی تمہن کا منہ با کر	عاشقی بواہوس کو آئی راس
غیر صحت میں اب لگے جانے چھوڑ کر اپنی آبرو کا پاس	
اترے رو کی بڑ ہی کا کل کے حلقے سیتی زیبائش	عدو جوں ایک کا صفیر وک سیتی پاتا ہی افزائش

ہوئی زور آگے چلے سیتی سونے کی آرائش	جلایا جب غم نے تبتے گلزارِ عاشق کا
اگر شیریں ادا میری کرے تک مجھے فرمائش	سیہ نکلیاں سیتی اپنی بہادوں و دھوکے کی
ہمارے یار کا جو اس قدر ہر ہر اعراض	نہیں ہے اس میں کہیں جائے خال کی خالی
اس قدر نسخہ فلک ہے غلط	نہیں تارے مجھ پر شاکے کے نقطہ
کہ اول خط کی اصل ہوئے نقطہ	خال سے دیکھتا ہوں خط کی نشان
رشتے مجھ داغ کے راتوں کو جلتے چراغ	کیا عجب ن کو اگر خورشید کے ہو دلیں داغ
دیکھ لو کالے آگے آج جلتا ہی چراغ	ساؤ پکے رو برو ہے دل ہمارا داغ داغ
مہر و مہ کو چرخ میں رکھتا ہے صبح و شام عشق	ہو مرے دل کی تمنا دشمن آرام عشق
مرد ہو یا زن کر رہے ہے سب کے تین نام عشق	کب زینچا شہر میں رسوا ہوئی مجھوں کو کم
سخت تر زنجیر سے رکھتا ہو کا فر دام عشق	صید کے جو تر پھرانے میں نہیں ہوتی خلاص
حُسن کے تین ہر گھڑی دیتا ہی یہ پیغام عشق	میں قرار اپنے پہ قائم ہوں پہ تم رہتے نہیں
حُسن سے کب ہو سکے کرتا ہو جو جو کا عشق	دل بڑا ہی مہر کا لیکن تر پھ ذرہ نہیں
عید ہے پیالے گئے سے آج نوا عاشق کو لاگ	ہاں آیا ہے یہ دن کر کے دھار اٹھو جاگ
پکڑا ہے آج سرو کے کانٹے سے ہم لال	افسردگی یا سہ ہو کو ہوا وصال
کیا بیضاقت و بیتاب و بیکل	تری آنکھوں نے دل کی شیش چیل
لگایا جب سے تین آنکھوں میں کاجل	سیا ہی کا ہوا ہے روشنی نام
گلبن کی دیکھ تم کو گئے ہاتھ پاؤں پہول	نکلے تم اب صبا کی طرح جب چین میں بہول
سنبل کی طرح کیوں ہے پریشان داغ گل	کیا ڈھونڈ رہتا ہے زلف کی بو کا سراغ گل
ہر چند ہو گیا ہے چین کا چہر داغ گل	جلتا ہے اب تلک تری زلفوں کی رشتہ گل
تجھ شمع کی شگفتہ زمین دیکھ آبرو	
الائے کی طرح جل کے ہوا داغ داغ گل	
بہار آئی گئی کی طرح دل کھول	گلوں کی بہانت نہیں بلبل کا چول
کرتا ہوں اسکی عقل پر فصول تیل	جو برگ گل کہتے آنکھوں کو فیاض گل

جلتے تھے تجھ کو دیکھ کے غیر انجن میں ہم	ہو بچے تھے رات شمع کے ہو کر برہنیں ہم
آتی ہوا کی بو محسوس بھی پائسن میں آج	دیکھی تھی جو ادا سی سجن کے بدیں ہم
کیونکر ہووے کلک ہمارا گہر فشان	
کرتے ہیں آبرو جو تخلص سخن میں ہم	
دلدار کی گلی میں مگر رکے ہیں ہم	ہو آئے ہیں ابھی تو پھر آگست میں ہم
بیرحم دیو خاوند تک بیخ و ترس جئے	تجھ کو ہزار نام سجن دہر گئے ہیں ہم
لے دل کی دیں کی خون کی پیاسی ہچم	سیکھے ہو کس ازغلی سے تیری سیاہ چشم
سارے عالم کو مار کر برہم	آکھڑے ہیں سجن ترے درہم
جبکہ ایسا ہو گدھی معشوق	تب گنہگار کیوں ہو آدم
شب سیاہ ہو اور زائے سجن تم بن	شال شمع جلے اہل انجن تم بن
عم کیا اگر شراب کی مجلس میں ہم نہیں	ہم کو تمہارے عشق کا یہ کیف کم نہیں
عشق ہو اختیار کا دشمن	ہوش صیرقہ قرار کا دشمن
لٹا یا چاہتے ہیں خاک و دھول میں ہجر بیکار کو	سمجھتا ہوں تری شمشیر ابرو کے اشارے کوں
سکر لگا کے پائوں تلک دل ہوا نہیں	یاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا نہیں
زلفِ مطول و دہنِ محققہ کو دیکھ	تیرے درس کے علم میں فاصل ہوا نہیں
سرت بہر سیتی ہاتھ میں لے دل ہمار کوں	جلتا ہی کیوں پیکر تائبے ظالم انکوائے کوں
لک باغ میں شتاب چلو لے ہمار سجن	گل حشیم ہو رہا ہے تمہارے نظارے کوں
اپنا جمال ابرو کو تلک دھماؤ آج	
مدرستے آرزو ہے درس کی بجائے کوں	
دیکھ رخسار پار کے یارو	جھڑ پڑے گل ہمار کے یارو
آج اس ماہر کی ہوشیاری وصل	دن گئے انتظار کے یارو
اشک سائے آبرو کے غرق کئے	
لوگ سب دار پار کے یارو	

جی نکلتا ہے مرے دل کا بلا سکوں	نزع کا وقت ہے ملک کے ملائے سکوں
کیوں تیرا ہے ہو تم غنیمت جگر میں	بہی بڑی کے خون اپنا کرتا ہوں درگداز
اجد ہر جاتا ہے تو نے سرو دیکھو	رواں ہو چشم سے دریا سے آنسو
یار غافل ہے مرے درویشیار کرو	بیخبر جان نہ جا جا کے جسبہ دار کرو
درد مند می سے اگر دیکھ ہو محروم	رحم فرما کے مرے حال کو اظہار کرو
جسے آدست سے امید کو امن بکرا	یہ نہیں شرط مروت کہ اسے غوار کرو
قدر ہو دل خو خوارہ عاشق کی اگر	سر جیڑا گل کی طح زینت مستار کرو
آبرو غم کی ہنور بیسچ پڑا ہے اگر اک نظر لطف کی کافی ہے اسے پار کرو	
جلوہ حسن کو دلدار کے گلزار کہو	شوق کو دیکھ مرے سستی سرشار کہو
یار سے جا کے مرے درد کا بشار کہو	غم کہو رنج کہو حسرت دیدار کہو
آبرو غم کی باتوں سے نہیں خوش ہوتا اُس سے جب بات کہو تب سخن یار کہو	
کر گی شہر میں فتنہ سخن خواہی خواہی یہ	تری آخر کو سر کیچنگی ظالم کج کلا ہی یہ
کہنے لے ترے کیا گل سیراب آئند	خط نے بہار سبزہ شا داب آئند
بڑے ہی دن بدن تجھ مکہ کی تاب آئند	کہ جو نگر گرم ہوئے آفتاب آئند
کیون ملا مت اس قدر کرتے ہو بچال ہی	لگ چکا اب چوٹنا مشکل اسکا دل ہی
دیکھو نہ دختر زر کیسی ہے شوخ دیدہ	دوئی چہرہ پہ ہر جوں جوں ہوں رسیدہ
اب تو سجا ہے جامہ اس شوخ و چپکن کا	کیونکر ہے نہ ہمسے وہ یار سر کشیدہ
رستم اس مرد کی کھاتے ہیں تم و رو	تاب لاوے جو کوئی عشق کے جھکے رو
قدر دان حسن کے کہتے ہیں سئل ہر د	سانو رے چوڑے جو چاہ کرے گوردن کی
آبرو کو نہیں کم ظرف کی صحبت کا داغ سکو برداشت ہے ہر وقت کے نکتہ روز کی	

آؤتا ہو اگر قیامت ہے	آؤنے کی خبر قیامت ہے
خوش بین کی نظر ابرو	عالم دل ہو اگر برزخ
خوش قدا کا گد قیامت ہے	شور برپا ہوا آؤتا ہو
وہل کا اسکے دق قیامت ہے	رجہ کے غم میں لیکڑا ہوا
شوق ہے اسکی اشکباری کا	
آبر و چشم تر قیامت ہے	
مجنون ہو گئے سب یہ کس طرح کی لے لی	تنبہ بجا وئے کو جب ہاتھ پہنچنے لگی
مگر پیاسے قہم تم میرے لہو کے	چائے پان کیوں اڑی کس کے
سرو کو چال تیری باعث رسوائی ہے	شاخ گل قد کو ترے دیکھ کر مہمانی
وہ شوق وہ محبت وہ پیار ہو بجائے	افسوس ہے کہ جھک کر وہ یار بھول جا
تسبی کرے فراموش زنا رہ بول جائے	کیا شیخ کیا برہن جب عاشقی میں آ
یوں آبر و بنائے دل میں ہزار باتاں	
جب تیرے آگے آؤے گفتار بھول جا	
زیادہ ضد بکڑنا باعث آزار ہوتا ہے	سپارش سے فرا کش نیٹ نیر اہوتا ہے
چمن میں سر بلند کی گل کوشتار ہوتا ہے	کرم فرما کر تیرا نقش پا ہم خاکسار ہو
جان کچھ پانی مرے ہر چشمہ جوان کیے بیخ	کیوں چہا ظلمت میں گراں سے شرم نہ
خوان کر نہ کو چیلے عاشق یہ قیمت باندھ	آبر و کے قتل کو حاضر ہوئے کس کر
اس طرح حنا دل کا کہتا ہوں	دور خاموش بیچہ رہتا ہوں
کئیں شہد شرم سے زکس کی پیا برون کی	غیر اٹھ خواب سے گلشن میں تنے ملی
اگر یاد رہو تو مانگ دیکھو	بد دیوے یکے دل وہ جھگڑیں
سے عاشقی کے ہانے زمانے کدہر گئے	پھرتے تھے دشت دشت دیوانے کدہر گئے
تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے	تمہارا دل اگر مجھے ہیرا ہے
کہے ضد سے نہیں ہوئے سوا	تم اپنی بات کے راجا ہو پیاسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انتخاب دیوان ملک الشعراء فیاضی
محمد صادق خاں اختر

<p>صفتہ نگین خیال بلغ ایہا سلیم تھا جہ فوسا زریخ اپنا سر تسلیم تھا دل میں لپٹا ہوا چرخ امید و بیم تھا عشق کے کشو میں بھی صاحب اقلیم تھا سکے گل سم سے رنگ بہ چربہ تھوہ تھا صفتہ آئینہ میرا لہو تعلیم تھا</p>	<p>سوز دل دیوان کا اپنی باغیت تنظیم تھا انتخاب گاہ وفا میں ٹل گئے سب کے پاؤں تھا کرم سے چرخ شش قدم سے خوف خطاب تھا شعلہ اربع جنوں سے شمع سے مانند آہ تھا کل جن میں کئے آنکلی تیرے ہی لہجہ تھا عشق کے گشت میں اختر تیرا ہی نام تھا</p>
<p>کہ تیرا سماع جہر ہر موطن مڑ گاں کا ہمارا بخت ہی طائف تیرے دم خاص طرں کا دل صد جاگ شانہ بن گیا زلف پریشیاں کا کہ خامہ عمر بھر عاشق ہا اختر بر حواں کا ترقی پر ہے کج بخت یہ شہا ہے بھراں کا کہ دست خار و خش ہوا آشنا اسکے گریباں کا</p>	<p>فطرت جلوہ گر طاعت پر کس نور شید تاباں تھا زیارت کعبہ مقصود کی حاصل سے غیر و نکو تھا ہوئے جمنوں میں حرم کا کئی دم بھر گدڑی کے پر طیا اس قدر القاب اسکا نام سے میں اگرچہ روز جانکاہ جل ہی تیرہ سے لیکن بزرگوں کے یہ ترکیوں نہ دامن اشک سے</p>
<p>پیشانی سے کہتی دیکھا پہلا ہوتے پریشیاں کا نزدکی کا عرصہ یاروں پر نہایت تنگ تھا چشم بر خوں جام لہر پر سے گل رنگ تھا پیر ہی اک نامک جاں جلوہ نیرنگ تھا بد اسی سے یہاں نہ ہو گا جو بد آہنگ تھا خیر بھر آئینہ دل پر پیوس کا رنگ تھا</p>	<p>سب جو اپنا لالہ دل بسکہ سیرا رنگ تھا بزم عشرت کا کون کیا حال لے لے خلاف تھا دیکھ لی یہاں بستے دو فصل فصل خزاں تھا ہی صلا گنبد کی اس عالم میں کی اور بدی تھا رنہ گی میں دیکھتے کیا خاک ہم اسکی یہاں تھا مر گیا اختر تو اچھا ہوا تم خوش رہو تھا</p>

<p>خیمہ زہ کش ہنوب جاناں شہرب کا کوثر سے بھی نہ اس کے بچی سوزا العطش کس طرح سے ہونا دل آشنا سے گوش ان لہو خطوں کے حسن سے یہی خا جا رعشق رویت اور میان ہی کروں کیا جو من ہوں پلکا ز میں پھر شک سے سر آفتاب نے اختر وہ خال کا تب صفت کھاتے سے</p>	<p>کلیں میں یار جو اگر خسر اماں ہو گیا وقت گل گشت چمن نور جہاں پار سے کیا کہوں پھرتی میں اس سفاک کی ہنگام نحت دل بہم جو آتے ہیں جلتے ہنگوئے ساہ لفظ بوجہ کے تیرے سب شمن جان کے تم ہی وہاں بزم میں فیروں سے گرم گفتگو شک مری تہا میں اختر چاہ مشت خاک</p>
<p>پر تو مہ سایہ سر و گلستاں ہو گیا جو ہر آئینہ موبح چین داماں ہو گیا مقتل عشاق دم بھر میں گلستاں ہو گیا اشک کا ہر تار اک بیسج مر جاں ہو گیا ابر حجت ہائے میرے حق میں طوفان ہو گیا شربت جام اہل یہاں آب حیوان ہو گیا خالی ماں کو میث کر میں غمزدان ہو گیا</p>	<p>دل جھکو ہائے بیکسین بیچارہ کر گیا جھکی سی کچھ دکھا کے وہ خورشید و میر شمت تو دیکھو کہ دم قتل عاشقان برسوں میں آیا ہتا جو وہ دم بھر کوا سطر دل چاک چاک مثل گستاں ہو گیا میرا بیچارہ جھکو دیکھ کر اختر وہ بیوفا دہیاں ہی دگی طرف اسی نگاہ ناز کا</p>
<p>اپنی تلاش میں مجھے آوارہ کر گیا پلکوں کو میری نور کا فوارہ کر گیا جھکو شہید حسرت خو خوارہ کر گیا آنکھوں کو وقف حیرت لٹارہ کر گیا اگر عجیب سلوک وہ مہ پارہ کر گیا ارشاد صبر کر کے بہر چارہ کر گیا ستوری صید کرم تک جس شکار انداز کا رنگ گل مانع ہوا شبنم کی کبیرہ ز کا ساتھ ہی روز ازل سے سوز کا اور ساز کا</p>	<p>پایے بند زینت دنیا دل روشن بنیں نالہ لب گریں دل جیسے چوہن کس طرح</p>

<p>ہماری آہ کے گیت پر اب شعلہ آتش وہی میں داغ و لہر اور جگر پر شعلہ آتش کہ یہی راوی جانکاہ یکسر شعلہ آتش نہو جائے کیس بال کبوتر شعلہ آتش جلا دیتا ہے جیسے آب گوہر شعلہ آتش کہ ہر دم گینچا پتھر ہے دل پر شعلہ آتش</p>	<p>لگا دیتی ہے لہان فلک کو آگ مہر میں ہوئے ہیں جہنم طوفان لہر آنکھوں میں طریق عشق میں ہر بلہوس کا کتبہ ٹہرنے بھرا ہے سوز دل مکتوب میں جھگوہی درہر طبع سے آبرو یاروں ہوتی سے دنیا میں لڑائی ہے جہنم کس تند خو کے ساتھ پتھر</p>
<p>حصار گوہر زمرہ دینار سبزہ خط کہ دام جگر مسلسل ہے یار سبزہ خط گلوں کے دل میں یہی خار سبزہ خط سبب جھٹائی کا اب یہی خار سبزہ خط جمال یار ہوا جب سوار سبزہ خط</p>	<p>ہوا ہے دیکھ کے اس کی بہار سبزہ خط پیکر کا اب کوئی کسطح ان کندوں سے فقط نہ سبزہ طرفین کا جی لوٹ غبار مجھے ترے دل میں تھامنی میں دو چند خوبی رخسار ہو گئی اختر</p>
<p>پرتھو غلوں سے مہر ہر استخوان مانند شمع جل رہی ہیں خامدہ دست بنانا مانند شمع شمع سے پختہ ہے اپنا کارواں مانند شمع سوز دل سے گرمی ہے تیرا نشان مانند شمع ہر دلیہ اس کی زباں آتش فنا مانند شمع</p>	<p>آتش انشاں ہو آہ نالواں مانند شمع کچھ لکھا تھا ہم نے وصف میں تیرا خسار گرم رو ہیں ہمیں کیا رہبر منزل سے کام بزم ارباب فنا میں ہو تیری نام آوری گرچہ اختر چپ ہی اور طاف ہیل کی</p>
<p>مخمر ہے نیم خط جاوہر سے تیرے داغ طاووس چمن سے گل خود رو سے تیرے داغ یہاں زخم دل زار ہوا بوسے تیرے داغ ہو ملنے خورشید مارو سے تیرے داغ دل اسکا ہے شاید خم ہر دلیہ سے تیرے داغ ہی تیغ و خم حلقہ کیسے تیرے داغ ہے جامہ کھستہ مریں میں یوسف</p>	<p>ہے مشک خشن نکمت کیسوی تیرے داغ دور رخ و کامل میں تیرے مہتاباں بکھرے تیرے رخسار پہ ماں کا گل شکیں جس طرح خورشید آئینہ مکدر بتا رہی جو گھٹ کر مہر یو باد ہمیشہ آئینہ اندیشہ نہ سے دل اختر تہمت پاپ لاکھ ہو پیرا بن یوسف</p>

<p>اور خواں اقا رہا ہوے جب دشمن یوسف کو چاک کیا تو نے نہ پیرا بن یوسف اور خانہ زندان ہو بہلا مسکن یوسف سینہ نہیں اختر کا یہ ہے معدن یوسف</p>	<p>پھر کس کو عزیزوں سے ہوا امید محبت بہم پوچھتے ہیں مجھے زلیخا کہ بے لاف پر عشق یہ کیسا ہے کہ ہو قصر تیری جا ہر دم جوئی شان سے رہا جلوہ تیرا</p>
<p>اس محل سے ہی مجھ کو احمد شراب تک صد حیف کہ آیا نہ وہ نور نظر اب تک خامن میں ہے اپنے گل خوں جگر اب تک ہر قطرہ اشک اپنا ہے آئینہ گزشتہ اب تک پیتاب کی گلشن میں سیم سحر اب تک نہاں فرشتہ رہ جلوہ میں چہماں شراب تک ہر گز نہ کہلا عقدہ موسیٰ کر اب تک خاک اسکی بگولے سے جو ہے مہر فراہ تک</p>	<p>تن غم سے ہوا خشک انگلیں ہیں تیرا ہنک بہم منتظر وعدہ میں اس راحت چاہئے باقی نہ رہا ہول کہیں باد خزاں سے مدت ہوئی دیجا تھا تیرا صراطِ باں رفار تیری دیکھی تھی مستانہ گل آئینے وہاں مال آئینہ ہے تو وعدہ فراموش تیرا نظر و رشتہ جاں تک تو ہوے صرف کس ختم کی گردش کا تھا مارا ہوا اختر</p>
<p>جوش سے اسکی زبیں یصدف کوہ اشک رحم بچا کہیں اس پر نہی چشم ترا شک تیرا ترنہ تضاد ہے یں شکر اشک بہم طرح اشک چلتے آتے ہیں ایندرا شک رنگ ہر مانی وہ زاد کا صورتیکہ اشک نہ فقط دیدہ پر ہم ہے ہر اختر اشک رنگ پر ہے ہر زور بہار شفق رنگ آنکھوں کا تیری دیکھ خار شفق رنگ</p>	<p>نہ فقط دیدہ پر غم ہے میرا اختر اشک زہرہ رنگ ہو آب میرے رونے سے جوش خوں آنکھوں سے دم بھر ہی نہیں ڈہری انگلیں نہ ڈا دیو ہیں آتے ہیں اس کا ہر قطرہ ہی گواہ تیری تصویر کا یار ہر سر مو میرا خوارہ خون کی اختر مے پینے سے لے شوخ نگار شفق رنگ نرگس ہو کس طرح سے رنگ گل ہوا</p>
<p>دیکھا کوئی آئینہ اُسے عذر شفق رنگ ہر رنگ سے نکلتے ہیں شفق رنگ باقی ہے چاہ اب گردشوار شفق رنگ</p>	<p>سرخ آئینہ کی بوجہ نہیں ہے مے سوز دل کوہ میں ہی لب جو تیری خط سے نہ رہا حسن بجز زردی رخسار</p>

کچھ دل پر خوں کو نشان شفق رنگ
اس کو چہ سے اٹھایا غبار شفق رنگ

پائی نہ کہیں سمنے کسی سے خبر دل
راک جان حزن تن میں رہی نوحہ گردل
شاید کش یار سے اب راہبردل
ہر قطرہ ان اشکو کجا ہے سخت جگر دل
ہر دوا زدن ہو مگر نامہ بردل
نازل ہوئی کیا کیا نہ بلایاں بہر دل
جان و جگر دل سے تو او میں دگر دل
اللہ نے پیدا کئے بال و پردل
و اللہ پھر اس لیے رہتا ہے ردل
تہنا یہ مقابل میں ہے بل بے جگر دل
ہی عشق سوا اور بہلا کیا ہنر دل
اس راہ میں ہم سنتے ہیں اکثر خطر دل

سینہ داغوں سے چمن زار بنادیتے ہیں
لوگ یہاں مرگ سے امید نہفا کرتے ہیں
دیکھ لے سینہ غو بال نہا رکھتے ہیں
عقلا! سلے کچھ چیز لگا رکھتے ہیں
ایسے بیدار سے ہم ختم وفا رکھتے ہیں
گل کی صورت اسے ہم کبر پہ اٹھا رکھتے ہیں
ستم جو رکاز انداز بنیا رکھتے ہیں
لینے عاشق کو یہ انگشت نما رکھتے ہیں
تیغ سے ہم طلب آب بقا رکھتے ہیں

ہے کج لباس شفق زیب قدیا
خاک شہدائی تو جلد خبر لے اختر

چسپن سے ہوا یار کے جانب سفر دل
عین طرب ناز ہوے ہم سفر دل
پہنچے لئے جانا ہی مجھے ساٹھ جولینے
لے دیدہ تر پالیو دامن میں اسے تو
دشوازی وہاں بیک صبا کی ہی رسائی
آنکھوں کو ملی مفت میں وہاں لذت دیدار
سے تجھے یہ والہ الف کہ بتحقیق
پر وانیے کو کیوں دیکھ سکے یہ تنگ سب جلتا
یہ یہ جو گذر گاہ خیال رخ جاناں
مرزاں ہیں ادھر مگر کہ گیری میں صف آرا
ناصح میں اسے منع کروں عشق سے کیونکر
کو پچھے میں پریرا و نیکے جاتا تو اختر

شوق گلشن تیرے عاشق جو سدا کہتے ہیں
کشور عشق میں بیکاری اعجاز مسخ
تو کیا کیئے تیری تیرنگہ کا ظالم
جان دی سمنے ہوئی تب غم بھراں سبجات
جان دی بیٹھیں تو دیکھ نہ کہیں آنکھ نہا
کوئی پتھر جو گلی کا تیری بات آتا ہے
ہمنشیں کیا یوں بچھہ یہ بتان ہوش
کر کے کاہیدہ غم بچھہ سے مانتہ ہلال
عزم جاننا زلے حضورہ مقصد اختر

دیا بوس دہن کا سنے ہمت اسکو کہیں
جلا آہوں باغ دل ہوا سبز شکوں سے
خرام پاے آسودگان خاک اللہ بیٹھے
اور جاناں پہ بیٹھے جو ڈکڑے شیخ و مرغن کو
وطن سے منہل گوہر کہو لیں ہمیں نکلیں باہر
خسے خون سے باندھا ہے پابقی ہر

دل کہاں پہلو میں تھا جو ملک ر عاشقاں
نقد دل دیکر متاع درد و غم لیتے ہیں مل
گوہر پرانے کوئی کرتا ہے کب وشن چراغ
بچر کو نسبت نہیں پہنچے دیدہ عشاق سے
شیخ سدا کوٹے سر تھا اسکو جانیں سرفراز
دعائے کی کثرت سے تل دھڑکی باطلوں میں
قتل عاشق سے ہی تیغ یار مینہ موٹے ہوئے
بعد مردن ہی رہی جیون بھری اس خون کی
خاک ہو کر رہی در جاناں نہ اختر چور ہو

تشنہ ہے قدر و اہ آب کچھ سا لگ نہیں
نخن ناحق کا دکھا ہے چہے خنجر میں نک
ڈر ہے بیگانے نے میر سے بعد اسکا ہوا
تاب کیا فریاد کی اس کو جفاے یار سے
میر گل اختر کو کب ہانا تھا ہر بجاں

آہ آتش دم جو شمع خانہ زنجیر ہو
تقصیر دیوانوں کے پیر جو شیر ہو
آہ جب میں ملی سے چہون میں جھونکی طرح

یہ تکی اور پیش سخاوت اسکو کہیں
وہ تکی گہر بق خاطر بر رحمت اسکو کہیں
یہ چلنا کیا ہی آسوب قیامت اسکو کہیں
بیکش عشق بازی ترک ملت اسکو کہیں
گنوا کی عمر یوں ہی سپر غربت اسکو کہیں
دم شمشیر بر جاناں سرعت اسکو کہیں

اب غم بنے ہو کسی ہے ہکھار عاشقاں
کشور خواب میں یہ کار و بار عاشقاں
سے دل ہواں فقط شمع مزار عاشقاں
روکش نیساں ہی چشم اشکبار عاشقاں
دیکھی ہنسنے طرف یہ رنم دیا ر عاشقاں
ہے ہر پائے بدن کیا لالہ زار عاشقاں
کون گردن سے آٹا سے آہ بار عاشقاں
کیا کہوں میں گردش لیل و نہار عاشقاں
ہر ایسی خوشاں و اعتبار عاشقاں

ہر ہری شمشیر کا جحر ہی قاتل نہیں
پر کریم کیا تیرا فریادی کوئی نہیں
رہتی ہے سے بیٹھا کھینچ میں مشک نہیں
ہتھکڑی مضمحل سینے میں گویا دل نہیں
بن تیر سے جنت تہی لے سکے نہ قاتل نہیں

ہنسک کا ہر قطرہ دیاں پروانہ زنجیر ہو
جمل خواب عدم افسانہ زنجیر ہو
زلف لیلے کیوں نہ پھر دیوانہ زنجیر ہو

آدمی کا ذکر کیا ہو تیر کا رہ رہی آب
 پہنچ سکتا ہے اسے پھر کون مجھ کو سوا
 نالہ پر در دول جب تنگ ہوا اسکا شریک
 قہر افشاں یہو اختر ابر مرگا سے دام
 سوختہ ہو جوئے جسے بہاں سوختہ
 آتش گل سے تو بلبل جل گئی گلشن میں ماہ
 چشم مست پار گزرتو گزرتو گزرتو
 فرق دنیا دار سے کیا اور کرتا ہے ملوک
 عمر جو گزری سو گزری تکر بانی کھینچے
 سات لایا یہ صدمہ سے اختر بھی زلوارہ
 یا مہم جوئی تنگ نون اس سے خانی سیکھے
 یہاں لی عشاق کیسے فریض پا اندانہاں
 تاسرے آرا سے اقلیم خون ہو جاؤں میں
 زخوئی سے ہاں میرے کہیں لباس عایت
 آستان حق جہنم واسطے موجد سے
 کیوں نہ سو جہاں جہاں یہ غرور و فرعون کو
 خاک کیسے محبت کیوں نہ اختر بات سے
 در پی جو بھلا و گل در کھانے حراں سے
 آمد شد عالم کو چو دیکھا تیسرا ملش
 در کھانے ترے ہر تھم سے رنگ گلستاں
 سے ہر دم میں کس کے کھانے ہر دھوا
 فہم و حشریش کہاں بن تیر سے جاناں
 مہر مایہ سے ممکن کو نہیں فیض کہ زینور

گوش زد جب نعرہ مردانہ زنجیر ہو
 جب اے وقت سے ہر پیمانہ زنجیر ہو
 شور سے مہور کپ کا شانہ زنجیر ہو
 بہتر باکشت بہنوں میں دانہ زنجیر ہو
 شمع ساں میری وہن میں ہی زبان سوختہ
 ریگیاں اس سے نشان آشیان سوختہ
 ہے دل بریاں بساط نغم جان سوختہ
 خاکپاشی کے سوا یہ آسمان سوختہ
 ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
 ہی فعل میں لٹکے مثل لالہ ناں سوختہ
 اس طرح سے دلو صرف آشیانی سے
 جلوہ فرما ہو سکے جاناں دلربائی سے
 ہر دم سے ہر بر نفل کا کل سے بھائی سے
 کیوں نہ شہد شہر یاں تہی سے خود نہائی سے
 کیوں در نواب خاں پر جہد سالی سے
 اسکے ہر دم سے ہو سکے عالم میں خلعتی سے
 عشق سے جہد اپنے چہرے کے طراکی سے
 حیرت ہر کیا لیا آنکھوں سے نکس کر الہا
 اک شیشہ ساعت ہی کہ ریگ اسمیں وائیں
 آنکھ میں میرے یاد جہاں شہد فشاں
 جو شمع کا انکشت تھیر یہاں سے
 یہاں آتش آدینہ و زور و زور
 جو شہد کرے جمع نصیب ازراں سے

<p>دو نفس سوختہ سینے میں تقار ہے یہ کسی عارض گل رنگ کا شیوا ہے اپنی نزدیک تو یہ جلد رعنائی ہے در پہ تفرقہ یہ گندہ مسنائی ہے مہک ادن زلفوں کی شایہ کہ مہلائی ہے کچھ جو اوڑنی سی سنی ہو کہ ہارائی ہے آبلے پاؤں کے پونٹیاں سے ملے دل عشاقہ اس لہن پر نیاں سے ملے دستاے نظر ظن میں تبہا جان سے ملے پارہائے جگر بیان کو شرمگاہ سے ملے چہرہ بدن دوڑکے جھڑکے ہو جھان سے ملے ہو گو خاک نہ اوس گوشہ واک سے ملے شکستہ نقش قدم رنگ بیاباں سے ملے</p>	<p>ہوں نالہ کش آن سرتی اکہونکا جو اختر دل تخیل میں جو محو چین آرائی سے طعنہ زن ہیں جو دور کی پیری دیکھو لوگ صحبت ساعر دینا ہو غنیمت کہ دام ترومانی سے جو سرشار ہیں گہرائی سے کیا تا سفت سے ٹپتے ہیں سیران نفس جی طرح قطرہ اشک آن کے ترگاں سے برسوں آوارہ پھرت گہت غنبر کی طرح مل سکے اوس سے نہ جبکہ رہی ہستی کی نمود خون دل جیب نہا بھنے کو سائے شکوں کے یور ملا تیر کے پیکان سے تیرے دل اپنا زندگی میں نہ کبھی دامن یار آباہا تھمے ابھی عزیزان سفر کردہ کی آخر قوت لاش</p>
<p>ہوئی شرمگاہ سالار غوالی پڑ کئی جیب سے تیرنی عجبہ دہانی یہ نوروں پر سہا اپنی ناتوالی پڑ کہ نالہ سے سراعرش آشیاں شکستہ رنگ سے ہو غفلتانی مبارک تجھ کو ہو یہ زندگانی پڑ ہمیں حاصل ہے عمر بے ودالی وہ سپہ انوہبار دل سانی پڑ مبارک اے نسیم بوستانی پڑ کہ ہے بے قدر ہمہ زندگانی پڑ</p>	<p>زبس کی چشم نم نے خوب شانی پڑ گرہیاں چاک ہے ہر غچہ گل لبوں تک آہ کا آنا ہے دشوار کو اک پسند گوشت نک ہیں لکھوں حال دل شید او کتب نہیں ہرگز نہیں مطلوب اسے خضر کہ آب خضر تیل سے ہر دم پڑ چملا ہے آج گلگشت چمن کو سبے بول کو رنگ اوس کے تو بہت کیا بہت امتحان ہم نے جہاں میں</p>

موتے جسم تو پھر کہتے ہیں سب لوگ
چہی رگ رگ میں ہیں جو نوک نرگاں
کہیں آنکھیں بوقت صبح پیرھی
میرا ہے محشر فریاد ہر شعبہ
مسخر کیجیے عالم کو اختر

الفت ادکی ہر جگہ میری پئے تعمیر ہے
ایک صورت کو بیت سب جلوہ ہاؤ مختلف
جو مقدر ہے وہی ہوتا ہر خطا ہر سی سے
ہے دل مجنون نہیں وابستہ پائے ناتہ سے
چشمِ ترواس سے حسن پاک رہتا ہے بری
ہاتھ سے دل لے گئی تھی سوتا راہ کو خود
زلزلہ لیلی کے جو گندنا دیہان میں مجبورانِ دود
پہول پھرتے ہیں تری ہر بات میں گندنا
اچھا ہوتا سرور پر ہے جو صورتِ مقرر
چاہتے ہیں جائیں بنگالے کو ہم دامنِ خشک
جیوں طلاہر شمعِ روشن اس سے ہو کر دھوا

دجیانِ حاضر کا تری آئینہ دار ہوش ہے
نفل گل آئی ہے ساقی ہانگے نشا نوش ہے
خطِ خواہاں غیرتِ نفل بہاری کیوں نہ ہو
زخمِ مرگاں سے تری ہو دل جو شانِ انیس
سہ رگ جاں تک جو اپنی موجِ زن خونِ جنوں
دیکھ کر تیرا چول بے نظیر اے رشکِ مہر
باب میں ادس نفل لب کے جو کیا میں کلام

نہ اسیم ما قیدِ رفسلانی
سراپا ہوں میں نخلِ انخوانی
تو دیکھ خوابِ غفلت تھی جو الی
بجائے گرجے کیے نفسانی
باسمِ اعظمِ شہیرینِ بالائی

جاؤں صحران کو تو داں بھی غائبِ بخیر ہے
رنگِ پیر کی سے دینا غائبِ تصویر ہے
صورتِ تدبیر بیاباں و پر وہ تقدیر ہے
ورنہ کب ہانگ جس میں اس قدر تاثیر ہے
صحتِ نیم کا کب مائل گلِ تصویر ہے
چشمِ جادوی تری کیا صاحبِ تسخیر ہے
جس طرح صحرا میں سینے ششیونِ بخر ہے
کیا دیکھ کر کیا زباں ہو اور کیا تقریر ہے
سج بانقاشتِ یہ کس شوخ کی تصویر ہے
پر کریں کیا لکھنؤ کے خاک دامگیر ہے
دودا ہ دل نہرا اختر مگر کسی ہے

آرزوئے وصل میں ہر چاکِ دلِ خوش ہے
نفلِ مینا حرفِ تیر ہر لبِ خاموش ہے
اس جہن کا سبہ جوں طافوس گلِ بڑوں ہے
نیش کو موقع سے کچھ صرف تو وہ نوش ہے
یہ پہا شتر مرگان کا کس کے خوش ہے
ماہِ نوبی شوق میں کہو ہے ہوئی خوش ہے
نفلِ اہل سخن کو وہ نے سرِ خوش ہے

<p>گرچہ آخر اپنی سب شاگرد ہیں صاحب سخن عجب شیب کی یہ تعمیر خراب آیا دوستی ہے نرو و کیوں نہیں اسے ساکنان ملک ہستی ہے وصال و سرکا عرض مرنے کے گر ہرے قیمت پر یقین ہے خسر کے دن خواب غفلت کو وہ چیت ہے حصول جاہ کی تہ میر جو ہم لوگ کرے نہیں ہناس کے باغ میں ہوگی بہار انگڑائی میں سمجھ ہر ایک کو مہشیا ہم آؤ تو یہاں خیر</p>	<p>ہمارا دل جو سنتے ہیں چین میں اس کے زوروں سے جلا کر دل ادب کے گرجے اوس کا کھ کے کوچ میں کہاں تک نہیں آنکھیں دل سیم اسکا ڈر ہیں ہوا کی رخ براد کو کبر سے یلوں کا یہ عالم ہے تمنا کر دل اوس مہ لقا کی دور کر خستہ</p>
<p>ہر جسے مٹا کر کیسے سب ہیں وہ بد ہوش ہے کہ بستی یہاں ملندی ہو ملندی یہاں کی ہے عدم کی راہ سیدھی ہو ملندی کی یہ بستی ہے متاع وصل جاناں دینے پر ہی بستی ہے کو مرد افکن نجات کو یہاں جن کی بستی ہے ہماری سنی باطل دیکھ کر نقد میر ہستی ہے ہائے عہد میں سپر تو ویرانی بستی ہے بچشم خود جو دیکھا تو متوالوں کی بستی ہے چیز زچہ کر نایاری گردن کے ڈوروں سے شعبہ تاریک ہو یا رب بچانا اسکو چوروں سے اولیجا جائے کیونکہ کج رہے پایاں سکوروں سے جنس کی فوج گویا معرکہ آرا ہے گوروں سے نہیں لگے ہو چاند لالہ انت چکوروں سے</p>	<p>یہ چل دل پر رنگ لالہ داغ دوستی کا دوستوں کو کھاک سوچو اس جہاں میں دوست کاروان ہزارفت جا بسا ملک عدم کا دوستی کا حال کیا پوچھو ہے اسے ناکہ کار سیکھ ہی جو افکار جو ریا ان زمانہ کا دو باب وہ کہ کہ آخر جانیے جس ہر میں جگر ہے مال سوزا کہہ ہی رہی بخشش کی خطا رخ ہوا سپر علی اوسکی وضع و کش کی خیر کر نہ ہے لازم ساکنان عرس غلظت کو وہ آب رنگ کی تیرے لب لعل نگاریں کا</p>
<p>خوب بھل پایا لگا کر تینے باغ دوستی صرصر گفت کی یہاں گل ہے چراغ دوستی لیجے دنیا میں اب کس سے سراغ دوستی دیکھ میرا سینہ لالہ مال داغ دوستی دل نہیں اپنا بہہ ہے طاؤس بارغ دوستی ہر شراب و شہنی سے پر یا داغ دوستی الہی گریا کروں یہ سہنہ کار آب و آتش سے سراپا ہے وہ آتش از خطہ اوسکا دواؤں سے دل بتاب کے سوز و دل کا شعلہ ہر شہ سے کہ جسکے رشک سے آتش یہاں بسا ہر پیش ہے</p>	<p>جگر ہے مال سوزا کہہ ہی رہی بخشش کی خطا رخ ہوا سپر علی اوسکی وضع و کش کی خیر کر نہ ہے لازم ساکنان عرس غلظت کو وہ آب رنگ کی تیرے لب لعل نگاریں کا</p>

<p>دے اس فیض پر نازاں تراپوس نہ کشی کراؤ سکی تہیٰ کہا جائے دل اوس پریشوش کی لڑی ہر چاند سے ہر شب یلہ کی خود کشی</p>	<p>ہم آغوشی میر کسکو ہوا سے سیمیر تیری چمن میں ساتھ غیروں کے وہ مضطرب لگی مقابل حسن کی ہوا کی نہ ہرہ دل کیا تر</p>
<p>یہ میر جی شیم پریم کی ہمار خوں فشانی ہے خود حسن کی جوش بہار نوجوانی ہے وہن سر شہر آجیات جادو دانی ہے جو کرنا ہو کر کے مستم عہد جوانی ہے پراوس بیسہ دم کے اتیک زبان لہانی ہے غم دور و دالم اوس رستے ولس کی نشانی ہے جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے دلا کے قدم پر آرزو سے جانفشانی ہے دل مضطرب میں ہوں اوس لگی کی بانی ہے میں وہ بیمار ہوں جس کی اہل کوسرگرنی ہے کہاں کی سانسے لایا سگریہ قصہ خوانی ہے جو جائے اشک بآنگہوں کی ہر دم خوف نشانی</p>	<p>چمن گلگوں کی کسیر دشت و صحرا ارغوانی ہے نہیں شکوہ بچے گراؤ سکو مجھ سرگرنی ہے رخ اوسکا کی چمن خط نو بہار زندگانی ہے تہ یہاں آنا دوبار ہے نہ پر ہیہ زندگانی ہے قریب مرگ ہوں میں حسرت دیدار بن اوسکی حل مرحوم کب چاہل بسا فرقت میں بیاؤ سکر او دہر قاصد گیا ہے اوراد ہر جاتا ہو جی اپنا ابوں پر دم کی پراگشیں لگی ہیں در کی جانب کو دو چوہو پتھرا کی کامیری راتوں کے اب عالم زلیلاہ و فغان سے ہر گزری کے تنگ سیر کی کہا چوہو دل میں سے تو بھلا کر گئے چھپے بصور بندہ گیا کی کسکا نظروں میں تیری آہ</p>
<p>ہریت الشرف کعبہ صنم خانہ دل ہے کنجینہ ارباب کرم خانہ دل ہے نزدیک بھڑائے عدم خانہ دل ہے بر فاصلہ چند قدم خانہ دل ہے محسوس دہکستان ارم خانہ دل ہے بیشک بصفار شک حرم خانہ دل ہے</p>	<p>باو اوس بہت کافر کی جو بھانہ دل ہے گود نہ ہو پر مایہ بہت کی ہر ولست ہے دل کا قدشی تو اگر اسے چھراں اسے داغ جگر دیکھو دل کو ہی کہ ہانسی رہتا ہے تصور تیری عارضہ کا جو کہیں ہیں زائر دل کیسے کو کہی جانیں ہم آخر کہ رسید میں نہ پہنچاؤں گزروں نہ کہ نہ سرو گل پیڑ نہ شہد میں نہ شہد نہ شہد</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم انتخاب دیوان انشا

تم خند بید می و فک التقدسی
 جسکا ہی قدم عیشیں میل سے بھی والا
 سب عقدہ شکل کا مرے کھوسٹ والا
 ہر جام تو اسے مرا نشہ دیا والا
 انشا ہی غلاموں میں سے اسکو چھڑالا
 یہی آہنگ کے مطرب پسیر کا اور چھوٹے جا
 بہت اچھا سمجھو نکا ہلا تو مجھکو چھوٹے جا
 شراب پر نگالی کرتے منہ پر تر ترے جا
 کس سے تم سیکھے ہو چراں یہ گالی دینا
 واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا
 پر نہیں دیو لگا نقصان یہ گالی دینا
 چند روز اور ہے مہمان یہ گالی دینا
 کر کے بیفادہ بہتان یہ گالی دینا
 عاشقوں پر تو جو اسان یہ گالی دینا
 ہاں بچھے چاہیے نہادان یہ گالی دینا
 جب ان نے دیکھی مجھے گالی سامنے یہ گالی
 رنگت نام کو چھوڑا یہ نام میں سے ایک
 حقوق بندگی اپنا تمام میں سے کیا
 حوالے دیا کے خالی تر جام میں سے کیا
 کہ آواز سے بکے انشا نمود میں سے کیا

اے عشق مجھے شاہد صلی کو دکھالا
 ہر خند کہ عاصی ہوں پروامت میں ہو کر سکی
 مولاے جہاں رہے عیش و شوق محض
 امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جسکے
 قنبر کو کرے حکم کہ جلد ہی سے خیمے
 رہا ہی ہوش کچھ باقی اسے بھی بے نیاز
 سوال بوسہ صحن کئے لگا وہ شمع غصہ ہو
 و فور سے حالت غش کی ہی انشا کو ساقی
 دیکھنا جب مجھے کر شان یہ گالی دینا
 اختلاط آپ کے اور مجھے کہاں کا ایسا
 ابنا نادان ہو سنا چاہو سو بار کہہ لو
 آخرش ہو گے جواں بھر تو تم سے بہاویگا
 تہمت بوسہ عیشیتے ہو منظور جو ہو
 ایچھے دیکھتے ہیں سعادت اپنی
 تیرے غصے سے جواں ہو خفا مانق ہی
 خیال کیجیگا آج کام میں سے کیا
 جنوں یہ آپ کی دولت ہو انصواں جو
 کہا یہ صبر نے دل سے کہ بوسہ اختلاط
 لگا یہ کہنے کو خیر اختلاط کی غولی
 ہوس یہ رہ گئی صابر ہے پر گھوٹ لگا

<p> کہ پڑا ہی آج خم میں تسج شراب اُٹا کہی بات کی جو سید ہی تو ملا جواب اُٹا جو زمیں پہ پینک مائے تسج شراب اُٹا وہی ذبح ہی کرے ہی وہی لے لڑا اُٹا کہ ہوائے خود بخود آورق کتاب اُٹا تو کیا ہلکے میں نے اسے اک سلام اُٹا تو اشارا میں نے تارا کہ ہی لفظ شام اُٹا کہ پھار کھا گر اوں دل تشنہ کام اُٹا مجھے آپ پیر دیکھے وہ مرا سلام اُٹا تو لکھا ہی اسے انشا پیر ہی نام اُٹا </p>	<p> بچے کیوں نہ تے ساقی نظر آفتاب اُٹا عجیب آنے ملا کے پہل جی آپ ہی کتنی ابی جزل لگا دے بارش کوئی ست ہر گھو یہ عجیب ماجرا ہی کہ بروز مسجد قربان غزل اور قافیوں میں نہ کہ سو گونگا انشا بچے چیتے کو ساقی نے دیا جو جام اُٹا سحر ایب ماش پینکا مجھے جو دکھا کوں نے در سیکہ سے آئی تھک ایسے ہی خوں کی نہیں دیتے اب جو بوسہ تو سلام قبول ہوتا فقط اس لغافے پر ہے کہ خط انشا کو پہنچے </p>
<p> جب دہم سے آگہو نگا صاحب سلام میرا تو سلفے کا اور اُسکو کوڑا لگا کہ دُکھنے مرے دل کا بھوڑا لگا مجھے بھوت ہو یہ نگوڑا لگا ہمارے قبلہ کو دبا دے لوٹ لیا تو اہل درد کو خجیا بیوں نے لوٹ لیا کہ کوہ و دشت کو سیرا بیوں نے لوٹ لیا کہ ناتھ مجھ کے اعوا بیوں نے لوٹ لیا اُسے خیال میں بیخوایوں نے لوٹ لیا </p>	<p> دیوار پھاندے میں دیکھو گے کامیرا جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا یہ دہکتی نگا ہوں سے دیکھا ہی مجھے لگی کہنے انشا کو شب وہ پری دل ستم زدہ بیتا بیوں نے لوٹ لیا کہا فی ایک شنائی جو تیرا بھسا کی یہ موج لالہ خود رو نسیم سے پولی صبا قبیلے میں آڑ کی یہ خیر کسی طرح سے نہیں نیند آئی انشا کو </p>
<p> رہ گیا آپ میں اور ہم میل گہرا پردا ایک رو بہرا لگے اور ایک کس نہرا پردا میری ڈولی میں لگ دیکھو ہرا پردا آپ رکھ لیجئے یا خست زہرا پردا </p>	<p> اتوا گلی سی طرح کا نہیں گہرا پردا ہی یہ دالان پری حکم جو ہو تو اس اُس پر نیا دے جی صد کیا یوں جینے کہ زانہ میرا اپنی غلام ہشت کا </p>

<p>کہ اڑ لگا فلک پہ طائر شایاش کا جوڑا یہی تھا پاس اپنا اس نگاہ فاش کا جوڑا لے پھرتا ہوں میں جیکہ میں بی بی ماش کا جوڑا لگا کے برف میں ساتی صراحی سے ر کہ زور دھوم سے آتا ہی ناقہ سیلا درون کوہ سے نکلی مسکا ماویلا خدا کے واسطے اتنے تو یانوں میں سیلا نسیم صبح جو چو بلے رنگ ہو میلاد</p>	<p>مڑاتے کا یہ پہنا اُس پری نے تاش کا جوڑا ملائی آپ نے چتون تو ہم بھی دکھی کہہ بیٹھے کسی جوگی نے چو منتر سکھایا ہی تجھ اش جگر کی آگ بجھے جس سے جلاوہ سے لایا نکل کے دادی دشت کے دیکھ لے محزون گر اجو ہاتھ سے فرما دے کہیں تنیشہ قدم کو ہاتھ لگاتا ہوں اٹھ کہیں گھر مل نزاکت اس گل رعنا کی دیکھو آتش</p>
<p>مرے پری گیا اپنی عدل کا اضطراب ہی پیرانگ جیکو آپ کا تیسرا اضطراب بولے نگ دیکھو تو اس نا منفعل کا اضطراب تھا انوکھا یہ ہوا ہی معذیل کا اضطراب اور تنہائی میں اس بیان گسل کا اضطراب کیا جلتے خوش آیا ہیں کیا رنگ خرابات چمکے ہے غرض اور ہی کچھ رنگ خرابات تھا گرم یہ شب معرکہ جنگ خرابات مستانہ چڑا کر قبیح بنگ خرابات مطر دِ صنم خانہ ہوں میں نگ خرابات ہو زیب وہ شاہی اور نگ خرابات مال کر کہنے لگے دن ہو ابی رات کے وقت ہم ہی آپہنچے ہیں کیا عین اشارت کے وقت دور ہیں نیزے ابی زبیر عبادت کے وقت پڑھ فاعبر ویا اولی الابصار کا آیا تا ہو غیبت</p>	<p>لگے سینے سے سینے پری کیا اضطراب اسکی جاہت میں جوانی اپنی جو تھی چل بسی کو کے کچھ تفسیر ان کی بڑھ چلا جو میں تو وہ نہکت گل سی پری کو کو نے کو نے لے پری یا میں انشا وہ شرمائی ہوئی آنکھیں بھی کھتے کیا عنے جو آہنگ خسرابات آتشکدہ ہے ہر شہر رنگ خسرابات سب ٹوٹ گئے جام و سبوسا غوینا سلاہ پیر مٹھاں اینسے کا شوق سی ذرات گر راہ حرم میں نہ ہے آہ کروں کیا لے سلطنت عیش مبارک بچھے انشا کچھ اشارا ہو کیا عنے ملاقات کے وقت قرب سے کرتے تھے آنکھوں میں ابی بایتیں تم سو ہم عیش ہو یہ عید جوانی انشا کو صولت اسکندر کو حشمت دارا اجمی صاف</p>

<p>مستانه جو جس طرح رنگ چڑھایا۔ در عالم وحشت میر، ناک نیش بونگار وہ فقر سے کیا سمجھے ہو چکا خوش ہنسنے ہیں چار ابرو کی بتلا کی صفائی مانند قلندر آزادوں کے لہجے میں غزل تو لے سنائی ان بھرن ہو نام خدا او چہر کی کچھ زور نہ تھا۔ یہ آپ کی رنگت میں لے جو کہا ہو نہیں ترا عاشق شیدا۔ لے کان حلقہ لے جو مس گھر میں وہ شہزادہ کرم سے یہ نہ دھی کڈھی دیوار چمن پہاں کے پہو جو ہم ان تک کہ تامل کم چل ابا در دلیت اور قوافی میں غزل پڑھ لیکن ناسی وہ ہے</p>	<p>تب خضر بکار کہ ہنیا و مریا۔ اب دیکھ حلاوت روال چہری لیکے جو کب کینوں دودا سا کھلا ہوا لے ہو غم و زونہ اندیشہ کا لہجے فوب فراعنہ اب اپنی تو بولی کے کچھ شاعر کہ لکھتے ہیں ترا گات ایسی غضب فہر ہیں اور بکرا۔ اللہ کی قدرت فرمانے لگے ہنکے سنو اور نہ تھا۔ یہ مشکل یہ صورت منہ پیر لگے کہنے تو چپ سے کہ یہ کیا۔ اس تیری مفاقت میرسان ہو یہ فرمانے لگے کوئی کا تھا۔ احوالے نصیحت ماشا عروٹے آگے ہو اس بزم میں انشا تھا ہر تر شوق</p>
<p>لیجے جو ملائیں لگے ہم آپ کی چٹ چٹ جو بول اٹھ جٹ جو صدن انوار الی دل عاشق سو جو لے سسر زور میک وپ بدل ادر ہی چپکے سے جو چوچا بیٹھے تھیان رک نور بھر موکے یہ میں پنہاں۔ یوں بیسے کتیا ہرنا جو سانگھو ٹپٹاں تک ہی انشا عالم ارے کیونکر وہ سچ بڑی ہو بولی غزل کے وہ تیکے کھو اب کی خوش</p>	<p>چل جا اوسے وادہ بردو ہو پرے ہٹ۔ ہو یہ بناؤ اس چوٹی سی جاگہ میں یہ دست یہ ساوٹ اللہ کے چکھٹ سن کہنے لگے میرے دیوانگی آہٹ ہی کیا توٹ کہٹ سوانک کے فطرد پڑ لیکے ہی جہرٹ اور آنکھیں ہرنگٹ باہم دہ لٹ سٹیں باقی رکاوٹ وہ پیار کی کوٹ پرے وہ تہا کی وہ سوچیا چیر کہٹ اور کی سچاؤ</p>
<p>امرد ہوئے ہیں میرے خرید اچھا پانچ اوجھائے واسے شخص کسا کہڑے دیکھ صیا دے خبر کہ دیا چاہتے ہیں جان میر و قاتل و مہمق و جرات دیکھیں سو خوب جانتے ہیں کہ ہر ایک دیکھیں ہر شب محل کھلے کا شہ نہ زور ازہ صبح جام خلعت کن خود شہید ہیں کہ ساقی انہ فتنہ آگیں اس رنگ میں تو ہی ملجا</p>	<p>لے ایسے ادر حق سچے اخبار چار پانچ یاں ہی تر پھ پہے ہیں گنگار چار پانچ کچھ نفس میں تازہ گرفتار چار پانچ میں شاعروں میں یہ جو خود ادر چار پانچ انشا کی ہر غزل میں ہیں انشا چار پانچ کم نہیں شور قیامت سی کچھ آواز صبح دیکھ برہم زن مستی ہو یہ منیا زہ صبح جیسے گل پاک ہو گلشن میں بانازہ صبح</p>

<p>نہ لگی جھک جیساں شوخ طہدار کی گیند یہیچے اُسکے بدل آپ جریا نے میں گرد مقیش ملائی کی کرن ٹکوا کر گو کھرو لہر نہٹ ڈانک ستاروں کے سمیت شال رومال کی تو چوٹ مجھ کچھ نہ لگی لگے فرما نے وہ مل دل غزل انشا کو</p>	<p>اُسے محرم کو سنبھال اور ہی تیار کی گیند گم ہوئی جیسے چوکل رات کو سنا کی گیند میں یہ لایا ہوں بنا اٹلس نگدار کی گیند اور اک پہونچا کی زلفیت نمودار کی گیند اب بنا چینگے کھواب کی شلوار کی گیند واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند</p>
<p>لکھو واغوجی صاحب کو فی ایسا تقوید غش ہوئے ہوتا جی تہ تھا اس کا فرکا سکھو بالوں سی لٹک جھکے سوا لچا تو کہا کچھ تو نے اپنی ثانی مجھے بند بالا خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر</p>	<p>کہ مرے منہ سے لگے اسکے گلے کا تقوید لال ناٹھ سے ہنس بندھا ہا می وہ پلا تقوید اب لگا جھکوتانے یہ ٹکڑا تقوید توڑا نہ بخیر کرا قول کا چٹا تقوید اسکے بازو کا وہ تھا سارو پلا تقوید</p>
<p>ہیں زور حسن سے وہ نہایت ہنڈ پر گلہ گ تر جھکے لگا بیٹھی ایک چوڑی انشا بدل کے قافیہ رکھ چہر پھاڑ کی یہ جو ہنٹ بیٹھے ہیں راد ہا کر گنڈ پر</p>	<p>نام خدا نگاہ پر ہے کیوں نہ ڈنڈ پر بلبل ہمارے زخم تیرے کھنڈ پر چڑھ بیٹھ ایک اور کچھ پیسہ اکٹہ پر اوتار بن کے گرتے تیرا یہ یو کے ہنڈ پر</p>
<p>راتوں کو نہ نکلا کرو دروازہ سیاہر یہ قیس مبارک ہو کہ لیلی نکل آئی پیتے وہ جا ہی ہیں تو گو ایک نزاکت گو غصہ نہ آوازہ کسا اٹکی تھکی میں بہتے ہیں سدا خواہش اجا سب انشا</p>	<p>شوخی میں دھرو پاؤں نہ اندازہ باہر پر جھکے کو اٹھا تھل جتا نہ سے باہر ٹنگی پڑے ہے شوخی تمنا رہ سے باہر پر میں کوئی نخلوں ہوں مل وارہ باہر اجزا مرے دلہ ان کے شیرازہ سیاہر</p>
<p>مانگا جو میں نے بوسہ اُس نے چمن کے اندر جو چاہے تو جیسے ہنڈ تو نے کی خیر گدا دے نہ شک مرے رخس کو</p>	<p>بوسے کہیاں نہیں چل مجھی ہوں لکھنڈ تو یوں دیکھ اس گھوڑی چور کی خیر میاں ساقی اس سٹلے کوڑے کی خیر</p>

<p>الہی ہوا اس سبز گھڑی کی خیر نظر آتی کچھ اس گھڑی کی خیر ارے اپنے سونے کے توڑ کی خیر</p>	<p>دکھائی مجھے سیر باغ ارم ہنسایا جو میں نے تو بولے نہیں لگا بیٹھ انا کو بٹھو کر تو ایک</p>
<p>میں نے ہی آپ کی دولہ کی دلی توڑ میں نے اس ڈھر کے سے کل انکی گھڑی ڈالی توڑ ڈالی جو آب کی تھی سب بڑی ڈالی توڑ</p>	<p>لے اُنہوں جو یہ پہلو کی چٹری ڈالی توڑ کھکھڑاتے تھے کہ ہم پانچ گھڑی بیٹھنے ساتھ پر پونے یہ ہم جو بولے کہ انا ہنسنے</p>
<p>ہاں وہ کس طرح کہ بیدار دوسے ہونٹ نہ چوس دیکھ رہا رہا ہو سے زرد دوسے ہونٹ نہ چوس چوٹ لگتی ہی جو اور دوسے ہونٹ نہ چوس</p>	<p>پہر تو کہہ بھگے دم سدری ہونٹ نہ چوس بھگو چیراں نگر چوڑا تری دہشت سے صد رتے اس ناز کے انا سے یہ کہنا چاہے</p>
<p>سائے سے جھکے عکس کے ہی جام کو فروغ بخشا ہے ہنسنے جا نہ اس جام کو فروغ باقی رہی جو کچھ شفق شام کو فروغ</p>	<p>بخشایہ حق سے اس ب گلفام کو فروغ نورانی ایک نغمہ بیک کہینچی کہ اُنا ترا جو داغ جگر خون چکاں ہونگ</p>
<p>مثل یہ شہور ہی تھاں میں چراغ روشن مراد حاصل یہاں یہ لازم ہی ہوگا کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل سرور مجھ مزاج حاضر و داغ روشن مراد حاصل</p>	<p>چراغ روشن مراد حاصل ہوا ہے اب داغ روشن مراد حاصل نشا ہو انا کو آج ایسا طلوع سے جسکے ساتھ آیا سچ گرم نگہ گرم ہنسی گرم او ا گرم</p>
<p>وہ نام خدا ہے جس پر تانا خنیا گرم دیتا ہوں تجھ کو مختلف سلیماں کی قسم تجھ کو قسم زبور کی فرقان کی قسم</p>	<p>میں نے سچے لیے پر ہی تجھے قرآن کی قسم اور تیرے کی قسم قسم انجیل کی تجھے واماں کو میرے ہاتھ سے انا کی قسم</p>
<p>تجھ کو سچے جاک گریبان کی قسم تجھ کو سر عزیز ملکستان کی قسم اور شو و عند لیسا غز لخواں کی قسم</p>	<p>ترگس کی آنکھ کی قسم اور گل گل خان کی تجھ کو قسم پر غنچہ زربق کی ناک کی قسمیں تو ساری ہی چوکیں باقی رہیں اب</p>
<p>پیل تے کے ہتھنے کی شیدیلان کی قسم اُنا نہ تھیر تجھ کو مری جاں کی قسم</p>	<p>اں پہر تو کہہ واسے وہ کس طرح غنچہ قسمیں تو ساری ہی چوکیں باقی رہیں اب</p>

<p>کہ گویا ایک جاہل اُس میں ہر وہ نوجوان اور ہم ہلا نک دلیں اپنے غر کر تو یہ مکان اور ہم ہم ہویٹھتے ہیں جب سعادت یا خال اور ہم یا کہ بلا سے ہینکدے دامن کوہ قاف میں</p>	<p>وہ دیکھا خواب صریح ہر اپنی زبان اور ہم وہ رہ رہ مجھے کہتا ہر خدا کی باتیں ہیں رہ عجب نگیناں باتوں میں کچھ ہوتی ہیں انشا کہیں لے کاش وہ پری اپنے جیسے خان میں</p>
<p>جب کھلکھلا کے ہنس دو با ہم صفائیاں ہوں وہ گوری گوری راہیں جسے دبا یاں ہوں سو بار ہنڈی سالنیں گوب تک آئیاں ہوں جب شور شوں نے دلی دہویں چائیاں ہوں ناشا عروں کے آگے تیری ڈرایاں ہوں</p>	<p>کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں کیونکر نہ گدگد اہٹ ہاتھوں میں اُٹھے تمہیں ہر کوئی ہم سے افشائے راز ہوئے کیونکر جنوں محبت ہو کر نہ دے دکھائی پڑے اور ہی غزل ایک انشا سی طرح میں</p>
<p>لازم ہر یہ کہ منہ پر اس کے رکھائیاں ہوں اور منے اسکی چیمیں کچھ کچھ چائیاں ہوں جن انگلیوں نے غلیں گدگدائیاں ہوں درگا ہوں بیچ جا بارائیں جگائیاں ہوں دہو دہوئے اشرفی نذرینا یاں ہوں</p>	<p>جس سے کہ چپکے چپکے لاکیں لگائیاں ہوں کیا سیریں گھڑی ہو پھر تاہو وہ شوش مٹی کے عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آئے کیا قہر ہے یہ دیکھو برسوں جنہوں کی خاطر ماتی ہوں منتیں ہی سو سو کروڑ سب کی</p>
<p>آنکھوں میں اُنکی جگ جگ نیند لیا آئیاں ہوں جسمیں کہلے دھب کی مٹیں بنا یاں ہوں سو رکڑے جگرے قہقہے قہقہے جگ لہری ہوں دو ہی پایا لیوں میں جو لوگ غش پئے ہوں یہ تہر جہنما سے سونے کے دو کڑے ہوں</p>	<p>تبدیل قافیہ کے لکھ وہ غزل اب انشا اگر آپ روپ سے ہاتھیں یک کر رہی ہوں منہ بہر کے نام کیا لیں ساتی وہ سیکشی کا کیونکر نہ چو کے قہقہہ پاؤں میں جب تہاے پکا پڑے ہے جو بن اُس سے آئیں پر</p>
<p>قطرے خرق کے یوں ہیں جسطرح لک جڑ ہوں الفاظ جسکے با ہم موقع سے آپڑے ہوں اور کھول کر رضائی ہم ہی لیتے ہوں ایسا ہنوکہ پیچھے رکھتے میں کھٹے ہوں</p>	<p>اک اور دھب کی انشا اس بحر میں غزل کہہ جائے میں کیا مزہ ہو وہ تو سب سے ہوں آتے تھے ساتھ میرے دیکھو لکھا ہو وہ</p>

<p>مطلع ہوا صاف ستھرا بادل ہی پھٹے ہوں شبنم کا وہ دوپٹہ بیٹھے اُٹھتے ہوں آفتوش میں معانی جسکے لپٹتے ہوں</p>	<p>جی چاہتا ہے اے دل اک انت ایسی آوے سوئے ہوں چاندنی میں وہ سُنے لیتے اور ہم پنجم غزل اب انشا اس طرز کی سنا دے</p>
<p>سبکو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے چچ کم ہوں ہمسے قدیمی جسکے شائستہ ستم ہوں</p>	<p>خلوت میں فائدہ کیا اختیار سب ہم ہوں آیا تو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا ملک اس طرف تو دیکھو آنکھیں ملا کر جیتا</p>
<p>جو بیچ و بوج ہو وہیں سو ایسے محترم ہوں مصرع رقم کروں تو چٹا انگلیاں ظم ہوں بہت اگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں</p>	<p>ایتر کے گھر میں تیز سب جان تیری قدرت کیا دخل کہہ کے بیچوں شعر اپنے اسکو انشا کر باندھے ہوئے چنے کو یاں سیار بیٹھے ہیں</p>
<p>سبجے انکھیلیاں سوچی ہیں ہم بینر اٹھتے ہیں غرض کچھ زور و زخم میں سنگھڑی میخوار بیٹھے ہیں نیں اٹھنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں</p>	<p>نہ چپڑے نہ کھٹ باد بہاری راہ لگ اپنی خیال انکا پرے ہی عرش اعظم سے کیسی تھی بانتش پائے رہرواں کوئے تنہا میں</p>
<p>نظر آیا جہاں پر سایہ دیوار بیٹھے ہیں غرض روپٹ کر ان سبکو ہم یکساں بیٹھے ہیں ابھی اس حد کو وہ کیفی بہنر تیار بیٹھے ہیں</p>	<p>یہ اپنی چال سے افتادگی سے اندنوں پہوں کیس ہیں صبر کو آؤنگ نام کیا شے ہے کیس بوسے کی جرات مت دلا کر بیٹھو اُٹھتے</p>
<p>ہمارے پاس جہاں نہ یوں رہا رہا بیٹھے ہیں غیرت سے کہ ہم صحبت یہاں دھار بیٹھے ہیں اور آئے جاسے کوئی مری جیبت جی نہیں</p>	<p>نئی یہ وضع نہ ملنے کی سبکبھی آج ہی ملنے کہاں گردش فلک کی چین ویتی ہو سنا انشا کہتے ہو تم تو دم لے پرے ہٹا ابھی نہیں</p>
<p>نہاں نہیں میں شے نہیں کچھ زلی نہیں لوگو نہیں لیکن آس کی میری ہنسی نہیں اس بات کا شعور ہر مقتضی نہیں</p>	<p>گہریارے پلا تو ہر سہر کیوں نہ پیچھے خلوت میں یوں جو چاہتے کہی لکھتے جگھے کچھ دخل ہے کہ راتوں کو تم آویسے ریاس</p>
<p>دور سے بات پرستے انشا سے تم تنہا ایا جانے کیا بلاست تو کچھ آدمی نہیں</p>	

<p>چمک ہریہ کچھ اسل دے دو پٹے کی کناریں بہت سے عاجز آئے ہیں بھلا جیسا ہیں کتنا جھے کہنے لگے وہ پیار میں آکر اگر کسی ہو جو کہتا ہوں بھلا جاگروں را تو نکلیں کتنا کفالت رزق کی کس سے کیسی ہو کتنا</p>	<p>نظر جوں برق آوے دامن ابر بہاری میں مزاج عالی سرکار کی ہم پاسداری میں تو تجھ کو موند رکھوں ایک ننھی سی پیاری میں تو کہتا ہر ہا کر اور ابھی امیدواری میں صفت مخصوص ہریہ تو فقط اس ذاتیاری میں</p>
<p>ستم اور ناز خوش ہو صفا و لے نہ چنداں فلک البروج پر سے کہیں ب ملائک آئیں یکمال فضل و دانش پہ لے جیسے کہ انشا</p>	<p>کہ پرے فلک سے گزری یہ صفا درمند نہ اثر ہو کس طرح سے بدعائے مستمنداں غلطی پہ تو مصر ہو بمثال خود بندہاں</p>
<p>توڑ دنگا خم بادہ انگور کی گردن خود دار کی کن شکل انکسے انا سخن اچھی ہوئی ورزش سے ترے ڈنڈ پہ چلی</p>	<p>رکھ دو نگاہاں کاٹکے اک حوڑ کی گردن نت چاہتے ہیں اک نئی منصور کی گردن ہر نام خدا جیسے سفنقور کی گردن</p>
<p>تعب نہ سستی کا مزا ہے کہ پٹری ہو بیٹھا ہو چائیں سلیمان کے آصف لے مست یہ کیا قہر ہے خستہ سرمے</p>	<p>گردنیہ مرے اُس سبب محمود کی گردن واں کیوں نہ بھلے قیصر و نفقور کی گردن کیوں تو نے صراحی کی بھلا چوڑ کی گردن</p>
<p>حسد تو ہر کیا چیز کرے قصد جو آتش نرگس پھر نہ دیکھا جو آنکھ اٹھا چین میں ہری ہری بھری لے لے تیرا یہ کہتے جانا</p>	<p>تو توڑے جھٹ بلیم با عور کی گردن کیا بلے کس نے کس سے کیا کر لیا چین میں چلتی ہر ٹھنڈ ہی ٹھنڈ ہی کیا ہی ہوا چین میں</p>
<p>میں صدقے اسکے انشا تجھ کو کر اشرا ہو بناں لطف و کرم چیں چیں کی تہ میں تافہ خستہ گذرا تو لگا اٹھنے وہیں</p>	<p>مہدی کی ٹیٹوں کی اوچل چپا چین میں ہاں ڈیپی صاٹ ہر اک انگی نہیں کی تہ میں دروسا ایک دل نا تہ نشیں کی تہ میں</p>
<p>آج عاشق کو ترے قبر میں رکھتے ہیں لوگ اسکے کو چسے صبا آئی تو یاں اٹھنے لگی جب ہو میں پریاں ہوا کھانیکو کھڑاں</p>	<p>دفن اک زلزلہ ہوتا ہے زمیں کی تہ میں اک پھریری ہی رگ جان حزیں کی تہ میں خود بخود بخو لگیں غنچوں کی گھڑیاں باغ میں</p>

<p>چل رہی ہیں خوب سی پھونکی چڑیاں باغیں تو عجب لگ گئیں کچھ منہ کی چڑیاں باغیں ان پر نیا دوں کی وہ مٹی کی دھڑکیاں باغیں تو لٹا لٹے اور ہی موٹی کی لڑیاں باغیں ہو چسے نہ لے دیو جنوں دست و گریاں تزدامن و غشتہ بخون دست و گریاں لے ولولہ شور جنوں دست و گریاں حاشا کہ پھر انکو نکھوں دست و گریاں یا معرکہ شکن فیکوں دست و گریاں</p>	<p>نور و سان چین کا دیکھنے کا اختلاط خوشی سے ہم تم گلے مل کے باہم رنج و غم دیکھ کر سوس کی رنگت صیال پیڑ پر گئیں اہو انشا اس غزل کا قافیہ نکب آگیا بس ہو چکے آغشتہ بخون دست و گریاں لاکھوں کے ہیں اس بادہ گلگون کی بدولت یوں چاہیے آپس نہ اک آن جدا ہوں بہر حال رہیں دست و گریاں تو دلا میں ہی جو تیرا ایجا لے آدیاں یہ انشا</p>
<p>سے داؤد زبرد و ہواڑ پھو ہوا ہوا دلا جو ستانا کسی ملت میں روا ہوا گر کچھ مرض عشق کی تجھ پاس دوا ہوا و وہیں گھٹائے گھیر لیا چشمہ سار کو مستانہ جھوم جھوم پلے کو ہسا رکو مجھ سے کو چہ رگ اکھل میں بہا رکو تشریف لے گئے بطحی کے شکار ہو زور آور بہار نے انشا سے یار کو ایسے سب میں خواہشیں بوس و کنار کو بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو تم تو سو کہہ لو مری کچھ نہ سنو اور سنو ہر قسم شکو مرانام نہ لو اور سنو ایسے ہی ڈر سے سناؤں کہ سنو اور سنو تم نہ لڑو تو کہیں چپکے چپو اور سنو</p>	<p>کہہ سکتے صاف اس سے دل جس نے دوا جان پر کتا ہیں ہیں انہیں دیکھئے ہرگز انشا کو جو لے ڈال نہ لے عیسیٰ مریم لہر دیا بلانے جو کل سبزہ زار کو کچھ کہہ لے اے ابر سفید و سیاہ و مرغ انشا کو جو لے یہ چاہا کہ سیجئے ہر گز نہ پانچ چند جواں ہی سو نہر پر انشا کو جو لے یہ لا کر ملا دیا بولو یہ نہ کہ لیب کہ باقی پنچوڑیو چہرے کا قلمزہ تبسہ کہو اور سنو یہ بھی انشا کو جو لے اپنی دلیں نہ لے لے انشا کو جو لے کہو ہو سب سے انشا کو جو نہیں سنتے اکیلے مل کے نہ لے انشا کو جو لے اس کا کیا دل</p>

<p>کر رکھو اپنا کسمیکو یا کسکے ہو رہو دیکھو تو ہوتا ہی کیا آخر کو چکے تو رہو جھکو پیڑو آج اگر تم اپنی گھر جاؤ رہو آؤ بیٹھو کھیلو کو دو لوٹو لوٹو رہو پھوٹ پھوٹ دیکھیں دیکھیں گے پھوٹو گورہو</p>	<p>اپنا پھوکیو ہماری پھلے مکے سن نور ہو صاحبو میری سفارش کوئی اٹھنے مت کر میر ہی سر کی قسم ہی نام جاسکا نہ لو اب جہاں فضل الہی ہو چکے کیا دھتس دوستو انشا کر دیکھو نہ دیکھو انکھ کھول</p>
<p>ہر جھکو سو گھنے کی پھوس سو نکال تو چلتا ہوں پانوں پر مرے بازو سنبھال تو کہتا ہوں یوح کبیل ذرا دیکھ نہال تو سیاہ وار اٹھنے لگے رنگ آئینہ کیا دیکھتا ہے آئینہ لے تنگ آئینہ دریش آن لبوں سے ہوئی جنگ آئینہ</p>	<p>دے ایک شب کو اپنی بچے زرد شال تو صدقے میں اُس گھڑی کے نقشے میں جیسے اتنا ہی تو گلے نہ پڑا انشا اب اسکے پس اس شعلہ رو کو ہوئے جب آہنگ آئینہ محرم ہوں اسقدر کہ ہے ہی مری شال انشا کچھ آج طوطی خوش نغمہ کے شال</p>
<p>گردن کی یہ لچک یہ مکر کی مڑوڑ دیکھ بولکے سناٹے ہر اچھانہ چوڑ دیکھ انشا تو اپنے بار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ یوں مجھے لگا شان جتانے نہ ارے بیٹھ کہتا ہوں ہی اُس سے کہ نکلا در در بیٹھ مت اٹھ کو اس طرح سے تو سر پر تھر بیٹھ</p>	<p>پر چائیں اپنی چال کی ملک منہ کو مڑوڑ دیکھ میں نے کہا کہ عشق کو اب چوڑتا ہوں خیر جوڑی جو اُن نے تجھے تو توڑی قیسے تو مجھے لگا کہنے کہ چل ہٹکے پرے بیٹھ کیسا ہی ملا کیوں نہ وہ بیٹھا ہو مری پاس انشا کہیں ہنس بول مرا جی تو کڑھا مت</p>
<p>اس پرے میں آ بیٹھی روح ایک شرابی کی لے کجکت گل تو نے کیوں اتنی مشتاقی کی تیری ہی لگاوٹ لے سنبھانہ خرابی کی جائی کی نظامی کی سجدی کی سجا بی کی اب فائدہ کرنے سے ہم دیکھ تو چکے جو کچھ نصیب میں ہو کیوں جلد ہو چکے</p>	<p>کل باد بہاری نے سوکڑے گلابی کی جوں میج ہوا اپنا تھا ہوش بھی اٹنے پر تقصیر اس دہلی نے جسم محبت کچھ بو باس نکلتی ہے کچھ شر میں انشا کے شب غاندہ رقیب میں تا صبح سو چکے واللہ میں بھی تنگ ہوں اب کاش ای قسم</p>

<p>خوابِ عدم سے شر جنوں نے جگا دیا غیر کے مونڈھے پہ تم ہاتھ جو دھر بیٹھ گئے کچھ صفتِ صد رو نعال اپنی ہنسی خاطر میں میں یہ تعلیم سمجھتا ہوں سنا بندہ نواز اپنی مجلسِ میل کچھ دیکھ کے غیروٹے کہا اٹھ کے دلدار کو زحمتِ بیکار یارو ہیں سٹکے یہ تیری غولِ بزمِ میل انشا بشک سبزہ کیا فاک شہیدان سے تری نکال گئے</p>	<p>انشا بس اور نیند کہاں خوب سوچے ساتھ والو کو نہ پوچھا کہ کدھر بیٹھ گئے ست مہینوں میں ہم بیٹھے جد ہر بیٹھ گئے آپ اُٹتے تھے مجھے دیکھ کے ہر بیٹھ گئے دیکھنگا انہیں کیا ہو کے نڈر بیٹھ گئے لڑکھ کے ہم دستِ تاسف کو لبر بیٹھ گئے مستعد اٹھنے پہ تھے اہل ہنر بیٹھ گئے جائے گل چاہیے واسطے دل صدا کا لگے</p>
<p>کب چاہوں ہوں میں حرفِ ملاقات کی ٹیڑھی آتا ہی بی جی میں کہ مستارِ گرو رکھ پے تعظیمِ انگِ اسطرح آہ سرد اُٹتی ہی کتاہ اور دھبے کا اس بھری مجلس میں کہیے آتی تھی ایک جو مجھے دیکھ سٹ گئی آئی نسیم صبح جو گل کوئے یا رسے شب میں نے جو ہیں ہاتھ لگایا تو وہ بری مجھے لیٹ کے آخرِ شب یار نے کہا آتش کی گفتگو وہ دھواں گرم ہی کہ آج سہے اور کوئی ایسا جس میں یہاں نہ کچھ</p>	<p>تب خوش ہو مراد ل کہ جب اُس بات کی میرے پھر آج ذرا اسیرِ خرابات کی سیر سے کہ جیسے قطرہ افشانی سے بوی گرد افشانی ہی اجی سب تاڑ جائیگے نہ ایسا تو مستم کہیے دانٹو کے پیچھے داب زباں جھٹ پٹ گئی ہمراہ فوج ہوش کے لے غٹ کے غٹ گئی بے اختیار شرم کے مارے سمٹ گئی کیا جانیں ان دنوں کی یہ کیوں ان گھٹ گئی آکر بہار اُسکے گلے سے لیٹ گئی نہ تج و جج اسے کہتے ہیں بیباختہ پن نکلتے</p>
<p>یوں تن وہ نمایاں ہے پیرا بن آبی سے ایسے میں کہیں اڑ لگے طاہر دل تو بھی شبنم میں جو جھٹ کھدوں میں سکے دو افشاں کا وہ عالم ہے اس چاند سے کہرتے دیکھ کر وہ لہجے گرد اس دہن کے دیکھتے</p>	<p>جوں دھوپ کو اڑوں سے آئینہ کو جن نہ کچھ ہیں کسب ہوا کو سب غانِ جن سے کچھ مہتاب کی جا در سے خوشبوئے سمن نکلتے جوں وقتِ سحر انسا سورج کی کرن سنکے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے توبہ دن کے دیکھتے</p>

<p>سب گیتی انہی مسوں پر دمدم پیر ہے اتنے کھب آنکھوں میں کل جلوہ کشائی تیری اے نسیم سحر ہی کیو مر اعرصہ نیاز اب خدا کے لیے جانے ہی ہے تو بخیر نہ کیا ہوا غصہ نہوشدت سرا میں اگر طالبِ حسن بنو چوڑیہ باتیں اتنا</p>	<p>ہیں یہی دو چار موجبِ بائگین کے رونگٹے مجمو کیا جانے کے کیا بات خوش آئی تیری گلشن یار میں گر ہوئے رسائی تیری کبیں یا نہ ہوڑ جانے کلائی تیری آگئے ہم بھی جو تک کھول رضا تیری دیکھ کہتا ہوں میں اسیں ہی بہا لائی تیری</p>
<p>سو داڑھ دل ہے تو یہ تدبیر کر نیگے غصے میں ترے ہنسنے بڑا لطف اٹھایا چمک ہے ترانگ جو نظر رہے اپنے چندے جو لبریں ہوئی اوقاتِ تویم یار دل مشا در کہ اتنا متفکر بنو ہرگز</p>	<p>اس زلفت گر بکیر سے زنجیر کر نیگے ابو عدا اور بھی نقص کر نیگے پوچھ اہل نظر سے کہ وہ تقریر کر نیگے کھڑے کو ترے عالم تصویر کر نیگے حق سحر سے حل حضرت شبیر کر نیگے</p>
<p>خم بغل بیچ نہاں، ہاتھ میں ہی جام لیے لے خیر جلد تک لے قافلہ سالارِ حرم پنجنگ آج بھی اس بات کی اتنا ہونی سکالی سہی ادا سہی حسین حسین سہی گر ناز میں کہے سے بڑا مانتے ہو تم منظور دوستی نہیں ہے ہر ایک سے</p>	<p>سائی آتا ہے چلا زور سرا خجام لیے کہ حریفوں نے وہ سب مہ احرام لیے گھر کو پھیر آئے چلے ہم طبع خام لیے یہ سب سہی ہر ایک نہیں کی نہیں سہی میری طرف کو دیکھ میں ناز میں سہی اچھا تو کیا مضائقہ اتنا سے کیس سہی</p>
<p>ہتی جو وہ لاہی کی ٹوپلی زعفرانی آپی دمدم کہہ بیٹھا بس جاو اپنی آنکے پاس کیا کہوں مارے خوشی کے حال میں کیا ہوا ہم نے سورا تیں جگائیں تب ہوا یہ اتفاق میرے حق میں اب جو یہ ارشاد فرمایا کہ لیک میں اوڑھوں بچاؤں یا لٹیوں کیا کرو</p>	<p>سو ہمارے پاس ہی ایک نشانی آئی کیوں نہیں جاتی وہ ایک بدگمانی آئی آمد آمد جو ہوئی کل ناگمانی آئی سو اسی دنگو دھری ہتی فیند آئی آپ کی خوبیاں منقوش خاطر جانفتا آئی آپ کی روکھی پیکی ایسی سوکھی ہر بانی آپ کی</p>

دو گلابی لاکے ساتی نے کہا آتش کورات	زعفرانی میرا حصہ ارغوانی آپ کی
لب پہ آئی ہوئی یہ جان پھرے	یار گر اس طرف کو آن پھرے
یہ نگہ یہاں ہو نہیں، جب آٹھ پر	اپنی آنکھوں میں وہ جواں پھرے
ساقیا آج جام صہب پر	کیوں نہ لہسراتی اپنی جان پھرے
ہچکیاں لے ہے اس طرح بٹے	جس طرح گنگری میں تان پھرے
روٹھ کر آٹھ چلے تھے آتش سے	بارے پھر ہو کے ہمسر باں پھرے
دو گھڑی دن سے کہا میں کہ کیا ارشاد ہی	سُن کے بولے اب ہو کھا بات تیری یاد ہی
آج تو کہے نہ بدلوں کو میری ہے قسم	ایکھا میلا کچلا پن ہی کچھ بیدا ہے
میں جواک کچو اب کی لایا ہتا ٹوپی بولے آپ	تجھے کیا تیجے ارے تیری ہی کچھ بنیاد ہی
ہادی اللہ مشرے ملتے کچھ مدت یو جیتے	قید سے دونوں جانکے یہ فقیر آزاد ہی
کیا چہرے کہ پہلے دل صاف توڑ بیٹھے	پھر آپ ہو مودب ہاتھوں کو جوڑ بیٹھے
کی میں سنے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی	میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے
آزادگی خوش آئی آتش کو جسے یارو	وہ سب کو چوڑ بیٹھا اب اسکو چوڑ بیٹھے
اگر یہ ڈوب نہیں ملتا کہ اس رخسار کو بیٹھے	تو کیا کیجئے کف افسوس ہی ناچار کو بیٹھے
بمانہ بندہ کا مست کیجئے صاحب بن چلا بندہ	جا ہی لے نہ اپنی زگرے شش رکھ کو بیٹھے
ہمیں جب دیکھ وہ کچھ بڑا تابی تو کہتی ہیں	جوا تھ آئے تو کیا اُس محل خوش گفتار کو بیٹھے
اگر وہ سو نہ پڑے اپنے دوپٹے کا آلتا تو	منہ سے چکے چکے کیا کف دلدار کو بیٹھے
بس اب لے حضرت عشق آپ سنت ظلم ہی	نہ ساری رات آتش کے دل پار کو بیٹھے
انکے دو جیسے کبوتر کے جو خورے اڑ گئے	تو یہ بولے کیا کیا ہی ہو گئے اڑ گئے
گلی سے تیری جو تک ہو گئے آدمی سکے	تو اُسکے ساتھ اسے چٹ چکے اک پری سکے
نشان آہ لئے چالوں چالوں نارو کی	چلی گئی فوج عرش کہ آج چاندنی سکے
ہزار شکر کہ آتش کریم کی محفل میں	خفا سے آئے تھی پر ہو جیسی خوشی سکے
ساقیا آئے ہیں بادل یہ بڑے پانی کے	جلد بھر رہی ہے جو غالی ہیں گھرے پانی کے

شعلہ خوکوں نہا یکہ نظر آئے حباب
صبح کس روپے کی آٹھ بھری آٹھا
لے لٹہ میں مجھے حبیبوں قرح بنگا اڑی
ناسہ شوق کو بھونچائے کو چاہے ہو کہ یہ
طرز نالیدن آٹھا جو اڑا سے تو وہیں
دیکھ اسکی ٹیری خاتم یا وقت میں انگلی
آلودہ ہوئی نوز سے جسوقت کہ ڈوبی
ناسو دھکے عالم میں پیے سمیرم آٹھا
غچہ گل کی جھاگو د بھری جاتی ہے
کر لے دو چار قدم لالہ خود رو کی ہمار
منہ تو دیکھوتری جھٹکی جو امے لباس
پونچے بے بر کوئی اس گل تنگ آٹھا کیا دل
ہاں مگر جیس میں ماہن کے محل تک اس کے
زمین سے اٹھی ہی پانچ پر سے آٹھ ہی
اٹھتی پانچ میں کب تھی سواری لیلی
ہیں نیم بباری یہ ہی پری کوئی
چاؤ نہ دیکیں تو کہتے ہیں دشت پربت میں
نہیں غیش تجلی ہے حق تعالیٰ کی
لباس آدیں کوئی کہ اس سے آٹھا
یکہ ہی کسی سے جاوے نیم اور ہاں
سرا غلام کے آٹھ نہیں سکا نہ کیجئے
آٹھا آفریں تھے دین سے پانچ کو
کاش امر کرے چاؤ دشتا جہاں پری

کچھ پھسپھوے سے وہ چراتی پا پٹھے پانی کے
کچھ درختوں میں سے قطرے چوہڑھی پانی کے
تو نہ کیوں کسین بری شکے مرانگ، اڑے
بن کے اک فکل کبوتر نفس تنگ اڑے
طائر سدرہ بھی کرتے ہوئے جنگ اڑے
ماروتے کی دیدہ ماروت میں اُنکی
حب سراج کی خون دل مہبت میں اُنکی
کرتے ہیں شکاف در لاہوت میں اُنکی
اک پری آتی ہی اور ایک پری جاتی ہے
ورنہ یہ کوہ سے لے کتب درمی جاتی ہی
نکمت گل پڑی کا پیسے ڈری جاتی ہی
بیل اس رشک تنہا میں مری جاتی ہی
کہا جاتی ہی تو بارگہ سری جاتی ہے
یہ اک عشق کی یارب کہ ہر سے اُترتی ہے
ٹکبا آؤ فیس کے جذبہ اشرف اُترتی ہے
اڑن کہٹو لے کو ٹھیرا جو فر سے اُترتی ہے
جنہ کی رفیع پڑے کر وفر سے اُترتی ہے
جوراء زبیرہ بام نظر سے اُترتی ہے
قلو و استیغی غش سے اُترتی ہے
درا کر یہ کچھ اپنی ہی امت ہو احسن
ایسا نہ کہ آپ یہ کچھ تو تہا احسن
نہ نہ (نہ زیادہ اس سے بھی لا کر کیا
نہ نہ ہی ہو جا رہے تہا کی پوری

کیا کہے آنسو وہ سدا روئے الہی	کیا کہے نہ ہو میرے دل بتاب کی چوری
شب سبند جو دی دلع کی اک چور نے آتش	تو جو گئی سب جہ کے اسباب کی چوری
یہ کس کے چاند فی میں ہم بزمِ آسماں پیٹے	کہ باہم عکس پر مارے خوشی کو قریاں پیٹے
خدی خواں وادی مجنون میں تاقہ کو نہ لیجانا	مبادا اک بگولا سا پائے ساریاں پیٹے
کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوئی ہی نہیں لٹے	ابھی دالان سے لای بزمِ آسماں پیٹے
پڑھے ہی اس پوش سے اب ہ منت مرغل لیا	کہ جیسے چھپوں سے عذیب گھلتاں پیٹے
غزل سستی میں کھلک اور ہی آتش کہنا تیری	بلائیں آگے ساتی لے تجھے پیرمخاں پیٹے
اگرچہ جسے وہ سوار متصل پیٹے	پر ایسے ڈھب سے نہ پلے گرد دل پیٹے
یہ گرد باد ہی اک شوہر جس کے دامن سے	ہست سے ہیں خس و فاشاک مضحل پیٹے
کچھ اور ڈھب کے اب اشعار ایسے کھلا آتش	کہ جس طبع سخن سنج مستقل پیٹے
جنون کے دیو سے کیا عروج مضحل پیٹے	جو ایسے سے کوئی پیٹے تو اہل دل پیٹے
کہیں سخی جو کھانی میں شرم کی کچھ بات	تو اپنے تیکے سے بس ہو کہ وہ غل پیٹے
کہہ اور طور سے آتش غزل وہ بربستہ	کہ برن جسکے گلے ہو کے منفصل پیٹے
ضیا میں نور سما جائے نخل سے نخل پیٹے	ذوی العقول میں کیونکر نہ دے دل پیٹے
کیکے خالی دق سے اس آنکھ کو نل کو	ملوں تو زہر زہا جو کہ تل سے تل پیٹے
ملے جو قریب آتش کہی تو ہم اشکی	اسی جراثیم نامند مل سے مل پیٹے
ہی مستعد کہ وہ لب میگوں ٹپک پڑے	ٹپک آنکھوں جو چھیرے تو خون ٹپک پڑے
گر برگ گل پہ ڈالیے مشنم کی سمت آنکھ	تو اس سے دائرہ رکنوں ٹپک پڑے
سبند اپن کے یوں نہ پھر وزیر آسمان	ایسا ہنو کہ زہرہ گردوں ٹپک پڑے
آتش یسن غزل شمر پختہ کی نمط	رکھتے جو تھے طبیعت موزوں ٹپک پڑے
سانہ لے پن پر غصہ ہے دھج بستی شال کی	جی میں ہی کہہ بیٹھے اب ج کینا لال کی
واقعی مجھے گنا ایسے ہی دو قین ہوئے	کہ میرے سامنے وہ نیلے قزاقین ہوئے
صبر دم مجھے لپٹ کر وہ نشے میں بولے	تم بنے یاد صبا ہم گل نشہ میں ہوئے

<p>بہم الفت میں اگر ایسے ہی آئیں ہوئے سودل غمزدہ کے موجب تکین ہوئے دولت شرم سے مانند سلاطین ہوئے فائدہ کیا جو شناسا سے اراکین ہوئے اور کپڑے تو مرے مفت میں رنگین ہوئے</p>	<p>نہجہ چکی بندہ درگاہ سے اور آپ سے خبر قمری دہلیں نالایں میں بڑے جو جھگڑے اشک آنکھوں سے قدم رکھ نہیں سکتے باہر جی ہی اچھا نہ رہا پھر تو عیاذ آبا اللہ تھکلی یہ کہ ملی آپ نے انش مہندی</p>
<p>والہ تم تو سخت جیسے نظر پڑے کچھ طرفہ رنگ رنگ کے شے نظر پڑے تو شعاع مہر نے اک چھری جڑی اک اُسکو شاہ کے یوں چمکتے ہیں پڑے جیسے درق سونے کے ابھی پرانے لگے پھول شفق سونے کے بہم نہیں ساتھ نہ ترے کر کے عرق سونیکے</p>	<p>ان انگلیوں میں قول کے جیسے نظر پڑے دیکھا پری و شہوں کو تو ان کے سرو نہ آج جو نسیم صبح پھٹ گئی کسی گل کے دامن پاک سے آج کبھی سے بنے بہت طبع سونے کے اس پر نیراد کی گریوں ہی سواری نیکے واہ کس لطف سے رات اُسے کہا گرمی میں</p>
<p>یعنی در بہشت کو بیکار توڑے پوریں ان انگلیوں کے بھی لے یا توڑے بند نقاب شاہد اسرار توڑے سوار جا کے بوڑھے سوار توڑے تولز کے اُنکے موتیوں کا ہار توڑے جس ڈھب سے ہوئے خاطر دل توڑے نارنگیاں ہی چپکے سے دوچار توڑے اس توڑ جوڑ کا نہ کہی تار توڑے</p>	<p>ہی جی میں قفل خانہ مختار توڑے جی چاہتا ہی لیکے بلائیں مناری آج انش دکھا کے اور بھی اک جلوہ غزل یہ کیا کہ ان کے دل کو نہ زہنا توڑے ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سرشتہ بگاڑ کا شونی تو دیکھو آج بھی قصہ کہ خیر بہرے کو روند ڈالے یا ان کے باغ کی انش یہ دودھ را لٹھی اک تاوہاؤ کی</p>
<p>میں دروازہ جو کھل سکتا تو کھڑکی ہی سہی آنکھ نہ گئی کی بھی دوچار گڑھی مجھ سے لڑی تیری خاطر تو براک چھوٹی بڑھی مجھ سے لڑی نیکلی باندہ کے کیوں مینہ کی چھری مجھ سے لڑی</p>	<p>بوسہ جو دیتے نہیں جگو تو بھڑکی ہی سہی وہ پری ہی نہیں کچھ ہوئے کڑی مجھ سے لڑی واسطے تیرے رنگ محفل ہی دشمن چھڑ لگا دی مری آنکھوں نے تلو اور سنہ</p>

<p>بولتی تھی وہ جو سونے کی گڑھی مجھے لڑی تو سیر اس کے بدل ہو کے گڑھی مجھے لڑی بوئے گل لیکے جو بھولوں کی چھری مجھے لڑی ہر اک اُس دو لڑکی موتی کی لڑی مجھے لڑی</p>	<p>رات لڑ بھر وہ جو چپ ہو رہی تو انکی عبوض بیٹھ بیٹھ کہیں بیل کو جو چپڑا میں نے کون سی حور بیاں کیلئے جو تھی آئی نوشہ کراؤں کے گھگھیں جو لگا تو ان</p>
<p>اور خزانے پڑا دیو سحریت ہے وہ آہ سوزناک و دم سحریت ہے لیٹے کا چہرہ مثل گل و ردہ سوئے بانگ خرس ی اور وہی گردہ سوئے</p>	<p>لے پرچی تیرے مزے ایک بستر لیتا ہے دل میں بدولت آپ کے اک درد ہی ہو مجنوں تو سو کھ سا کھ کے اک خار بن گیا انشا نشان قافلہ کی کچھ خبر نہ پوچھ</p>
<p>جی تو لڑکس ساقی کے آنچرے سے وڈو نوں دیدے نے ناب کے کٹوری سے چڑھائے ہیں گمروں کے گھرے سکھ سے ہر لال لال کچھ آنکھوں میں ڈور ڈور سے</p>	<p>نہ پیاس اپنی بھی برف سے نہ غور سے لٹے میں کیوں نکلوں غش دکھائے میں بلا سے جام نہوئے نہ کہ یاں ہم اوگ ہیں جو رات کو جاگے تو کیوں ابھر آئے</p>
<p>ہماتے سر کی قلم اور زور زور سے پھب جائے نہ کیوں کھڑے پر جیتا کی گھتی ہر دم کے ساتھ اک حسرت نہ پڑے سوئے ہی آپ رات نہایت کدھب ہے</p>	<p>گل اُن کے پاؤں لگا دے تو یوں بولے ہے آنکھوں نہ ساقی کی سچے ناب کی گھتی یار بترابی ذکر بیاں جب نہ پڑے یچین میرے چہرے چھوئے سے میں ہے</p>
<p>خود کی تاک جہانک میں نبت العجب ہے جس سے کہ پڑی کا پتے ہی ابلیس کی ٹوٹی ہاتھوں میں سلیمان کے بلقیس کی ٹوٹی جن پاس ہو جنوں کے جو ابلیس کی ٹوٹی</p>	<p>انشا بھلا وہ زرا ہدیہ کیا کرے ہے شیخ کے سر ابلیس کی تلیس کی ٹوٹی ہد ہد کو خوشی تب ہوئی جب نظر آئی پریوں کے گھر میں وہی چوری کے گھگھیں</p>
<p>زلفیت مہ وزہرہ جبریس کی ٹوٹی سکائن سہارہ تقدیس کی ٹوٹی کاپٹے ہی پڑا گنبد گردوں مرے آگے</p>	<p>مکن ہو تو دھر دیکھ بنا کر ترے سر پر انشا مرے آقا کی سلامی کو جھکی ہے کیا چیز بھلا قصر فریدوں میرے آگے</p>

<p>صد فافا لیلے و مجنوں مرے آگے چڑیوں کی طرح کرتے ہیں چوں چوں آگے بادل سے چلے آتے ہیں مھنوں آگے بھیریں بھی گئے آگے بلالوں میرے آگے کھٹ لائے اگر موجد چوں مرے آگے مصروف رہے موسیٰ و ہاروں مرے آگے</p>	<p>مطلق متوجہ نہوں ہر چند گزر جائیں ہوں وہ جہر و تی کہ گردہ حکما سبب بوسے ہی ہی خامہ کہ کس کس کو میں باندھوں خجسے کو مے خسرو پر وینر ہو حاضر پیشانی دل دیکھے سیما سب سے چلے میں شاہ خسراں کے غلاموں میں بہاؤ</p>
<p>دو چار روندیوں میں ہوا سرد ہو رہی پر آب طبیعت آپ کی بید رہو ہوئی وضع چین بیان ایو درد ہو گئی اور اقل گل پہ جمع ہیبت گرد ہو گئی</p>	<p>گرمی کی جوش کو ہ بھی سب گرد ہو گئی آگے تو اہل دوزخ سے ربط درست تھا لے ناد جہاں ترے ہیں قدم سے اگر آب پاش آن کے لے ابر تو بہار</p>
<p>کہ لاکھ برقی یہاں جس کے ہر نہر میں ہی کہ آب ہر مغاں رنجش خمار میں ہے نہ نطق انگلیوں میں ہے چوب و تازی ہے کہ آگے چن نر کس انتظار میں ہے شراب پینے کا موقع اسی پھو ہا میں ہے کہ بھر غزل جو سنائی سو کس شمار میں ہے</p>	<p>بھری وہ آتش عشق اس دل فکا میں ہی لے شراب جو انان باغ کو کیو نہ کر کہ ہرے آتی ہے آواز دوست لے مطرب تھکے یہ آج پری پیکروں نے لکھ بھیجا پھو ہا مینہ کی خوش آئند ہی بہت سوت بدل کے قافیہ انشا لکھ اور تازہ غسل</p>
<p>کساں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑیں ہے تو کیا نمود چھکڑی اسی دراز میں ہے مزا جو پوچھئے سچ تو جو بے جا میں ہے غرض نہ پوچھو کہ انساں کس لتاڑ میں ہے کہ بیٹھ سے بھنسی برقی بھیر بھاڑ میں ہے تا آب دم بین لب زخم تو جو سے نظارہ بد برفا ہو مرے ہر سر مو سے</p>	<p>عجیب لطف بچہ آپس کی چہر ہماڑ میں ہی کھڑی جو کوئی کواڑوں کی لپے آئیں ہے یہ مجھ سے کہنے لگے ایک شخص بھو اول ہر طرح کی فکر میں خسراب کرتی ہیں گھر کے شور سے دل بادل آج دیکھا انشا مت ہاتھ اٹھا پائے تو سہل کے گلو سے تو سہل فکن ہوئے تو جوں سرو چاغاں</p>

کچھ کم نہیں لے فاختہ سر دلب جو سے	اے دل عاشق بھی دم گرہ کسی طرح
بٹھا طرف کعبہ ہوں اس وقت وضو سے	میں جھوٹ نہ بولوں گا مجھے تم سے ہی الفت
ہو بوسے شرب آتی مجھے اسکے لہو سے	کر قتل شہید سے الفت کو یہ بوسے
پانی خواہ تر تائیں خجوں کے گلو سے	معلوم نہیں ہوئے ہیں کس آئینہ بوسے
میں مانگے دے جس نے مجھے آنکھوں کے بوسے	چین آوے نہ کیوں ایسے پر نرا کی جوتے
نعوذ بہت لکھ سکے ہر ہر کے لہو سے	اس کو فی ہا ہو تو لستے ذبح کریں ہم
ساتی کوئی ہوئی ہے بھلا ایک سو دسے	شیشے نہوں دس ہیں تو مست کی نعلی
والا اس کی بھی مانگ آ کے ہر اک بخت کو سے	انشا لعل اک اور توانی میں بھی لکھ ڈال
اکڑوں پہ چھوڑ کے کو آرا شمع کی لوت سے	ہو تو بہ شکن آج دلا تو سیر نو سے
خطرہ ہی نہیں تنگہ وقت درو سے	ایدل وہ خوشا کشت برو مندر کہ جبکو
جب بن نہ پڑی بات کچھ اپنی رنگ دوسے	کر بیٹھے وہیں فیصل خدا ساز پہ ٹیکہ
ہو اس سبب اوطاف محبت مہ نوسے	یاد آتے ہیں اک پہر مغال کے مجھے ابرو
اس باد نہاری کی سواری کے جلو سے	افواج گل دلالہ میں ہے زلزلہ انشا
بندی رکھ لیگی ترسے بدلے ہزار ہی رونہ	میں ترسے صدر سے نہ کہ اسے مری پیاری فز
آج کس شخص کی رکھ کی دو لاری روزہ	نمش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری
تیرے قربان گئی ہے مجھے واری روزہ	دن دھاڑ اسے ابھی رات کو انشا اللہ
چاہئے ہفتہ میں دسوز سے دسوز سے	چونپ کیا ہو جو گسی سے کوئی ہر روز سے
لا دے وہی دوا مجھے مل کی اور صنی	جمعیتی ہے یہ نگوڑی سلسل کی ادھنی
بونٹے سے قد پہ آپس بڑے آپج کی لہنی	بن سدر چسے ہوئے تجھے کیا چاہئے بھلا
جالیکی گزرتی اور وہی ہلکی اور صنی	انشا کے سونگنے کے لیے اُن نے پیچری
تخت لا چارہوں میں عالم مجبوری ہے	اختیاری تو نہیں آپ سے جو دوری ہے
بار الہا لکل لئے کیں چکیلی ادھو سے	کب تک ابر کے پر تو سے رہی کیلی ہر سوپ
کے نہ لے دھڑ دھڑا تو ترسے بخت کھلے	کھل پڑے عالم مستی میں تو ہم بخت کھلے

لہ از دیوان انشا

لہ از دیوان انشا

کر دیہ نالوں کا زور اور نرمی تن کا جھوم
 میکشوں سے اس قدر سختی نکل آئی مختب
 دم بدم ہوتی ہی اس کا بر نظر اپنی بلند
 آپسار رکھتا تھاں ہی روی پر نور آفتاب
 جلے پیرا ہی ہو دنیا اس کے رکھتا ہشت
 کچھ نظر آتا نہیں مجھ کو فراق یار میں
 جمع کر سامان غفلت تا مہر ہو فروغ
 نہ قدر شام و شب فرقت میں لگ جاتی چپ
 شب کا وعدہ ہی تمہارا کر سو خالی نہیں
 قصہ جانوں کو ہمیشہ قصہ جانوں کا ہی پاس
 مشک بھرتا ہی اگر اس میں سواد شام، حجر
 صابر اباب کم کو ہی برابر وقت بعد
 جاؤنگا ہبیک کے اشکو نہیں سوے دوست
 ناطقتی سے جان نہ تن سے نکل سکی
 بل آگیا مزاج میں اک امیر سہل پر
 دشمن سے رسلنے راہ نکالی سپہ سالار
 دو فوج ہوئی ہی جنگ کو دست رفیق کے
 کہتا ہی کچھ ہبیک نکلتا ہی منہ سے کچھ
 خار دل رفیق کی اتنی ہیں کثرتیں
 غصہ یا غصہ اتنا ہی صابر جناب کو
 رحم ظاہر ہی مگر ظلم کو نہیں رکھ کر
 حل ویران کو وہیں چھوڑ دیا دشت میں
 ان پتھریں وہ غم پہلو صابر میں آج

پنبہ منقوش اک اک استخاں ہو جائیگا
 دل ترا سبک در پیر مغال ہو جائیگا
 شیشہ عینک حاج آسمان ہو جائیگا
 لیتے نزدیک آپ کو کہنا کرے دور آفتاب
 منٹھ نہ ہمیر لگا ادھر کو تا بھقہ ورا آفتاب
 میری آنکھوں کی سیاہی میں سے نور آفتاب
 می کے بننے سے ہوا مشہور انکورا آفتاب
 کیا اھلانا ہی شفق کا چمک سید ورا آفتاب
 جانتے ہو ہی ہمارا روئے بر نور آفتاب
 چارہ میری زخم کا رکھتا ہو منظور آفتاب
 صبح کا اگر لگا دیتا ہے کا فوراً آفتاب
 ماہ کو دیتا ہی لٹنے فرق پر نور آفتاب
 پیر مردہ نانہ ہو گل روی ٹکڑے دوست
 نچکو ہوئی حیات ابد آرزو سے دوست
 ہوئے میان دست سے نازک ہی خود دوست
 شاید گئی ہر راہ ہی سوئے کوئی دوست
 جسد سے دل میں خاک ہوئی آرزو کو دوست
 ہی بقرار میری طرح گفتگو دوست
 سرود ہوئی ہی رہ جے دوست
 جے کسی لقیہ آب غم دوست
 لئے مقتل میں پیر آنکھوں پہ دھواں کھڑ
 ہم بیابان کو چلے گھر میں بیابان رکھ کر
 دیکھ چیتا لگا حسرت دل نالوں کھڑ

یاروں کے ہوں سراغ دور اور شکستہ پر
 ہوں مریخ نیم فوج تری صید گاہ میں
 قیامت تار الفزق انداز ہے غلب
 او گل تہے فراق میں یہ عند لبے ل
 صبا جو یہ ہے ضد ہو مریخ شمع گل
 تو نہ جا انجن وصل سے ترساں ہو کر
 گر ہی کثرت اعدا ہے تو گہرا کے گہی
 آپ جاتے ہیں تو قیمت کی سیاسی میری
 میرے انداز محبت کے وہ دیوانے ہیں
 ہو گئی رنج کی چمک پر وہ چشم اغیار
 اس قدر خوش ہوئی اس کو جہنم جا کر
 کچھ اضطراب لے رہے اپنی جان پر
 ہم نا تو اں چرہ نہ کے اسکے دیان پر
 اچا کہ ہے کہ سر نہ اٹھائے و بار ہے
 اللہ ری ضد کہ بیٹھے جو ہم اسکے در کے پاس
 صبا برہاری زلیت ہو تصویر تہ کی
 یوں ضعف میں نکلی تری رنجور کی آواز
 غش ہو رہا ہی حضرت موسیٰ اسے سنکر
 کیا منہ ہو جو غصے میں کوئی مار سکے دم
 یوں نشتر کلفت میں ہوں خاموش کہ گویا
 شب گنا وہ نالاں تھانری کہہ اس
 رنج کی تابش ہو زلفو کی شکر بن آتش
 ذات ہیں ہی ہو سمیٹو مگر خدا سے زمین

ہوں بلبلان باغ سی دور اور شکستہ پر
 مضطر ہوں کوہ و باغ سی دور اور شکستہ پر
 قمری ہو سر و باغ سی دور اور شکستہ پر
 ہی گشت فراغ سی دور اور شکستہ پر
 ہو اسطرح باغ سی دور اور شکستہ پر
 راہ پاؤں سی لپٹ جائیگی دایاں ہو کر
 اپنے دیر نہیں بیٹھو گے نگہبان ہو کر
 پھیل جاتی ہو سواد شب ہجران ہو کر
 تپہ جاتی ہیں نگاہیں مری بریاں ہو کر
 صبر ٹپتا ہو مرا آیکا احسان ہو کر
 جیسے آباد ہوا ہو کوئی ویاں ہو کر
 پر حرف آرزو نہیں آتا زماں پر
 ثمت فراموشی کی ہو اس بدگمان پر
 رکھتے ہو اسلئے نظر اس نا تو ان پر
 اٹا چڑھا مکان کا سایہ مکان پر
 عرسے ہیں روز ایک ایک نوجوان پر
 اڑتی سی کوئی جیسے سے دور کی آواز
 ہو شعلہ طور اس بہت مغرور کی آواز
 ہو جاتی ہو قفل دہن اس حور کی آواز
 ہو جاسے گرہ حلق میں جمور کی آواز
 ملتی تھی بہت صبا برہاری کی آواز
 نئے اعجاز سے بانڈی ہو رہی ہیں تیش
 پہنے پیراں گل رنگ ہے تہ تہ تیش

بچے صابر بنایا کیوں بناوٹا چیلان
 ہم عجیب زلیت کیا کرتے ہیں
 یا تو دیکھا ہے کہ اکثر اشخاص
 یا جوانی کا مزا لوٹتے ہیں
 یا کہ خجنا نہ ہستی سے مدام
 ایک ہم ہیں کہ ادھر ہیں نہ ادھر
 چلے یہ سوچ کے گھر سے باہر
 لینے واں چلے کہ جس طے گزر
 سمنے دیکھا ہے کہ انسان ہاں
 قاعدہ ہو شر فساد و سب
 خدمت حضرت صابریں گیا
 اکتساب ہنر و علم و کمال
 جھک کے آداب بجایا اپنے
 کھلے طریقین میں ابواب کلام
 دیکھا جب خوب کہ لطف و اشفاق
 عرض کی سینے کہ قبلہ اب ہی
 مستفید اُٹھے ہوں حضرت ہم ہی
 سے رہنے سے نہ رہا یا کہ اب ٹھہر گیا
 شکر کیا تو رہا دھلی میں
 قتل کتبہ ہوا سارا جہم
 سبھی سامان امارت بگڑے
 مٹ گئی طبع کی گرمی ساری
 بہائی ہم سے بھی پریشاں غلام

کہ اپنے وقت پر لگتا تھا رہتہ
 روز آوارہ پھرا کرتے ہیں
 بیٹھ کر یا بٹھا کر کہتے ہیں
 خوشہ چسپیوں میں رہا کرتے ہیں
 باوہ پیشراہ کیا کرتے ہیں
 تلف اوقات کیا کرتے ہیں
 کہ بڑی ہم یہ خطا کرتے ہیں
 شعرا و فصحا کرتے ہیں
 آدمی جا کے بنا کرتے ہیں
 اچھے لوگوں سے ملا کرتے ہیں
 کہ وہ نزدیک رہا کرتے ہیں
 اُن سے اکثر طلبا کرتے ہیں
 خور و جس طرح کیا کرتے ہیں
 جیسے آپس میں ہوا کرتے ہیں
 وہ مرے ساتھ ادا کرتے ہیں
 آپ اشعار کہا کرتے ہیں
 وصف اکثر سے سنا کرتے ہیں
 خون دل اپنا پیا کرتے ہیں
 اتوں دن رات بھاگتے ہیں
 رات وں غم سے جلا کرتے ہیں
 فکر روزی میں پھرا کرتے ہیں
 نفس سر و بھرا کرتے ہیں
 کہیں اشعار کہا کرتے ہیں

میسر زاپور میں آئے جب
 شعر خوانی کا پیر چاہی ہوا
 شاعر لیجھے ہیں یہاں ہی چار
 نہ کہیں ہوتی ہے بزم انشاؤ
 نہ سہی بزم یہ مرد قسا بل
 یہاں تو وہ ہی نہیں بے بند نواز
 کس کے آگے کوئی اشعار پڑھے
 ہاں گرسا منے ہم انور کے
 وہ سخن سنج ہیں ایسے اس جا
 سن کے البتہ وہ ہر قسم کے شعر
 سن کے مینے کمالے تقدس
 پر کہیں آسے استناد جہاں
 سنی فرمایا کہ اچھا سنئے
 اللہ اللہ زباں سے اُن کی
 شعر پڑھتے نہیں لینے گویا
 آپ ہم اُن کو خطا کرتے ہیں
 ہم کو وہ مبطل ہیں کہ شل محبت
 کو سوں ہو جاتی ہی غائب تاثیر
 جان دیں اُن کو جت کر کیوں ہم
 اک یہی مونس تنہائی ہے
 جو نئے گل پہ بہار آتی ہے
 جو دل کو محبت کے مزے لے ہوئی ہیں
 ہر بات پہ اظہار نزاکت ہے حیا سے

روز دہشت میں رہا کرتے ہیں
 نہ یہ خواہشیں شرفا کرتے ہیں
 پروہ بے لطف جیا کرتے ہیں
 لب لطف کو وا کرتے ہیں
 جمع اک جا تو ہوا کرتے ہیں
 روز بیکار رہا کرتے ہیں
 کس سے یہ شعر سنا کرتے ہیں
 بچلے اشعار پڑھا کرتے ہیں
 نکتہ ترس جیسے ہوا کرتے ہیں
 داد کچھ ہمسکو دیا کرتے ہیں
 آپ ارشاد بجا کرتے ہیں
 کہیں بے شغل رہا کرتے ہیں
 ہم جو بیہودہ بکا کرتے ہیں
 کچھ عجب بھول جڑا کرتے ہیں
 دیر فر دوس کو وا کرتے ہیں
 اور حفا ہوں تو گلا کرتے ہیں
 بے پروا بال اڑا کرتے ہیں
 ہم اگر قصد دعا کرتے ہیں
 آپ وہ جان لیا کرتے ہیں
 شورے دل سے ہوا کرتے ہیں
 پہلے ہم جان فدا کرتے ہیں
 وہ اپنی طبیعت پہ ابھی چاک ہوئے ہیں
 ثابت ہی کہ تکلیف ہی کچھ پائی ہوئے ہیں

<p>ہمارے بخت کی گردش ہی آسیا ٹری کہ جان راہ فنا میں نہ ایک جا ٹھری ہجوم سے نہ لبوں پر مری دعا ٹھری لبوں پر رہتی ہی کیوں جان بتلا ٹھری کہ ایک دم نہ جہاں میں کہیں صبا ٹھری ہمارے صبر کی صبا یہی جہاں ٹھری</p>	<p>پہلے جو ہم تو زمانے کو رزق پہونچا یا پھر پہونچا دل اعدا کے خار سے میں درِ قبول پہ تھا منتظر اثر لکھن اسے ہے مد نظر کیا اجل کا استقبال ابنیں پتی سہل کچھ اس مضطرب کی تابری سے ہیں ہم سے وہ اس شرط پر نہ لیں</p>
<p>ہو رہی خطا شکستہ سے بیانِ دہلی پڑھ گئی اور بھی بربادی جو شانِ دہلی صاف ہی صورت آئینہ دکانِ دہلی ہند میں ظلِ آہی تھے غبارِ دہلی کس دہن میں نہ گئی نعمتِ خوانِ دہلی بن گئی موسمِ گل فصلِ خجھڑانِ دہلی کہ سید پوش پس سب حرفِ بیانِ دہلی</p>	<p>خرچہ سے ظلم سے توڑی ہیں مکانِ دہلی جس طرف دیکھئے اللہ نظر آتا ہے لوٹ سے اور بھی بازار ہوا گرم اُسکا اُنکے اُٹھنے سے یہاں بیٹھ کو جانہ رہی لوٹ سے حق نہک اس کا ہر سبکِ ثبات رشکِ گلزارِ ہر زخمِ نئے تن اک عالم کا اہلِ دہلی کی سب بختی کا غم ہی صابر</p>
<p>ابھی جھپہ تو پھر کی نہ گئی میں نے ہی آج سوچا ہی یہ ترکیبِ نئی میں نے ہی ایک ایسی ہی دہاں جا کے جوڑی میں ہی آئی عالم کی زبان پر تو سُنی میں ہی کھائی جی کہوں گے یہ تلِ شکر میں ہی بات مرضی کہنا فوق نہ کہی میں نے</p>	<p>جو کچھ اُس نے بڑا کروہ ہی سیٹے ہی شام سے جا کے دیوں وال کر کہیں وہاں میں جو اکھڑا تو رقبوں کو ہوا جھنے ندیا رہا افسار گسٹے پرچے کی قسم کیوں کھاؤں جو جھپٹا لے لے شیریں کا مٹھاری پایا کی بہت رد و بدل اُس نے جھپٹا جھپٹا</p>
<p>اور کیا اسکے سوا بات ہی یہ ہی نہ سہی یہ ہی گراہج اذات ہے یہ ہی نہ سہی دور کی حرفِ حکایات ہے یہ ہی نہ سہی اس میں گرفتِ مساوات ہی یہ ہی نہ سہی</p>	<p>کا ہر گاہ کی ملاقات ہی یہ ہی نہ سہی مٹھ کھا یہ ہو ہم اک سال میں مل نہ سہی خدا کا لکنا ہی کرائی ہو تو وہ ہی نہ لکھ نظرِ لطف نہ کہی حال پہ کرتے ہو سہی</p>

<p>یہی تھوڑی سی غارتگری یہ بھی نہ ہو گر جفا کی یہ مکافات ہے یہ بھی نہ ہو ایک ظالم کی عزالت ہے یہ بھی نہ ہو یہی صابر کی کرامات ہو یہ بھی نہ ہو</p>	<p>اور کیا دیتے ہو دشنام سوا تم محسوس آہ کرتا ہوں کبھی تنگ ستم کسے ہو کر چوڑی آسپے جب بندہ کواری صبا اور تو کی ہو فقط ایک خوشی سولنا</p>
<p>وہ اب بھی سر پہ ہر سو آفتیں اٹھائے وہ جمع کرتے ہیں گڑھے سے اڑا دیے ہزار رنگ کی ہیں پتھریں لگائے ہوئے قدم کو ہر ترقی سے ہیں پڑ جائے کس تک میں رہ پالت کو دے ہوئے وہ گو یا سانسے پیٹھے میں سر جھکایا ہوئے کہ جیسے ہو کوئی اپنی مرا دے گئے</p>	<p>ہزار دل کو نقابست درجہ دبا گئے ہزار بند پریشاں ہیں کاجب رتبہ کبھی نہ کیونکہ وہ ہر رنگ میں مجھے پورا کر ہی گئے میرے ہیں ملک بے مٹائی کی وہ نہ جھپٹے نہ پھینکے نہ نام اچھلے گا منہ سے اٹھاتے ہیں شکوے کو ہم تصور میں ہو ابھی صبر یہ صابر کو نا اُمید سے</p>
<p>زن کی ہو گئی کو یا عمری مر جانے سے پاؤں مر کر بھی ٹکلتا نہیں میخانے سے ایک محروم ہیں جاتے ہیں میخانے سے اسکو سمجھاؤ سمجھ جائے جو سمجھانے سے آج کے دن کو چلے شہر میں پرانے سے</p>	<p>ہجر میں چوٹ لیا خون جگر کھانے سے رند وہ ہوں کہ مری خاک سو ختم بنتے ہیں سب کو قتل سے دیدار پلا لگ بھاتی خجہ سے دیوا نیل کو کھاتے ہونا صبح فصل کیا پھر پھر لڑائی کی شوقی ہو</p>
<p>مری کشتی ای پیاں کچھ اور کشتی ہو کہہ کر خف پہ لہجہ شیریں کچھ اور کشتی ہو نہیں غلوں ای تارن کچھ اور کشتی ہو کہ یہ بوسے گل چھوٹے کچھ اور کشتی ہو کہ میرے داغ سو دھواں جان چلا اور کشتی ہو</p>	<p>تیری طرز حیا وقت سخن کچھ اور کشتی ہو سینکٹھی لیلی کی یہ تم بھی آج بے خبر ویکو ڈروالہ سے دیکھو ستم اتنے نہیں لازم بہار لالہ زار دشت غریب پر ہوں کیا مال لگا دو آج تم اس پر سیاہی اپنی زلفوں کی</p>
<p>چراغ صبح ہوئے نور پر سیریں ہی جہاں ہماری نالائش داغ کچھ اور کشتی ہو</p>	

انتخابِ خانِ خواجہ

سیرِ درد
علیہ الرحمۃ

<p>مقدور ہیں کب ترسے وصفِ کئے رقم کا اُس سببِ عزت پہ کہ تو جاوہ نہا ہے بستے ہیں ترسے کو چو میں سببِ خوفِ برین ہر خوف اگر جی میں تو ہی تیرے غضب کا مانندِ جہاں کہ تواسے دردِ مصلیٰ بھی</p>	<p>حقا کہ خداوند ہی تو لوح و قلم کا کیا تاب گذر ہوئے ثقل کے قدم کا آباد ہی تجسے ہی تو گھر دیر و حرم کا ور دلیس بھروسا ہو تو ہی تیرے کرم کا کنچنا نہ پراس بھر میں عرصہ کوئی دم کا</p>
<p>مدرسہ یادِ پیر تھا یا کتبہ یا تختِ نہ تھا واسے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا حیف کہتے ہیں ہوا گلزارِ ناراجِ خزاں ہو گیا ممانسہ کثرتِ سو ہوم آہ کبھی تو شہی کیا ہو دل کسی زندِ شرابی کا شرار و برت کی سی ہی بنیں یاں فرصتِ ہی میں اپنا دردِ دل جا کر کہا جس پاسِ عالم میں زمانے کی ندی بھی جرعہ ریزی دردِ کچھ تو نے</p>	<p>ہم سبھی مہماں ہی وہاں اور تو ہی صبا خانہ تھا خواب تھا جو کچھ کہ دکھا جو سنا افسانہ تھا آشنا اپنا بھی واں اک سبرہ بیگناہ تھا وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا بٹرائے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی فلک نے ہکو سو نیا کام جو کچھ تھا شتابی کا بیاں کر نیلگا قصہ وہ اپنی ہی خرابی کا ملا یا مثل مینا خاک میں خوں ہر شرابی کا</p>
<p>جان پہ کیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا گرچہ وہ خورشیدِ رخت ہے ساسنے سو بھی نہ تو کوئی دہم و مکینہ رکھ لے نہ رکھ</p>	<p>جی ترسے یا ہے مجھ کو ادھر دیکھنا تو بھی سببِ بنیں بھر کے نظر دیکھنا اور تو یاں کچھ نتیجہ ایک گمراہی کا</p>

<p>کہتے یہ کس سے ہو تم تک تو ادھر بیٹھا جی میں نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا</p>	<p>ذکر و فایہ کجے اسکی جو واقف نہ ہو نالہ و لکنا اثر دیکھ لیا درد لبس</p>
<p>بہتر ہے کیسا سے دل کا گداز کرنا رات کے ہو تم گئیں منہ افشائی راز کرنا جید ہر ہے وہ ابو او ہر نماز کرنا ہم رو سیاہ جلے ہے نام رنگیا غم رہ گیا کہو کہو آرام رنگیا کچھ آج ہوتے ہوتے سزا انجام رنگیا اب گاہ گاہ بوسہ پہنچا م رنگیا لے درد اپنے وقت میں اہلہ رنگیا</p>	<p>اسی پر ہو بس اتنا نہ ناز کرنا لے آنسو نہ آئے کچھ دلی بات پر ہم چلے نہیں ہیں لے درد کیا ہو گیا مثل انگین جو ہے ہوا کام رنگیا یار سیاہ دل ہوا کوئی مہاجر ہو گیا ہم کبھی چلے جے تو ہوا مژدہ سال نہ رہے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے ایک بے مینے نام دومی کا مٹا دیا</p>
<p>نظر آیا تو بھی حد ہر دیکھا جھوٹ تو لے آکھہ ہر دیکھا آپکے ہو رکا سو کر دیکھا بہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا درد کو قصہ مختصر دیکھا پر اسے آہ کچھ اثر نہ کیا اسراف کو بھی گزرنہ کیا خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا جان کا میں نے کچھ خطر نہ کیا بے ہنر تو نے کچھ ہنس نہ کیا</p>	<p>جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا جان سے ہو گئے بدن خالی نالہ فہر یاد آہ اور زاری ان لبوں نے بھی مسجانی زور عاشق مزاج ہے کوئی بہمنے کس رات نالہ سر کیا سکے ہاں تم ہوئے کرم زبا کون سا دل ہے وہ کہیں نہ تختے ظالم کے سامنے آیا رکے جو ہر نظر میں لے درد</p>
<p>پر ترے جس کے آگے تو یہ دستور نہ تھا نہ کے نہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا میں نے پوچھا لکھا پھر یہ مذکور نہ تھا</p>	<p>قبل عاشق کسی مشفق کی پڑور نہ تھا رات مجلس میں ترے جس کے شعلے کو جھوٹ ذکر میرا تو وہ کرتا تھر تھکا لیسکن</p>

<p>وہاں پہنچا کہ فرشتے کا ہی مقدور تھا کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور تھا دل تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور تھا اسکو کچھ اور سوادید کے منظور تھا</p>	<p>باوجودیکہ پرویاں نہ تھیں آدم کے پرورش غم کی ترے یاں تیں تو کی دیکھا مخمسب آج تو میخانہ میں تیرے اطفال آرو کے ملنے سے لے پار پرا کیوں مانا</p>
<p>برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ کیا کہ جب کو کسی نے کہی واندیکھا کوئی دوسرا اور یا نہ کیا ترے عشق میں ہنسنے کیا نہ کیا کہہ تو نے اگر تماشا نہ کیا کئی آنکھ جب کوئی پردہ نہ کیا کس نے جیسے یاں نہ سمجھا نہ کیا باغ بے یار خوش نہیں آتا لے ستمگار خوش نہیں آتا نالہ زار خوش نہیں آتا</p>	<p>بھی کو جو یاں جلوہ نہ کیا مراغیہ دل ہو وہ دل گرفتہ یگانہ ہے تو آہ بیگانگی میں اذیت نصیب سلامت بلایں کیا مجھ کو داغوں نے سر و چراغ حجاب رخ یار تھو آپ ہی ہم شبہ روز لے درد دہے پہاڑ گل و گلزار خوش نہیں آتا کیا جفا کہ سوا سچے کچھ اور درد ہم کو یہ رات دل نہ تیرا</p>
<p>اور یہ لڑتے تھے سب دیکھ کر پائیے بیچ آئیے گاہے فقیر و غنی ہی پرانے کے بیچ کوئی جائے آہ کیا لذت ہے مر جائے بیچ پہر یا فی اسقدر نامہ سربانی اسقدر معتنی جیسے نکالے ناتوانی اسقدر کوئی بھی بے ربط ہوتی ہی کہانی اسقدر دسترس کہتی ہیں کب بند اورمانی اسقدر</p>	<p>جائے کس واسطے لے درد بیچا بیچ سیر باغ و بوستان تو یہیہ ہر گز بیچ جو مرنے ہیں مرگ میں سوہنے پوچھا جائے اسقدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر جان کو آنے لے لب تک لڑنے میں کتنی بیچ کیا کہوں دلکا کسو سے قصہ آوارگی درد تو کرتا ہی معنی کرتیں صورت پذیر</p>
<p>پر ہو سکی نہ اشک کی طوفان کی احتیاط ای دشت اپنی کچھ دماں کی احتیاط</p>	<p>کر تار بایں دیدہ گریاں کی احتیاط خار مرہ پڑے ہیں مری خاک میں</p>

<p>گل سے بھی ہو سکی نہ گریاں کی احتیاط ہو زلفت کو بھی اپنی ریشائی احتیاط ہر باغبان کری تو نکلتا مکی احتیاط دالستہ سمیرا قتل سے تھوڑا آبرو دینے باسے کہیں نہ کالے لکڑے سے تھوڑی سیج ایک اسکی خوبی تھوڑی سیج تھوڑی سیج میرے طرح نہ تھوڑے کوئی رو برو تیغ دیکھا نہ آنکھ کہو لکے ہم غیر دمی تیغ ہوں نیم جان میں ہو لکے آواز نکلا ہو کوزہ لگی کی قلعہ باز تک پہونچا صبا کا ہاتھ نہ میرے کھڑا تک</p>	<p>جو شمع جنوں کے ہاتھ سے نکل رہا ہے وہ لکے تیار کرے سے کہی کہتی نہیں داغوں کی اپنی کیوں نہ کرو در در میں لایا تھا تو آج تک ہاتھ سے نہ نکلتا کیچے نہ قتل اہل وفا سے نہیں سبب کوئی مزاجدان نہوا آج تک نہ مگر جاننا زور ہی ہے پر آبرواں یار لے در و مثل زخم زانیے ہاتھ سے پیغام یاس بھیج نہ مجھے بقیہ از تک صیاد اب رہائی سے کیا مجھ اسیر کو راہ عدم میں درو میں اتنا ہوں نیز در</p>
<p>جو کچھ کہ ہوں سو ہوں عرضت سید ہوں آفتادہ ہوں پسایہ قد کشیدہ ہوں ہر صبح شل صبح گریاں دریدہ ہوں پر آہ میں تو موج نسیم دریدہ ہوں میں غمزدہ تو قطرہ اشک چکیدہ ہوں دل ہی نہیں مایہ جو کچھ آرزو کریں دامن پھوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں پر یہ کہاں مجال جو کچھ گفتگو کریں کس بات پر حین ہوسن نہ بگو کریں اے درد آگے بیعت دست بگو کریں پاتا نہیں ہوں تجھے میل نہی خبر کہیں وہ کیا نہ میری آہ نے روئی آتش کہیں</p>	<p>مشرکان تیر ہوں یار کب تک پریدہ ہوں کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ و دگاہ کرتی ہو پوسے گل تو دوسرے ساتھ اختلاف اے درد جا بجا ہی مرا کام نہ جلاستے ہم کس ہوسن کی تجھے فلک جسٹھو کریں تردا سنی پیشینہ ہماری بجا - ابھی سزا قدم زباں ہیں جو شمع گو کہ ہم نے گل کو ہوشیاری نہ بھوکو اعتبار ہی اپنی یہ صلاح کہ سب زاهدان شہر اُسے کیا تہا یا دب مجھے ہو لکے کہیں پہرتی رہی تڑپتی ہی عالم میں جا بجا</p>

دردنک تانک جہاں میں سنبھلتا ہوتا ہے
یہ تو نظر نہیں ہیں تن افکار اور پی
پہنچتے ہو تو کیا سبھی اپنی جہت پر
لو پہاڑیں در و سب سے کہ تباہ تو ہو ہی چکے
سنگین لڑکا ملائی غصہ فقیر چہرہ کو
"دردیش ہر کچا کہ شب آہ سر آہ سنا"
مانع نہیں ہم وہ بہت خود غم کہیں ہو
خوشخیز کے مانند بہرہ دل کہیں نہ رہا
میخانہ عالم ہی وہ فی ربط کہ نہیں
دھندلے تو کئے تو نے مری سنا تہ ہزار
ہر چند تجھے صبر نہیں درد لیکن
سست ہوں پیر میخان کیا جھکو فرما تو
صبح اور خوشخیز کے مانند میری جیب کو
پیری طو آشا میاں شہور میں تیرا
اپنی جگہ پہ چوچہ چاہو سویدہ اور
صحت کہیں شیش تہا را ہی شخص چوہ
راہ ہونا پڑتا تو مری جاکو سنا تہ
جو چنا چہ ہوں نہیں سنگدلی لازم ہی
درد ہر چند میں ظاہر ہوں تو نہیں
پہنچتے ہی پاکہ افواہ ہے
نہ پاں علم و دانش نہ فصل شہر
گئے نالہ و آہ سب نہ نفس
یہ کیا درد و غم پیر صفت ہوتا تھا

جی میں ہی نہ تھا تو اپنے جھگڑا
دائیں زبانی کہ سنا گیا نہ رہیں
لکھتے دیکھتے کسی کی لڑا کہیں
لے ناٹان حباب ہی تباہی کھر کہیں
الزم ہی کیا کہ ایک ہی جا کو نہیں
تو نے سنا تہیں ہی یہ مدد نہ کہیں
پراس دل بدیاب کو آراہ کہیں ہو
نشتہ صبح کہیں ہو وچہ شام کہیں ہو
ہوئے جو صراحی کہیں تو جا کہیں ہو
پیر ایک ہی اتنو نہیں اس شام کہیں ہو
انشا بھی نہ بلبو کہ وہ بدنام کہیں ہو
پائوس خم کروں یا دسب بوسی سبو
چاک کا مہ چہ تہ تو ہی سبایہ فو
ایک قطرہ چوڑی تو سچو چارہ تہا ہو
یہ نہ آہائے کہیں جی میں آں اور
وہستان درد کو مجلس میں نہ تہا اور
جی ہی والہ سبتہ مرا انکی ہاں کی سنا تہ
کام نلو اور کو رہتا ہی رہا سنا تہ سنا تہ
زور لہا تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ
کہ دل کے تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ
قتل ایک سنا ہی تہ تہ تہ تہ تہ تہ
وہ صبر ہی الہ ہوا تہ تہ تہ تہ
کہ دل را تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ

<p>کس نے آئے تھے ہم کیا کر چلے ہم تو اس جینے کے اتوں مر چلے چشم تر آئے تھے دامن تر چلے جب تانا بساں بل کے سلف چلے کس نے آئے تھے ہم کیا کر چلے</p>	<p>پندہ پندہ نے ہم دھیر چلے زندگی ہی یا کوئی طوفان ہے شعشع کے اندر ہم اس نرم میں ساقیاں لگے کر باغی میں ہلاو درد کو بھول کر ہم نے یہ لوگ بھولے</p>
<p>مشکل ہوئی میں بیٹے سبھی سے کل کے بادست و پا ہمارے کوئی پارتا بل کے کوئی اگر کہے کہ سنا ہمارے سنبلی کے اچھو درد قاتل کے کو اگر تو بل کے</p>	<p>چھپا کر پانہ پانہ سوسے تو کل کے تھرکے ہمارے یہ اس پر قدرتی ورنہ کیا گرسٹ نہ دیو میں غلغلے کی نظر دیکھو کہہ اور پھر غلغلے کوئی اس روایت میں</p>
<p>میرا ہنسا دل ہو وہ کہ جہاں تو ساس کے نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا کے ایسے تھیں تھکے اگر تو بھلا کے یہ آگ وہ نہیں جلتے پانی بجھائے کے</p>	<p>راہی و سماں تری سستہ کو پاس کے میں وہ قناد ہوں کہ بغیر اڑنا ہے غافل خدا کی یاد میں مست ہوں زینہار اطفا کے نار عشق ہوا سب اشک کے</p>
<p>ایک سبھی نہ تھے تھکے بھی مری کمانی ساتھ اپنے سب وہ باقزالتہ کج حمان</p>	<p>دشوار ہوئی تلام جھلکے ہوا سب بند آبی مختار ہم نہیں ہیں بلکہ نصیب کی</p>
<p>کس نے آئے تھے ہم کیا کر چلے ہم تو اس جینے کے اتوں مر چلے چشم تر آئے تھے دامن تر چلے جب تانا بساں بل کے سلف چلے کس نے آئے تھے ہم کیا کر چلے</p>	<p>پندہ پندہ نے ہم دھیر چلے زندگی ہی یا کوئی طوفان ہے شعشع کے اندر ہم اس نرم میں ساقیاں لگے کر باغی میں ہلاو درد کو بھول کر ہم نے یہ لوگ بھولے</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اتواب دیوان میر نظام الدین دریاپوری

سلاخ زلفش زلف است زلفش بچو کہ ظهور و تھا
انکھ کے نور جہاں پہنچ کے کہنے کمال
باہ جو کہ وہ دید تو ہی ہر اک سویدید
دانش نام خانی ہا نقل و نگار
خار و شارق وصال و عید و عید
موسی دل رہ نمون دل ہی میں کہد گو
خشت نوری پر تن غول ہوا ہنر
پائے خرد آبلہ سہی بلا راجہ
غوص سہ اسر غلہ ہر قدم ز فشت
خون میں پڑاں مولیہ ہاں دروہا
ترس مناجاتیاں ناز خیرا بتیاں
اسی رتزیہ پر خون ہو وقت گزر
اسی راہواں تلک اس سہرا ب تلک
سینہ کی صندوق را فطرت کہے نقل نا
واقف کہہ مار تو کا شفت استار تو
یہ جو ہے نہ تو کہ ترا بندہ دل خون
تجے نقش مہتی منایا تو دیکھ
یہ سب تیرے ہی حسن کا پر تو ہے
ہماں ہر شہر شہر طور سیاہ
ہماں شہر مت مرے دیکھنے سے

چشم سحر چشم ہر منہ ہر منہ
انکھ ہر منہ نظر قائل حدت دگما
آئینہ خانہ جہاں حسن ترانہ را
نقل بروہی دروہن دروہن ہر
دوبت سہا سہا الفات ہر گما
اسکے جھکے سے سو فترا کہنے ہر ہر
خیز خور و کھی تیا عکس ہر ہر
وہ عکس کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ
شوق و خوار و خوار و خوار
ہر طائر کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ
کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ
جان چاکو کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ
پائے قیاسات لکھ دستہ حج نار
ایک ہی کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ
کیا تری درگاہ میں حاجت عرض دعا
بجھے ہی چاہے تجھے کہے کہہ کہہ
جو پردہ تھا حائل الہام تو دیکھ
نہ نہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ کہہ
ہر جہاں جو دل کو جلا تو دیکھ
تائیں حق سے ایسا بنایا تو دیکھ

یہ عالم جو ساغسہ پلایا تو دیکھنا	بہو کیونکہ مہنوں پر مہنوں کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہی مسکرائے گا	گماں نہ کیونکہ کروں تجھے دل چڑیکا
کہ ہزار ارادہ آرد و زان سنسانے کا	و نور گریہ ترجمہ ہجوم نالہ گر مہ
اگر خیال ہی تلوار آزمائے گا	یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہی بسم اللہ
ہزار ہزارے مردہ کو جلانے کا	دیا ہو وعدہ جاں بخش سے ہمیں وعدہ
کہ یہ خدنگ ی لایق ہی نشانے کا	وہ پیر ناز لگا کر کے مرے دل پر
مڑھ نے سیکھ لیا شغل خود نشانی کا	ابھی جیب کہ دامن کہ استیں دہوفا
ہمیں دریغ بہت ہے تری جوانی کا	تجربہ چاروں عشق سے کوئی مہنوں
رشتہ بہت تر راحت دم سا طور ہوا	اب تیرے بن بیک آسودہ یہ مہجور ہوا
بل بے ہمت کہ حریف شہر پر طور ہوا	دل پر شوق کہ تھانگ شکیب پر کاہ
تفرقہ سازی دوراں سے میں گودور ہوا	مجھ کو نزدیک بدل جائیو یاران وطن
پیر تو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا	ایجادنی مار گئی اس دل زخمی کورات
بہی ہوئی قبرا گھرہ غنہ نشان باندہا	سویچہ ترانہ اس کس شہر کا دیوا
بس اب حرام سوئے خانہ پیمانہ ناپا	سلاطین سے بہر وان کعبہ رخصت کا دیوا
مہر قدم پر ہاتھ میں دھامان قائل گیا	ز شکر اس پر کہ یوں گریو بسم اللہ گیا
تو نہ تھا سو دیکھ بایں کو وہ پیدل گیا	کس تر سے یار سے غش سے ذرا کہوئی تھی
گر کے اب اک نا تو اس بنال محل گیا	کوئی کہہ سے نیز وفاتہ نشیں سے یوں چکا
تیری جہون دیکھ کر لیکن یہ سائل گیا	بجہ لگا ہوئیں کیا چاہتے تھاد دل و عشق
آہ اک سوئے کا سو تھیں ہی غافل گیا	جس سے پیش نہ سمجھتی جو فیضان مفر
جب تک صبا کا جھوکا لئے تیری بونیا	عش سے ہمیں اتفاق دم سے کہو نہ آیا
کہ ہر اک سوئے بدن پر سر شہر توڑا	اکا دیکھ نہ سنہ سفر رات نہ مجھ توڑا
کہ مرے نامہ نے بازوئے کبوتر توڑا	کستہ کشتہ چکر باری غم لکھی ہی
وہ لگے کہ یہ طعن آپ نے مجھ توڑا	تھک جتا ہوا سنی عہد شہنشاہین

ہر موسم سے سوز غم نے شعلہ اہل کے چھوڑا
 کیا کیا نہ بین میں ہر کا حیا و شیکان نے
 اس گردن و کمر میں خم ہو چکیں تین تین
 لے بار آہ خیش اتنی ہی ہتی نہ لازم
 کیا کہ گئے جلیب اب بیمار کو مہاے
 فنون سے محبت ملی سہل مت تجھ کو
 سینہ میں ایک نفس ہی نہ ترا تیرا
 پاری بگیسی دامن بے یاری جیب
 جب کیا تمقہ مانند صراحی بنے
 دل میں کیا کیا ہو جس تنہا تھی و
 کیا نگاہوں سے یہاں غزل بسمل ٹپکا
 بیٹھ شب تپاں دل بے تاب تو ہوا
 بیمار انتظار نے تیرے غشی سے اکٹھا
 غم نے کس کے تیغ لگائی کہ چشم میں
 یہاں ارتباط شعلہ و خس ہی ہم کہیں
 نہ رہا پر نہ طپش سے دل بیتاب رہا
 اسکی آنکھوں سے ستار ونگی نگر نری ٹپچہ
 کیا تپ دل ہی تہ خاک کہ تربت پر مرے
 چشم سے کیا ترے بیمار کی حسرت نکلی
 گزرتا ہی جنازہ دیکھنا یہ جان من کسکا
 ترے قربان آتا پوچھ اگر نقش پر میری
 گنہ میرا رنگ چہرہ گونا گوں مجلس میں
 ہجوم ناز و انداز و اداس دل ہو گشتہ

لفت کو آگ لگیو آخر بلا کے چھوڑا
 جو نو اسہ چھوڑا جھکو دکھا کے چھوڑا
 بے جراتی دل نے قابو میں لائے چھوڑا
 ایک ایک پارہ دل آخر ڈال کے چھوڑا
 گتہ میں آس رہے ہر اسکو خدا کے چھوڑا
 یہ جام کم کسی نے منہ سے لگا کے چھوڑا
 خون حسرت میں تر پتا دل نچر رہا
 کہ مراد سب جنوں بستہ زنجیر رہا
 گریہ خوں ہی یہاں سا گلو گلو گز رہا
 تری جتوں کا وہ ڈھب نالہ تھر رہا
 ایک نظر نہ تری چشم سے قاتل ٹپکا
 سینہ کا جا بجا سے گشتہ رفو ہوا
 کہولی ذرا تو بس نگرار چار سو ہوا
 انداز صد نگاہ تنہا لہر ہوا
 جتنا جلا فروغ ترا شعلہ فرو ہوا
 رات ہاتھوں میں نہ کیا کیا میں ادب ہوا
 صبح تک جسکا کہلا دیدہ بخواب رہا
 تمبیا یا سانج لالہ شاداب رہا
 کہ شب شکونے ہر ا دیدہ اجاب رہا
 ذرا بچان تھا بیمار چشم سحر فتن کسکا
 شہید ناز ہی پر کشتہ خونین کفن کسکا
 اشارہ غیر سے کرنا گنہ ہی جان مرنہ کسکا
 کہہ ہی بلو میں قاتل دو لہ پتا میں من کسکا

بہا حسن میں رنگ ادا کا نہ ناز کا
 لے آنتیانی بیت صنم تیرے ہاتھ سے
 سینہ میں برجیاں سی لگا کیں میں صبح
 دامن بچا بیو کہ میسجا اور ہے قصد
 تصویر بت چہانی ہی منوں نے سچہ
 وہ مرانہ کہنے کیا کہہ دے گل سے
 ہم نہ کہتے تھے کہ منوں نہ تبوں کو دیکھو
 کل وصل میں بھی نیند نہ آئی تھم شب
 کس بے ادب کو عرض ہو جس ہر نگہ میں
 صحت کہتے کہاں، تھگی فریست قیامت
 آدے تھے ہم جو ہوئی تھی سو ہوئی
 رفتار تری اس دل مضطرب میں پھر ہے
 لگ اگنی آگ قفس میں صیاد
 تیغ زن کس پہ رہا تو کہ رہے
 نو چکاں صید دواں آتے ہیں
 جان دول ہوں یہ عنایات تھک دیکھ کر
 خاک میں لوٹیں ہیں یہاں کیا کیا تھیں
 یہ نہ جانا تھا کہ اس محفل میں لڑا
 انظر و نہیں وہ کہتے تھا آگہیں ملا کر
 بوجھ پہنچا تھا کس کو ڈرا ڈرا کر
 وشت جنوں میں سنسک کیا ہو گیا گزنا
 میں ل کو فوجوں نہ تا ہوں غم ہی ڈکال
 کہتے تھے اہمیت اتنا منوں کو نے آفر

یہ نقش یادگار ہو آئینہ ساز کا
 چشتا ہے سادہ راہرواں حجاز کا
 شب بہا خیال کس نگہ نیزہ باز کا
 ہر اک شزار نالہ افلاک تاز کا
 گوسٹہ اولٹ کے دیکھو ٹنگ جاسکا
 سینہ میں اس دل نازک کو دیکھو دیکھا
 ہاتھ سے لینگے دل تکتے ہی تکتے دیکھا
 ایک ایک بات پر تھی لڑائی تھم شب
 آگہ اس نے ہم میں نہ انہائی تھم شب
 گشتوینہ ترسے تھک پڑا ہے قیامت
 ابد د خد فہ شمر نہ پروا ہے قیامت
 آئی ہے قیامت تھم شمر نہ ہے قیامت
 برت ہو اپنے فہم میں نہ بیاد
 ہم طیان خون ہوں میں صیاد
 تیرے دل ناز فرس میں صیاد
 یاد کرتا ہی مرادوں کو کہ فوج دیکھ کر
 ٹک قدم رکھتا افری تیرے اوپر دیکھ کر
 ہم پہ سمجھے تھے چلے آئینے دم بھر دیکھ کر
 جیسے ہیں دل اڑا ہم لیکن جتا جتا کر
 ہم دل پہ زخم جہاں شلوں لگا لگا کر
 ہر خار سے ہوں آباد از پڑا پڑا کر
 کیوں مسکرا رہے ہو آگہیں ہر اچھا کر
 دل آجگر نہ کہتے افسوس بہا بہا کر

<p>آہ کسا دل زخمی ہو تہ خاک ہنوز کیوں کریں پائتہ سوئے منع مغرور دراز زلف سے مانگ تلک مانگ سے ناجی قصہ</p>	<p>کہ نکتے میں بے گل جگر چاک ہنوز پاؤں بیٹھے ہیں بے ہم طرف کور دراز دل کو آیا ہی سفر پیش غیب دور دراز</p>
<p>دل خروشاں پہاڑ لب خاموش کون مٹھی میں اب ہوا ساقی واہ طرز کلام مثنوی واج</p>	<p>خم سر بستہ سارا بھر سے ہنر ہر طرف سے ہی بانگ نوشا نوش کس قدر دل پسند صاحب ہوش</p>
<p>دیکھو نہ اس ادا میں جو جنوں شیدا کلام کیا عشق کہ ہر جید گدہ بار نیم زخم ناز کو زلف سے کہانی آیا جو وہ کیا کیا گری ہو ٹوٹ کر</p>	<p>بانگ درائے ناقہ پیر نالہ سا اٹھا کر طرف یقیناً پاک جانب خنجر منقہ سبھا اک طرف سیح زاہد اک طرف زار تر سا اک طرف</p>
<p>ہر فعل تک گزرا دیتے ساقی ہی ہر شہینہ ساقی غینے کر گیا دل بہتیار زہر خاک لہو برق میں او لکھ سکے نہ اڑ جانے جیسا</p>	<p>پے تیج زاہد جام واد کہند فکر فردا اک طرف نہ ہو چکا نصیب مجھے خواہ زہر خاک دامن اہرا کے آہوا اسہ ایشیاں تلک</p>
<p>خرام ناسے طرح قیامت جواں لب تیسیر بیمار ہر ہونی جو ہوسو ہو چکی ظالم نکھت کو چھپے کی بوجھ اور بے ہم</p>	<p>نہ میں پر نقشہ پریا کیجیے گا ہر زماں کرب ترد میں دل اجا بے جان دو سہا لکھ لے عطر تیرے تن سے قبا اور قبا ہم</p>
<p>بہشت پذیر ہر سلسلہ پیر وانا ہر پادشاہ آئینہ اس دلگاہ سے کرے اکساب نور ہر انداز قدر انداز سے تر سے</p>	<p>کس سے یمن یمن سے ہوا اور ہوا سے ہم شہانہ سے مودو سے بلحا اور بڑا سے ہم دل آئینہ سے دل سے نہ فنا اور صفائی ہم</p>
<p>صراط حق تیرے لب میں ہے خودی مگر مثنوی کی عجیب خول جسکی دیج سے ہونے پایا ہرے قاصد کا نہ پیغام تمام</p>	<p>ہو نول سے تیرے مست ہر ابرو شہا عاجزیاں بیاں سے تنہا اور تنہا سے ہم تہا سخن یہ ہے کہ قاتل نے کیا کام تمام</p>
<p>طہنیں دل نے نہ چوڑا کہ کہی ہم اکبار</p>	<p>ااہن تسکین کیلئے لب پہ نہ انا تمام</p>

ن دہلا جائے جی جو بسا چوں کہ ڈہلے ہی ستا	کیونکہ وعدہ کا ترسے۔ ورنہ ہوتا شرم تمام
کے صبرت دل پہنکے گئے ہم	نکو ہی بہت رولا میں سگے ہم
بتیابی دل ذرا ہنس جا	نک چاک جگر سلا میں گئے ہم
چاہو جس پاس جا کے بیٹھو	تم سے دل ہی رہتا میں لے ہم
ابو ترے در پہ آ کے بیٹھو	جو ظلم ہو سوا شائیں گے ہم
منون جیتے بہر شب با بھو	منہ وصل میں کیا دکھائیں گے ہم
چل بسے قافلے یاروں کی خبری کہ ہیں	دل غفلت زدہ کچھ فکر سفر سے کہ نہیں
چشم گریاں ترے رخسار پہ شب بچی کسکی	شبنم آلودہ سیا کچھ وہ گل ترہے کہ نہیں
روسے غیر تو ہنگام سخن رکھتے ہو	ہر تہی پہرتی مری قسمت میں نظری کہ نہیں
صورت نقش قدم مجھے اٹا جائے کہاں	اس سہراہ پہ بندہ تو رہا۔ چلے کہاں
بھگو ہر بار نکہ جا میرے دستے پیارے	تو ہی کہہ دل جو کیا ہو لگا جائے کہاں
ہے جو احوال ستم دیدہ، چراں کا ترے	وہ کہا جائے کہاں اور سنا جائے کہاں
تہقہہ شیشہ صفت جب میں کہہ کر تا ہوں	گرے خون سے لہریز گلو کرتا ہوں
نہ تو نے دل زخمی کو نہیں لذت درد	ایسے پیر شہر پر زہر فرو کرتا ہوں
نم میں بیٹھا جو فدا طوں تو یہ کہتا تھا پہر	رہ تیری خاک کو میں صرف سبو کرتا ہوں
یہ نغما۔ یہ ناک۔ یہ خوبیاں۔ جو ہر میں ہیں عارض یا رہیں	

نہ سمن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں	دل ندے یہ ہی کتاب بشری دیکھو تو
نہ فریبی پہ تو وہ رشتیک پری دیکھو تو	نک یہ نیکی آہ سحری دیکھو تو
گر دغاں گاہ ہوا شعلہ لگے گاہ بربق	سب چلے یہ رفعاے سفری دیکھو تو
دل پس ماندہ پہ کیا نہ اٹھنے نہ بڑھنا	ایک گالی ہی نہ دی مفت پری دیکھو تو
دین دول چان لیا کچھ ہی پھوڑا ہوتا	ہم ہیں مشتاق نظرے بصری دیکھو تو
جلوہ اس تو قلوں جلوہ کا سو ہے چھا	سنا جایا کرو آواز گاہے ہم اسیر و نکو
صبا پیغام یہ کیوں ہمارا مصلحت نہ نکو	

دو اشاروں میں ہوئے شوق دا کیا کیا
 دل پہ بھی دکھنے کی نہ دعا کیا کیا
 کوششیں کی ہیں دم مشوق فنا کیا کیا
 کیا دیکھنے سلوک ہوں عید حرم کے ساتھ
 سو حشر میں شہید ہو میں اپنے دم کے ساتھ
 صد آرزوئے خفہ صدا ہے قدم کے ساتھ
 یہ رات آشنا ہی نہیں جی م کے ساتھ
 اول کر ہے ہی جھک کو دفو گر کر م کے ساتھ
 جاتا ہی کجا مرا ہر اک قدم کے ساتھ
 رکنا ترنی زبان کا جھوٹی قسم کے ساتھ
 کہ تہیں فائدہ کا فائدہ ہی راہ کی راہ
 کہ پیچ پیچ ہے اس کا گس سیاہ کی راہ
 دلا نظر نہیں آتی ہی کچھ سبب کی راہ
 کہ شیخ بھول گئے رات خالقہ کی راہ
 جو اختیار ہی ممنونانے کی گناہ کی راہ
 جو مرے پہلو میں بیٹھے سو جانے والے
 ہم بہر شکر میں اک غلام اہانے والے
 میں ہی اس شہر میں زنجیر بنانے والے
 کہ تیغ تیغ پہ لگتی سنان مناں پر
 لگے دی دشمن پہ گہ تیغ خوں چکاں پر
 خیال بوسہ میں اس لب دہاں پر
 یہ پیر ہیں کہ گراں جسم ناتواں پر
 کہ ماہنہ دود و پیر تک دل چاہاں پر

اک نظر لڑتے ہی اظہار کیا کیا کیا
 عید پیاسہ قسم تول - غلط مستی غلط
 آپ کو خاک کیا خاک کو بر باد دیا
 بیہوشم وہاں ہی تیر کمان ستم کے ساتھ
 شب ہم کو گشت خون رہا فوج غم کے ساتھ
 کون ہے کہ سینہ میں پیدا ہو گئی
 لے چشم انتظار تو اختر شہار رہ
 یہ ہی غم نہ کہ پے جو ر ناگہاں
 یارب یکسو وہ چہ دلکش ہی خواہر
 سچ تجھ کو رطخ سے کب ہی کہے ہی
 کسی کا دل جو لینا تو ایسے چاہ کی راہ
 دلا اہر کو بنا دیکھہ ہوئے سسرگاہ
 روشن کچھ اور ہی ہنسی میرے طریق ہیں اور
 پڑے ہیں مست در دیر بر مرید آفر
 کیسی بد رفتہ لطف پر ہے چشم اس کی
 دل کے یہ داغ ہیں اک آگ لگانے والے
 خواہ پیدا تو کر - خواہ فلک - خواہ ہر دل
 پاؤں ممنون تے نکالے ہیں بہت دیکھو
 نگاہ وغرہ سے اس کی ستم ہی جاں بزا
 پنو چہ کچھ مری راست کہ بن ترے کرشم
 جو خوں ہو طرز تبسم سے - دیکھہ میری
 قسم جنوں کے سبک سیتیوں کی آغ میں
 کہیں نہ حالت ممنون ہو تب پہ دیکھو ناں

غم کو پہنچ کر کچھ نہیں اس دل پاش پاشی
 وصل میں ہی تنگہ شوق پادشہ پیدار آئی
 حسرت و یاس و رخ و خم محبت نے غم کو درویش
 لئے گل غمہ زن ہوئے بیل انہیں نہیں
 نام بھی اپنا بیٹا میں تنگہ لئے غم کو
 شرار آہ میں سینہ سے کل لئے تیرا
 وداع ہو سن کو تیرا طرفہ سادہ باغ کو
 بنگاہ ناز و تیزا لہجہ انیس قہر
 کیا مقام میں سینہ میں جدا ہر جہت
 کہا تنگہ ضبط آہ و ناله اس میں ہر دم
 وداع اس ہستی کا کوئی ناز و کرنا نہیں
 یہ کجا میں کجا ہی ہے پیر ہستی کی تیرے
 رہی آئی ہی پرانہ یادیں پیراں کو
 گھر میں حسرتیں و لیں ہستی کی تیرے
 جنت گہک گہک تیرے ہستی کی تیرے
 کر لئے نہ پائے نیم تنہم کہ لیں
 جگر کے دود سے رنگیں نشان آہ جگر
 تیرے ہی ضبط سے دم آہ جگر اپنا
 سنا ہستی کو اعز کار اس کا نام
 جیٹا تھی جس جا ہم کو بٹھا دیا
 پہ پہ سبزہ پہ گھر کے پائنتیں پاؤں ہم
 خودی پہ ناہیہ جو تیرے
 منوں ہم قہقہے پہ ہر سہرے نہیں ہیں

نظر خون کی دہک دہک شہ جان خراش سے
 جھوٹے کے اہتمام سے غمہ کی دریا پاشی
 تھانہ دل کا آہ میں دھوئے کے تیرے
 بارغ جہاں میں فائدہ کیا میری دل
 خلق میں تیرا تنگہ لئے غم کو
 قہقہے گم میں ہستی کی تیرے
 نسیم و ناز کے قہقہے تیرے
 و یاس سے جگر تیرے ہستی کی تیرے
 دلائی ہستی کو تیرے قہقہے تیرے
 تیرے جان کے جواں اس کا کچھ نہیں
 تیرے جان کے جواں اس کا کچھ نہیں
 یہ دل اور اس قدر ہم ہستی کی تیرے
 تیرے جان کے جواں اس کا کچھ نہیں
 ادھر ادھر میں تیرے جان کے جواں
 برتن تیرے رنگ تیرے ہستی کی تیرے
 دل شہید کے غم میں علم سیاہ ہے
 نہ ضبط کرتی بن لئے تیرے آہ جگر
 اس آہ سے پہ نہ کیا کیا گیا گناہ تیرے
 پہر اضطراب دل نے وہاں اٹھا دیا
 یاد خاک میں تو نے ظالم ملا دیا ہے
 مکہ خیرائے تیرے تیرے چاند کیا دیا
 الیہ ایک دل تو درد آشنا دیا ہے

انتخاب کلیات ملک الشعراء علی

ذکی مراد آبادی معاصر شیخ ناسخ

جبکہ حسن جلوہ پر ناز ان شرف لولا کا
چننی رنگت پہ عالم چننی پوشاک کا
تیر کر نکلا غنم ننگ ناز اس سفاک کا
لن ترانی گو ہے جلوہ شاہ بیباک کا
سریزمین ہند میں کیا عطر اپنا خاک کا

تقاب لن ترانی گرچہ تھاپیش نظر پیدا
جو مشکین جعد میں اس سیمٹن کی ہو مکھیرا
کیا ہیسیرو پائی مین کیا پاسے سفر پیدا
جو اپنی خاک سے ہولالہ تو میں جگر پیدا
ہوئے میں بخودی کے واسطے ہم مخیر پیدا
کیا ہوسوز دل کے واسطے ہم کو مگر پیدا
خانہ خراب عالم شرم و حجاب کا
آنکھوں میں کک گیا ہے زمانہ شباب کا
افسانہ رہ گیا میرے حال شباب کا
عیش و طرب کے ساتھ مزا و شباب کا
مشاق شوق و غزل انتخاب کا

میر جیسے ہی نعل گل کا زمانہ شباب کا
دیکھ کر آب زندگی میرا تھا شباب کا
دیکھا ہوا کے تخت میں بختہ گلہاں کا
آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ شباب کا

وادی حاصل علی رتبہ جناب پاک کا
جلوہ کرتا ہے دوبا لادہر چالاک کا
نون کا دریا تھامسینہ میں اپنے موج زن
نار معشوقانہ کوزینہ رہے شبان حجاب
ریختہ میں بوئے معنی جتنے پیدا کی ذکی

دلوں میں جلوہ دیدار سے دیکھا اثر پیدا
شب تار یکا میں برق بجلی جلوہ گر ہوئے
بگولے کی طبع اٹھا ہوں میں صحرا نوری کو
گل زخم جگر کا رنگ ہو ہر داغ نے روشن
تن و جان کی نہیں اہل جبر آشفقہ حالوں کو
ذکی ہوں شمع اپنی زندگی جلتے ہو کھٹی ہے

رہز سوال ہے نہ اشارہ جواب کا
کیونکر نہ خون ہو مری حسرت بہری نگاہ
ساقی رہا نہ بزم خمر اپات نہ خریف
یہ لطیف زندگی کی بہاریا ہیں رنج میں
اس نکات ہندو اشہ خاطر ہوئی ذکی

مشکوہ حبیب چو شمشاد خانہ خراب کا
اب انظار حرکت سے ہرگز نہیں ہنسنا
چشمہ شہر آب و زلال شہید ہمار کی
رشتہ بڑا ہے زانیہ کے حال سے

<p>گو یا جواب بدہن لا جواب کا خون نہ بہر ہو گیا دل غنا بہ نوش کا مضنون لڑا گیا۔ سے نقاں سر و ش کا انداز اور آجی دل خانہ بدوش کا افسانہ نہ گیا مرے جوش و خروش کا تحریر حال کیجئے اشکوں کے جوش کا</p>	<p>ہر پنجہ میں چپی ہوئی اک بات ہو ذکی دیکھا جو سبز رنگ بت سیخ پوشش کا گو یا صبر خانہ مجھ سے ہنگار سے شنا نو پہ اس بری کے پریشاں جو زلف سے وہ دل نہ وہ بہار نہ وہ چھپے سے دور کیا کی سطح پر قلم موج سے ذکی</p>
<p>یہ دلبری ہو کہ فقر ہے دلربائی کا بہار پیرایہ مزاتازہ آشنائی کا خواستی ہو یہ کسی ناخن حسائی کا کہ بندگی میں تماشا کیا خدائی کا جور اس دھول کی گزری تو وہ جدائی کا تپاک سے تپے دہر کا ہے بدگئی کا کہ جی تڑپے لگا بوق لن ترائی کا نشان باقی ہو مجھ کو بھی بے نشانی کا قیامت آئے جو ہر زور نا توانی کا کے دکھائیے انداز مکہ دانی کا</p>	<p>یہ لطف ہو کہ تکلف ہو آشنائی کا نہیں خیال کچھ اس گل کی بیوفائی کا جگر کا داغ ہو شعل ہلال روز افزوں مرے جہاں کے انہاں یہ خاکسار ہیں ذکی جہاں میں کیا کیا دور نکلیاں ہیں یہ کیا سبب ہو کہ تکلف ہے مہربانی کا سنا یہ شہرہ ترقی غرہ ہنسائی کا ہنوز دشت جنوی میں غنیمت ہے تراب آئے ہو دل زار ہیکراری سے ذکی رہی نہ کہیں جو ہر سخن کی رکھڑ</p>
<p>دامن یار ہی چونا تو گریباں کا لب ساقی کی گرگ ہو تو مکہ اں مکہ کا پیریاں کہنے لگا غرہ پنہاں کا شمع اک مصرعہ تو اک مصرعہ پر واز تھا ہا جا خواہ نہ لیا کا جب افسانہ تھا کس مرے پر اتفاق جملہ یار تھا بستم ترک و شتیابی حلوہ چنانہ تھا</p>	<p>نہ نہ اب یہ دوری میں ل ناواں کا ہوس بادہ کہاں نشہ مستی کا لے اور ہی بھن نہا ز میں دل کسکی کا طرف ہوزوں رمت حسن و عشق کا افسانہ تھا سچ میں تبصرے کو سفت کو نیند آنے لگی ہے قیامت کیا کہی ہو تفرقہ پر داز جوج دراغ ہو کر دلی نے دکھایا نہ شہر بہار</p>

<p>صبح محشر تک زبان پر زلف کا افشا تھا کہتا تھا کہ جس نے بانی او خط میں کچھ لکھا تھا کیا چشم ترکا سا غجام جہاں غامختا لٹی طور کی تجلی یا شعلہ حسا تھا کچھ بات اس پر پوچھو کیا جانئے وہ کیا تھا خاموش کیوں ہوا تو گرد لیس عود لہاتا</p>	<p>یہاں شب تار بعد میں شعلہ تنہائی دگئی قاصد کے ہوش گم تھے یہ طرفہ ماہورا تھا شکل حباب کیا کیا آنکھوں سے رنگ دیکھے وہ پتھر پتھر میں ابھرا کہ آنکھ جھپکی اک بات پر ہنسا رہی سوچی سے ہم بخو فریا سنکر غزل دگر سے لے دست لفظ لٹا</p>
<p>دل سے تپاک حرفت شہر کا بیت زبان سے تھا شکوہ جو نہیں اس بیت نامہ زبان سے تھا ہر چا چو حشرہ کا مری شہرہ و ذفاک تھا شکوہ ہمارے نہ ٹھکرا یا غبار سے تھا شعلہ بلند گردہ ڈرواں سے تھا پھر بھی خبر نہیں کہ حلقہ چارہ سے تھا</p>	<p>شب ذرفہ اختلاط ہم دلتاں سے تھا لانا نہ تھا رقیب کے آگے زبان پر اشہر دگر نے حینت کہ یکہ مٹا دیا حالت میں اپنی گرم نغاس تھا میں ہمہ گیر آتش تدم جرق سے مٹی بوسے بہن بخود میں دقت مرگ ہم اتنے جہاں نہیں</p>
<p>مصلحہ کچھ ہوا کہ اشارہ کیا فتنہ تھا تار حسرت سے کہ ہینہ لگو کرنا تھا ہمہ صہرا بن چن کو نہ غلو کرنا تھا چاکہ پیرا ہن چاہت کو نہ کرنا تھا دل و دھند میرٹ غم میں تھے کہ یہ خواب نہ تھا انیس چاہد سے زیادتی تھیں وق شوق نہ تھا</p>	<p>غیر دے اسکے کہیں جو ہاں شد میں دگر شیشہ ساں ہکو جگر غم سے لہو کرتا تھا بد دماغ سے ہوا غلط صبا دگر رنج رستہ تہ جال سے پھر گینا کو چیا کی خاطر شب جھسل گئی تو سحر کو اپنا یہ تھا یہی ہلے خوب تھی زندگی کہ ہماری ٹانگی تھی</p>
<p>بانتھا ہار سے غور سے تو یہ کہہ نہ مارا تھا نہ تو دن وہ تھا نہ وہ رات تھی نہ وہ ماہ تھا نہ وہ سال تھا ہو میں میرٹیں ادم اور تو جواب تھا نہ سوال تھا لکھیں اس میں میں غزل دگر نہیں بد تو کیا تھا وہ جلوہ افشاں ہی جس کا کہ نہ ہو پتا نہ چو دیوں کا</p>	<p>لگے دن گذر چنبا کے تو فرے جملے کے مست نہ وہ اختلاط کی گہارت تھی وہ ارتباط کی بات مے حل زار پہ کی نظر تو رہی نہ اس کو بھی کچھ خبر یہ کہنے کے دلیس سلازی گرا اپنی طبع یہ جیتی تھی وہ غم اس چشم شہر میں کہ خون ہو دل عزال میں</p>

نہنہ غم سے رمزیائی پہلی تغافل سے کج ادنی
 کہ نہیں اس شکر میں دہن سے کہ رنگ اڑا دیتی ہیں
 زمانہ پیشیں کا باجواہر کہ عبرت افزایہ بر ملا
 غنا خطا کی گماں سے باہر کہ آئینہ ہی ورنے انور
 اگر وہ ملبوس ہیں زری کے دکھا انداز دلبر کی
 ہو ایہ روشن سخن کا جوہر کہ ہر مخور کی ہی زبان پر
 تا مرگ در عشق نہ جسے جدا ہوا نہ
 نہ نہ ضعیف دل سے کہاں آئے لب تلک
 کیا کیا محنتوں میں اہانیں مصیبتیں
 اب تک فغانا بلند ہی سیلاب کوٹ سے
 اچھا ہوا کہ عشق کی رسوا یاں ہو میں
 غریب واقعہ فرما کا کاف نہ ہوا
 بہار تازہ کہاں کی خزاں کی آتش نے
 بسے ہوئے سے دلومیں ہزار یا نیزنگ
 یہ جو ہر ابر بہار سخن کے دیکھہ ذکی
 پھر بتیکر شور جنوں تازہ دم ہوا
 لے رشک حور دیکھ کہ اشکو کے دلیغ کی
 طوفان انہیں گئے انجن حسن و عشق میں
 دل کے دھوئیں سے قیس کا سینہ بولیا
 مضمون سیاہ مت نکھنے لگے دیکھی
 گل چوست دلیغ یہاں جب پر پرہیز ہوا
 سر پر جوئے لگی تھ سے پیدا سخن پر
 غنیمت منہ پر سے آئینہ جوئی طرز صفا

کہ آفت جاں آشنائی بجا بسبب چشم شریکس کا
 جو خندہ شمع انجن سے مزین پیکر کی انگلیں کا
 زبانہ یاروں کے رنگیاد جو ذکر باکی کہیں کہیں کا
 دھواں سا ہی شعلہ دار منہ پر عکس گیسو و غنیمت کا
 تو اڑ چکے ہیں میں پر کے کہ خندہ اس شمع نازنین کا
 کیا ہی مہر فلکستا ہر تزدکی نے ہرزہ اس میں کا
 زیر کفن بھی ہاتھ ہی دل پر دھرا ہوا نہ
 منزل بڑی ہو اور مسافر تھکا ہوا نہ
 کس کس کا آشنا دل درد آشنا ہوا
 شیریں جو کہ کن کو نہ روئی تو کیا ہوا
 کچھ جسے آشنا تو وہ نا آشنا ہوا
 پہاڑ ٹوٹ پڑا موت کا بسا نہ ہوا
 کہ لالہ زار خس و خوار آشنا ہوا
 طلسم ہستی موہوم اک بسا نہ ہوا
 قلم سے گرتے ہی نکتہ در نکتہ نہ ہوا
 پھر آفتاب حشر کا تیغ عظم ہوا
 شہر چراغ دامن باغ ارم ہوا
 تزلزل نگاہ گر لے چشم غم ہوا
 لیلے کا نیمہ گاہ سواد حسہم ہوا
 گویا قلم شرباب کی اپنا قلم ہوا
 کاشٹ پیدا ہو سے کیونکہ بسبب آغا ہوا
 جلوہ آرا جو ہاں شعلہ آواز ہوا
 صاف مضمون کہ دور سے قلم انداز ہوا

خون پڑکا دہن غنچہ اگر باز ہوا کوئی پیدا نہ مجھ سے بلبل شہباز ہوا	خاک سے کشتہ لب کے چمن میں یہ اثر ہے بغیر اپنا گلستان معانی میں ذکی
شعلہ بوالہ بیتابی سے داغ دل ہوا یاں عیاں آئینہ سے جو ہر سیاہ ہوا	یہاں بلبلش سے مطلب سرکشگی حاصل ہوا جلوہ گر چشم سے حال دل بیتاب ہوا
لگنے ابرققاب رخ ہستاب ہوا قد جو پیر میں دو تا صورت محراب ہوا	چہپ گیا دلی کدورت سے طبیعت کا فرخ سجدہ قبلہ ابرو نہیں زہب را قبول
دل خود شہید سحر سا غر خونتاب ہوا فیض سلطان منہر سے جو نثار ہوا	دورستی میں خرابی کے جو دیکھے سماں باغ معنی کی بہار اب ہر زمانہ میں ذکی
خواب خیال جسٹہ یارا نہ ہو گیا دل ہے کہ جان بوجہ کے دیوانہ ہو گیا	مذکور حسن و عشق اب فنا نہ ہو گیا ہم ہیں کہ تجھ پر مرتے ہیں اے شونخ یوفا
انجام دور شیشہ و پیمانہ ہو گیا سینہ غم کے داغوں سے غیرت چھین ہو گیا	اب چشم دل سے کام حرفانہ لے ذکی جب تیرے شہید و نکاح کو لکھ گفن دیکھا
زردماستابی سار شش اکبٹن دیکھا شبنی ڈوپٹے میں بھول سا بدلت دیکھا	برق طیشیں جھبہ جی اس نگاہ جا دوست صبح شعلہ فانوس نکل ہو کہ اس گل سکا
آفتاب محشر کو شمع انجمن دیکھا خون دل ذکی ستہ پتہ غم پر با سمن دیکھا	کستہ چمن آرا داغ دل ہے بلبل کا آئینہ میں سمائی ہے جو لطافت اس شہ
داغ دل صبح قیامت کا ستارا ہو گیا غمرہ کا فر کا جب بہت تاب اشرا ہو گیا	یہاں بلبلش سے شوہر محشر آشکارا ہو گیا برہمیاں تہی لگیں دلیر نکار یار کی
لالہ بانغ ارم داغ غمت ہو گیا تو ہنسنا اور غنچہ تصویر گویا ہو گیا	شوق آنکھوں سے دکھاتا ہے بہار یخزاں تو ہوا گرم سخن او کہل گیا راز نہاں
رہنمائے کارواں شوق زلیخا ہو گیا چاند کے ہالہ آغوش میں تارا دیکھا	آہ سوزاں پر دل دانا کو شمع راہ سے شب جو باد میں درگوشہ ہستاب را دیکھا
اس پیری کو جو کہیں انجمن آرا دیکھا	صبح سماں داغ ہوا شست اپنا دل را دیکھا

ہر میں خورشید کے پیر بہن خدار دیکھا
اختلاط اس سے بہت گرم ہزار دیکھا

ہر موع میں ہر شہر چہ افان کا تماشا
یا دیکھ چکے کوہ و بیاباں کا تماشا
ہیچہ عمل میں ہے ہر سنا سنا تماشا
سیر چنتاں ہر پرستاں کا تماشا
پہر خاک کریں گے گنبد گرداں کا تماشا

ادھر تو زار تنغا فل ادھر گنگا نر ہا
یہ روم ہے کہ تکلف رہا رہا نر ہا
ہزار چنے چپایا لکڑی سیار نر ہا
سننے اور دشمن جانی ہے ہشیار کیا
عشق نے حسن کو ہوا سدا بازار کیا
کہ نہ انکار کیا اس نے نہ اقرار کیا

غزہ کا فوٹے چوری کا ہنر پیدا کیا
پیر اداسی نے یہاں رنگ سحر پیدا کیا
حاقیت جام صبوحی نے اثر پیدا کیا
اچھا گدے نواسے دل میں گھر پیدا کیا
پھر بہار عشق نے رنگ دگر پیدا کیا

نئے نکل کہا کہا کے سو گدے جگر پیدا کیا
ہیچاری کے لیے ہو گدے چید کیا
نقش پانچ چشم حیراں کا اثر پیدا کیا
لپنے عالم میں ہیں گو نیر پیدا کیا
صندلی رنگوں کے عم میں دریا پیدا کیا

شدید نہاں جگر تنگ میں ہر جلوہ نہا
آتش عشق گیس پھر پڑک اسٹے نہ ذکی

دریا میں ہر عکس رخ تاباں کا تماشا
کچھ اور بقی ہوں لے کوہ کن و تیس
ان آنکھوں میں ہر جلوہ گری شہد خوئی
ہر غم ہے اک طفل پریزا د کے مانند
مست ہونے کی طرح خود میں ذکی ہم

بگڑ گئی جو کسی سے تو کچھ مزا نر ہا
یہ طنز ہے کہ بناوٹ ہوئی ہوئی
اب فغان سے ٹکنا ہے رنگ عشق نکی
ہیچر آب ہوئے تھکونہ سدا رکھا
مدد گناں کی زلف خانے خریداری کی

گو تلو بات ہر کچھ کہہ نہیں سکتا قاصد
چشمک نہاں کی شغنی نے اثر پیدا کیا
دیدہ خوشن سے پھر چکا ستارا رنگ کا
اگیا پیری یں دلیر نشہ افسردگی
ہو کے از خود فرستہ ہم طرز آشنائے غم ہوئے

تازہ ہر مے کیا طرز غزلخوائی ذکی
فضل گل نے چاک چاک دلیں گھر پیدا کیا
برقی کی صورت سدا شو و طیش سے کام ہر
جسبائی ہمراہ قاصد کے بچا و انتظار
عالم شفق میں سے خیر کہتے ہیں خیر
زہر کہا یا سبزہ رنگوں کی محبت میں ذکی

جب سسٹے کہی وہ پریزا د آگیا
 درزب شوق شور جنوں یاد آگیا
 مطلب تھا یہ تو مکی خرابی سے عشق کو
 چوہ دہلے اسیر نفس کس خیال میں
 ضبط نفس کی ہونے لگیں دم شہایاں
 ہم بھی چلیں گے آپ سے ہو کر ذکی غیا
 گزری بہار نالہ و فریاد رہ گیا
 سب ہم صغیر قید سے چھوٹے بہت میں
 ہوٹو نہر آگئی جو مری جان ناتواں
 عشرت گدے تو دور فلک نے کیے خراب
 کس کام پہ تو اے دل نہ ناشاد آئینا
 ان مجتوں سے چوٹ کے ترینگے مدتوں
 لے ولے بخودی کہ خبر ہوگی اس گہری
 طے کر چکا ہے ناقہ عیاں نہ بخودی
 کسویر پوشش ہو کہ اسیری ہو گہایت
 دشت سے رسم درآہ چٹنگی تو لے ذکی
 صاجد لونیکا بعد افنا نام رہ گیا
 صیاد نے خبر بھی نہ لی مرغ دل کی جف
 قاصد نے آکے بات زبانی نہ کچھ کہی
 دیکھا جو زور مگی عشق کا کمال
 فصل بہار میں نہوے ہم تنگفتہ دل
 کیا کیا مرے اٹھائے حسد نفوں نے لے لے
 جادو ہو کہ غم رہے کسی رشک پری کا

دیوانہ پن کہی کا ہمیں یاد آگیا
 یہ کیا خیال لے ولی ناشاد آگیا
 تیشہ کے سامنے سر فرسا د آگیا
 ہشیار ہو کہ موسم فریاد آگیا
 نزدیک عرصہ لب فریاد آگیا
 گو کہ کارواں نکبت برباد آگیا
 افسانہ وار عہد جنوں یاد رہ گیا
 اک میں اسیر الفت صبا در رہ گیا
 حسرت سے جگہ دیکھتے جلا در رہ گیا
 ویرانہ جنوں مگر آباد رہ گیا
 پھر پھر کے کیا یہ موسم فریاد آگیا
 یہ چچہ چمن کا بہت یاد آئے سکا
 جب تیغ سر پہ کیٹنے جلا دے گا
 آگے جنوں کا دستہ عم تھا دے گا
 کسکو خبر ہے باغ میں صبا دے گا
 کیا کیا تپاک دل کا سزا یاد دے گا
 جھٹیلے کا لٹاں نہ لجا جام رہ گیا
 آخر تڑپ تڑپ کے نہ دام رہ گیا
 خون ہم کے شوق پور بہ پیغام رہ گیا
 حیرت میں آفتاب لب بام رہ گیا
 شور جنوں کا سنت میں الزام رہ گیا
 کب تو ہی بزم عشق میں ناکام رہ گیا
 شوقی میں اثر ہوتی کی ہے جلوہ گری کا

اس شیم قسوں ساز سے لڑتی ہیں نگاہیں
 اس کا زبیر رحم کو پروا نہیں رہا
 اس لف پریشاں کی میں یاد خوشی
 محفل میں حریفوں کی دل افسردہ ہیں لیکن
 اک برق سی بجلی ننگہ شعلہ فشاں میں
 شہقا کی طرح نام کو رہ جائے گا جو صبر
 آنکھوں سے مری صورت حیرت بنایاں
 دزدیدہ نگاہوں میں تکلف ہی زیادہ
 پیری میں ذکی عشق کی رخصت کا سماں ہی
 حیرت کی محفل یاراں عدم میں
 چشم میں ہو جو نگاہ شہر انشاں پیدا
 اگر شہر ریہنوا آبلہ پاؤں کا غبار
 دل میں خوں ہو گئیں افسوس پہلے توں
 کیا گلستاں عدم میں ہیں ہم شادی و غم
 کیا نشاں قافلہ رفتہ کے گاہیں کہ ذکی
 یوں ہوئے دلخ دروں زیر گریباں پیدا
 چاہیہ داغ نمایاں جگر چاک کے ساتھ
 سبز و زرد نہاں کہ محبوب یہ بیوچہ نہیں
 داہ جو پہلی ہی منزل کی خط کیستے
 بیگناہی سی ہیں بہت اندام تباہ ذکی
 یاراں تو کبھی اس سے وہ باقی نشاں رہا
 گشتیں پہاڑ پر ہو نہ دل کو شگفتگی
 پایا نہ ایک مہر جس سے آہ کو نگوشتوں

دھڑکا ہو کر دل کی جیسے بے جگری سما
 قائل ہوں میں اسے آہ تری بے اثری کا
 کیا رنگ ملا مصرعہ شوریدہ سسری کا
 پروانے کو ہے داغ چراغ سحری کا
 دیکھا جو بہو کا بدن اس شک پری کا
 چر چاہے جہاں میں جو ہی بے ہنری کا
 آئینہ سے انداز تری جلوہ گری گاہ
 کافر کو گناہ پر جو مری بد نظری کا
 ہر داغ چھ ہی جلوہ چراغ سحری کا
 افسانہ ستا جو مری پنجسری کا
 صف مرگاں پہ کروں شہر چہرغاں پیدا
 اتنے ذرے نگرے ریگ بیاباں پیدا
 اب تنہا ہے کہ پہر ہوں نے ارمال پیدا
 گل خنداں جو ہوئے چاک گریباں پیدا
 نقش پا ہی نہ کہیں گرد بیاباں پیدا
 جسطح شعلہ ہو فافوس میں پنہاں پیدا
 ہوئے خورشید و سحر دست گریباں پیدا
 سپہ گستاں کے ورق پر خط ریاں پیدا
 سبز و گور ہوا خضر بیاباں پیدا
 حرم ناکریم کیا ہم کو پیشیاں پیدا
 رہا نہ جو تنہا ہے کارد و اسرار
 وہ شورشیں کہیں کہیں ہر اس کا
 یہاں کار و اسرار گشتاں ہم و الہا رہا

دور جہاں میں اب ہیں قیامت خزاں عالم میں فیض لطف طبع سے لے ذکی شب فراق میں گرم انتظا رہا مزانہ زلیت کا لے جان بقیہ رہا مزاہیں جو گلستاں میں چاروں پہاں کسی نے بھی مری افتادگی پہ کی نہ نگاہ ذکی فراق کی تاثیر سے ہوئے ہر بھی	نہ عہ زہر رہی سے نہ یہ آسمان رہا جون بوسے گل عزیز رہا میں جہاں رہا دل ستم زدہ پہلو میں بقیہ رہا کہ یہاں وہ دل نہ وہاں عالم بہار رہا مسافروں کی طرح موسم بہار رہا عدم کے قافلہ والوں کو میں پکار رہا چمن سے دور مرا سبزہ مزار رہا غم ہزار کیا ماتم بہار کیا رہا کہ سر کا طرہ بنایا گئے کا ہار کیا جو خندہ لب سا غنہ شرمسار کیا لگہ کو سوختہ برق انتظا رہا قلم نے صفحہ مکتوب زر نگار کیا
کیا کہا میں نے کہ جہڑ کی کاس سبز اور ہینگے بالوں کو جو ہاتھوں سے پھوڑا سنہ ہر تن میں پیچھے رہتا ہے تکلف کا خیال اک پہاں ہو کہ نہیں لطف نگہ سے آگاہ بلیں ائمہ مزا تہا چمنستاں میں ذکی جسم وقت شور اپنے دم سرور کا اہٹا انکھیاں یوں سے اسے بجا میں تالیاں غیبہ نفس نے فرصت شور و فغان ہی دل سے یہ گہرا ہے زمانے کی سر سے پہلوں کی پاشنی لب حشر سے ذکی ہے کیا چشم تصور میں گلستاں نہ رہا	بات کیا منہ سے نکالی کہ گنگا رہو ا شعلہ رنگ حنا زور دہواں دہا رہو ا بات گہنا ہی ترے سامنے دشوار ہو ا ایک میں ہوں کہ ترا کشتہ دیدار ہو ا آگے کہ چہ میں تری صورت دیو آہو ا خورشید صبح خستہ ہیں تہر تہر اہٹا شعلہ سانیکے طائر رنگ حنا اہٹا دلیں تو اپنے درد نہاں بار بار اہٹا یہ طائر خیل چھانے اُٹھا اہٹا یا بوسہ لب نکلیں کا مزا اہٹا خانہ آئینہ میں شہر چراغاں باندہ

چشم نے نوح کے طوفاں سے دامن باندھا
خیر ہے آپ نے کیوں گوشہ دامن باندھا
مثل خورشید و سحر دست و گریبان باندھا
دام تصویر میں آہوے سیابان باندھا
کاغذ طلسم خانہ ارژنگ ہو گیا
دریاے چشم بر شفق رنگ ہو گیا
ہستی کی اکین میں عجب رنگ ہو گیا
وحشت سے نامزد دل نے رنگ ہو گیا
حالہ ہر انوسلہ کی آہنگ ہو گیا

کہ جلوہ گاہ پری ہر مقام شیشے کا
کہ دیکھتے ہیں قعود و قیام شیشے کا
ہر زبان پہنچتے سخن عشق کی رسوائی کا
بوسہ لیتا ہر تے ہاتھ کی زیبائی کا
آئینہ پیش نظر چشم تماشا خانہ کا
لے اوڑا شوق ہیں باد یہ بچائی کا
کہ اٹھایا ہے مزا قبر میں تہائی کا

جاری جنون کا سلسلہ زنجیر سے ہوا
مطلب عیاں لپیٹ کی تقریر سے ہوا
ظن کا مقابلہ زنجیر سے ہوا
نیزنگ طرفہ بیخودہ توفیر سے ہوا
طفرائے غم نہ قید تھیر سے ہوا

انکھریاں بھی ہیں جرمی چہرہ کی اوڑا اوڑا
کس تکلف سے ترے حسن کا صدقہ اوڑا

صبح بخیر سے ہوئی مہینہ صد چاک کی شکر
کیا کہیں قتل پر عشاق کے باندھی ہو مگر
چمک چاک جگر و داغ دزد و سکا مضمون
منہج مضمون ہر ذکی زلف سخن کا پابند
طرز سخن مرتع نیس رنگ ہو گیا
جب آفتاب داغ تھا ہوا طلوع
کیا لطف زندگی تھا بہار شباب میں
شادی میں حسن و عشق کی ہرین بچویشیں
جیسے نگاہ یار جو تہی ہوئی ذکی

یہ بزم دہریں ہر احتیام شیشے کا
یہ اہل دل کو ہے مستانہ و جملے صوفی
جا بجا گرم ہے چرچا دل خود دای کا
عشق جو رنگ جنا کو کہ یہ کس خوبی سے
حسن کی سیر و منظور تو رہے ہر آن
وحشت آبا جنوں میں جو بگولے دیکھے
حالم حشر میں دل کسا بہلتا ہے ڈکٹی

سودے کا رشک زلفا گرہ گیر سے ہوا
پرواز سے کہیں تری دلی کرد تیں
یکجا ہے جو منزل وحشت میں حسن عشق
دریا میں بیجاں در آیا جو وہ ننگار
پایا ہوا نقش چیں سے کہلے ذکی
آج تو نشہ ہے کچھ ادبیت رعنا اوڑا
بوسہ عارض کا لیا پہنے بلا میں لیسکر

یہ بسی دل میں ذکی باغ مضامین کی کیا	کہ نکا ہوں سے پرستان کا تاشا اوترا
چل بسے اہل جنوں خالی بیابان ہو گیا	جا بجا الجھا ہوا کانٹوں میں دامان ہو گیا
ہنسی کے لطف آئینے جو غضب میں آیا	مٹی جو بوسہ پہن گئی تو اور پیسا رگدیا
جنوں کے ساتھ میں کو چوین لطف جاننے	ادھر ادھر دل گم گشتہ کو پکار آیا
نگاہ کیجھا برگشتگی نصیبوں کی	کہ انتظار میں ہم مر گئے تو یار آیا
ہو اسے غم سے ہوئے تازہ دلیں داغ ہیں	یہ شکل کہی کہ یہاں موسم بہار آیا
شفق عیاں ہو صبح شب فراق کی	نظر میں خون ہوا لطف انتظار آیا
جو زد پوش کوئی رشک آفتاب آیا	شکستہ رنگی مہتاب کو حجاب آیا
گرہی دل ہو تو ہوتی ہے متا کیا کیا	ابھی آنکھیں ہیں تو دیکھیں گے تماشا کیا کیا
جلوہ حسن تھاں شور وں خوبا بہ فتنال	موجزن چشم گئے کوڑے میں میں دریا کیا کیا
صور میں دیدہ و دل سے تو نیا رہا ہیں	دیکھیں اب ٹوٹ کے ہوں سا غنیمت کیا کیا
گردنے داغ نہاں رنگ کی زردی عیاں	حال پوشیدہ ہے آہ سے پید کیا کیا
حاشائے سخن اب تک تو عالم میں کی	دیکھئے آگے زمانے میں ہو چرچا کیا کیا
دیوانہ اس گلی میں دل زار ہو گیا	سایہ پری کا سایہ دیوار ہو گیا
قامت سے دلبروں کی قیامت ہوئی بیا	فتنہ خرام ناز سے بیدار ہو گیا
تاریک شب میں جلوہ رخ یار نے کیا	مشعل کا کام آتش دیدار نے کیا
پھر لائیں دلو جو سن پر اب گرم چو شیاں	سووا جو تازہ گرمی بازار نے کیا
تا ہے بناسے صبح نہا گوش نے گزرا	بجلی کو برق جلوہ رخسار نے کیا
فضل و کرم پر اس کے ہنگام باز پرس	کیا دیدہ بندگاں گنگار نے کیا
پرہیزاں حال کچھ ہوئے حیف بہ حیف	نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا
جو خط میں نام کو سونہ نہا لیا عیاں ہو تا	تو جائے نقش نگین داغ کا نشان ہو تا
ہنسی پہی میں کیا تے زخم دل تازہ	انکھ چھڑکتے تو ایسا حرا کہاں ہو تا
شب جمال نہ ٹپا یہ دل تو نوب ہو ا	کہ ہم لوجان سے جاتے وہ بدگماں ہو تا

<p>دشمن پیار میں آتا تو میں کہاں ہوں اپنی تلاش تھی کہ نصیبوں سے تو ملا یوں دلوں خاک میں نہ مرے رو رہا ملا ہو کا مقام عرصہ گہ ہاسے وہو ملا سخت پیشہ بھانہ جام ملا نہ سبھو ملا پانی کی جامہ اد میں دل کا ہو ملا</p>	<p>ننگا ہنار نے ہر کائی اگل میں ڈکی غفلت میں کام دل میں ہے جستجو ملا ہر طرح جو دظلم روا کہہ پر اسے صنم گدھے جو بعد برہی بزم ہم وہاں ق نوستے ہوئے کچھ کے نظر کا سہ ہاسے تحریر حال گریہ ہو منظور تو ذکی</p>
<p>ہم ہی چو کے جو تیرا گوشہ داماب چھوڑا رنگ اوڑاسے جو تیرے جامہ رنگاری کا اور پھر حوصلہ ہو دل کی خریداری کا لطف اُٹھایا ہے شب وصل کی بیداری کا نام لوں گریں غم عشق کی بیماری کا حوصلہ رکھتے تھے گر شرط وفاداری کا</p>	<p>تو نے کیا ہم سے علاقہ بہت ناداں چھوڑا آسمان تازہ کرے ڈھنگ دل آزاری کا اک بوسے کے طالب پر یہ گراں ہو خاطر خواب غفلت کا خیال آئے غریب میں کیا بکھو لوں رشک سے زہار نصیب دشمن کیوں ہوئے کشمکش عشق سے دلگدگ کی</p>
<p>مردہ لے شور جنوں سماں رسوائی ہوا بجٹ چٹنا پے غصہ لے سہ رخ تنہائی ہوا جلوہ آرائی میں کیا شوق دل آرائی ہوا لطف از خود رنگی کا میں تمنا کی ہوا حبسہ مست ناز مصروف خود آرائی ہو</p>	<p>غزہ بیاک مشتاق دل آرائی ہوا جان کے جانے کا چریار میں کچھ غم نہیں گرم پڑتی ہے ترسے نظارہ بازو نہر نظر بب سے دیکھیں انکھریاں متولیاں شوق کی بے تکلف بنے دیکھا جلوہ حسن اسے ذکی</p>
<p>پرے نہ سدا کا نامہ رسال نام ہمارا کا رشتہ اب شربت دیدار نے کیا یہ کہیت گیسے چاند سے رخسار نے کیا طعنہ چن پو وادی پر خار نے کیا روشن چراغ روزن دیوار نے کیا کا ر شعلع مہر ہر اک تار نے کیا</p>	<p>دہاں لے تو لگیا نامہ و پیغام ہمارا یہ جو وجہ ل ساتی سرشار نے کیا مقتل میں سہلوں کے ہر چہرہ شکستہ رنگ گذرے جو گرم ابلہ پاؤں کے قافے اس گل کے جہان بخت سے جو پائی داد دل چمکے عود کا داغ گویاں میں ہلکی</p>

کہہ توں یہ ہیں بھی نصیب ہو یا رب
کہ دل سے دوست ہمارا حبیب ہو یا رب
کوئی تو اپنے سخن کا مجیب ہو یا رب
کہہی جوت میں دلفریب ہو یا رب
کہ ایک حال فراز و نشیب ہو یا رب
وصال وصال صنم میں نصیب ہو یا رب

میں ہوں بس کی گرمی بازار کا سبب
ستھجے وہ حیرت دل بیمار کا سبب
لے دل ہی ہوا غضب یار کا سبب
جیسے نہ پوچھیے مرے آزار کا سبب
خو لوں گا عشق خوبی اشعار کا سبب

انکھیاں متوالیاں کہتی میں میخانے کی بات
یاد ہوگی واوی لہن کی دہرائے کی بات
گل کے دوداد بلبل شمع پرولنے کی بات
حسرت لے شمع سحر ہے یہ تو مرجانی کی بات
سیکھ کر برق تبسم سے تڑپ جانی کی بات
سکے بلبل کی زبان سے اپنے عم کیا کی بات

تاسخ آنکھوں سے دیکھوں آفتاب کی بات
کچھ غبار آلودہ آتی ہے کیم کوئے دوست
عکس دل ہے بلوہ گر آئینہ ہے ہلکے دوست
اور کیا کیا گل کہلائے نہ گزرتا ہے دوست
مطلع دیوالا اگر ہو مطلع ابروئے دوست

سے طرہ بہار پریشاں چین میں آج
نصیب ہواں اٹھے میرے داغ چین میں آج

کہہ توں یہ ہیں بھی نصیب ہو یا رب
کہ زبان حال سے دشت میں شور ہو گیا
یہ آرزو ہے کہ اس سے کہ دل میں نفع جواب
عطا کرے اپنے کرم سے وہ خاطر ہوا
شب فراق میں ہر دم یہی دعا ہے ذکی

دل پر فرخ آتش دیدار کا سبب
آنکھیں جس پر اس کے شرم سے بھی سجھائی
آتا ہے رنگ اسکو محبت کے نام سے
بیمار چشم یار سے معلوم کیجئے
حسن سخن سے رنر پر پائی کہ لے ذکی

اشکارا ہوا بساتی سے پیانے کی بات
طور پر کیوں آشتیاق جلوہ دیدار سے
تم کو کہہ دے ہمارا بزم حسن و عشق میں
ہم اکیلے روتے ہیں ہر ہم ہوتی بزم نشاط
عمرہ خونریز نے پیدا کیا دل سے تپاک
ہر گھٹی تو رستہ کا دل خون ہوتا ذکی

ہاتھ سے چوڑوں شب بھر دمن گیسو دوست
ہو گئی برباد شاید وہاں ہماری مشت خاک
خاک ہونے سے مرے ہی اسکی خاطر پر غبار
زخم دل کی فکں چشم منتظر ہی دیکھے
طاق نسیماں پر اسے کیونکر کوئی رکھے ذکی

آتش نعل پر مرغ چین کی سخن میں آج
یاد آگئی ہمارا جو دیر سے یہ عشق کی

شاہد کیا ہو خون کسی ہیکہ ر کا
 ہنسنا ہے وہ کہ ہونو نیہ سہ رخ ہو پاکی
 ہیں سب کے زرد رنگ کہ آیا وہ شغلہ و
 غبت کی لینے دی ہو خبر جو نسیم نے
 سوکے کیا دماغ پریشاں ہو ذکی
 تھے عیاں معنی اقرار ہے انکار کے پیچ
 کرتے ہیں جوہ نامشام دفتوں کا نیزنگہ
 پیچ و تاب دل عاشق کے سوا اور کہیں
 ہنیں منظور غم زلف کی خاطر شکنی
 پیچ و تاب غم دوری سے ہو تیاب ذکی
 سوز سخن ہو معنی چاک جگر کی شرح
 زلف سخن ہو طرہ پیچان کی ترجمان
 دیکھا جہاں کے ہم نے سیاہ و سفید کو
 آنکھوں کے شوق دید سے دل ہو گیا ہوا داغ
 جوہر کی قدر کہنتی ہو معنی شناس ہے
 ہاوشگیاں ہوں سخن میں تے ذکی
 نشان زبیت جو ہو نقش آب کے مانند
 آہ و فغاں کے ساتھ نہیں کچھ نشان درد
 ہوا سخن میں دہر کی چہر ت کا اک سماں
 بیکزار غم کو نالہ سوزاں نے آگ دی
 جو گل کہلا سوچا کہ بگر ہی نطفہ پر ا
 وہاں بیچتا ہو تاش فروش جگر ذکی
 بہت گئی تے سفر پھر نہ کیا میر سے بعد

شوخی ہو تیر غرہ خاطر شکن میں آج
 آتش لگی ہو خرمن برق میں آج
 بتایاں تھی چہنئے لکیر سخن میں آج
 ہو داغ ہر سینہ صبح و طن میں آج
 آشفنگی ہے زلف نسیم سخن میں آج
 ہم نہ سمجھے سخن نامہ بریاں کے پیچ
 زلف میں اوجھے ہیں گلزار دستار پیچ
 کیا تیاست نہ پہلے شوخی زلفاں کے پیچ
 دور نہ ہم خوب سمجھتے ہیں یہ سرکار پیچ
 جسکو خوش تے ہوں سن کا کل جگر پیچ
 مطلع ہے آفتاب کا رمز سحر کی شرح
 نازک خیال ہیں کسی موتے مگر کی شرح
 ہر صاف صاف نسخہ شام و سحر کی شرح
 سینے کے گل ہیں خوبی باغ نظر کی شرح
 فہم سخن ہو نسخہ علم و ہنر کی شرح
 لکھہ موقوف تے نکتہ زلف و کمر کی شرح
 تمام آبلہ ہیں ہم جواب کے مانند
 گویا خموش ہو جس کا روان درد
 کہنے زباں حال سے گرد استان درد
 سوز دروں نے چھونک دیا گلستان درد
 ہے خلیفہ باغ جہاں باغیان درد
 بازار عشق میں جو سنی ہو دکان درد
 پایہ زنجیر رہی موج صبا میر سے بعد

لالہ رویو نکا جگر غم سے مرے دلخ ہوا
اپنی قسمت سے جہاں میں ہوئی ہویا باب
نہ سنا خار بیاباں کا زبانی پیغام
سخن اپنا جو تک شورخوں ہی تو ذکی
اک شور تازہ ہو پیش دل کو دیکھ کر
اتھلکے غزال بیاباں قدس کے
جیسے شمس کے چمکیوں میں اوڑاتی ہو کیا بہا
مقصود کا مقام بہت دور ہے ابھی
مشتوق جا رہے ہیں کہ چاہے ہیں کی
دہو میں اڑے اُن آنکھوں نے مہر سے ہو کر
یہ کیا قسم ہے کہ جیتے ہو یا رہیں سگالی
سے یہ جیتے کبھی نفس میں ہم تو ذکی
کہتے ہیں حیا کر ہو چاہے فرماں بہار
جہن حیرت میں اگر گئی سگ پیرا میں ہم
جلوہ افشاں عرف انیس جیسے پیر و لیکر
لالہ زار اسکے برس کر ہو بہا با لیا سہ قسم
خو رویو نکا جیتے پابندی غم حسن کی
آشیانہ طبع کا ہوا دل سے نہا سہ قسم
خاک ہمد کو کیا لگا سہ قسم قبال کا مقام
عشق کی قسم تہا زار دہ سے لگا بیابا
پچھلے داغوں سے جگر میں دھال باقی شوق
ان فصل خزاں کی دہو سے جگر ایتھ
ہم کر سہ قسم کبھی سہ قسم فطرہ خاں

تازہ گل باغ محبت میں کہلا میرے بعد
ڈھونڈنا درو محبت کی دوا میرے بعد
وہاں سے آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد
یاد پڑہ پڑہ کے اٹھائیں گے مزا میرے بعد
عشرت تڑپ اٹھتے تڑپے بسمل کو دیکھ کر
آوار گاہ عشق کی منزل کو دیکھ کر
تالاں ہواے گل میں عدا دل کو دیکھ کر
مرے ہیں یا پہلی ہی منزل کو دیکھ کر
پریوں نے غم کیا ہو مرے دلو دیکھ کر
نگاہ برت بنی غمزدہ آشنا ہو کر
یہ کیا غضب ہے کہ منہ سے ہو تم تھا ہو کر
کہ محضیر چلے قید سے رہا ہو کر
تیر یو نکو چھوڑنے کر کے قربان بہار
آگے آکھوں سے کھالائے ہیں ممان بہار
چاندنی بٹی ہو اے کھیر افشاں بہار
مشتوبہ بھول پر روشن کر چھرا خاں بہار
یو سٹنگل کے لیے موزہ لیا پوزن بہار
ایکے ہم سے باقیہاں میں سمان بہار
تا قیام تہا زار کی گردن پہ احسان بہار
چمکیوں میں زندہ ہو کر کو اڑاتی ہیں بہار
دیکھنے لگی برس کر اس کا لڑائی بہار
بہرے جگر و پیچھے آخراں بہار
پھول مستور تھکے فراق دل پر لڑائی بہار

<p>کیا کریں چاک ہوتے ہیں آتی ہیں مری ہو عاشق جاننا کے جل جاسے ہر بوسہ لب کی طلب پیہی ہی پیمانے پر بد توں ہوئے رہی عم ترے یارانے پر شمع محسوس دیتی ہو روانے کے چلجانے پر جان کیوں شمع سحر دیتی ہے پروانے پر</p>	<p>کس جگر سوزی سے داغ عشق مانگا ذرا شمع دلہن نے گل کہا ہے میں پروانے پر ہوتے سات سے غل اہری کم ظرفی دل اب یہ سوچے کہ بناوٹ کی لگاؤ تھی بچہ داغ ہوتا ہی غم سے دل زار کہ ہانے کچھ نہیں عرصہ بہت اب وہ مرادور گیا</p>
<p>صیاد نے چوڑا ہیں سو بار اوڑا کر بجاتی ہیں آنکھوں میں دل زار اوڑا کر انداز نگاہ بت خوشخوار اوڑا کر مضمون لیے جاتے ہیں چار اوڑا کر جی لوٹتا ہے غمراہ عاشق فوانہ پر یہ مانہ ہے تو قبر ہے جان نیا ز پر کیسی شبیب دیدہ لطف راہ باز پر ہم میں حقیقتوں پر تو مانی محراب پر فرمائشیں زمانہ نیرنگ ساز پر خوں جو زباں نامہ مفتی طراز پر</p>	<p>قسمت نے کیا بھی گرفتار اوڑا کر اس شمع جانا کی مشوق بن گئی ہیں جھپٹکانے لگی برق بھی سوچ کی نظر کو مٹتی ہو جو بیگنہ ذکی اپنے سخن میں عشق کی نگاہ شوخیے انداز نا ز پر گرد و روش بھی تو قیامت بیاہوئی مڑکال کی موتلم سے جال بہار کی ہم دیکھتے ہیں وہ کاغذ پہ شکل دوست دل کو ہوش شیان تماشا تو کیجئے مضمون سوز دل کا اثر دیکھنا ذکی</p>
<p>دل خوں ہو اور رنگ حنا کو ہنوسہ اس رنگ سے کہ وز دھنا کو ہنوسہ پر ڈھیر ہو کہ مفرم و جا کو ہنوسہ یاد رہیں جن کی ہوا کو ہنوسہ اس رنگ سے کہ باد جا کو ہنوسہ آئینہ چھوٹے جو ہر شے میں میں پیش نظر شہزادہ تعمیر پر</p>	<p>پامال غم کی اس کہن پا کو ہنوسہ جوری سے بوسہ لیجئے پاسے شکار کا پڑے میں آنکھ لڑائی ہے اس شکستہ دل بنگال الفت صیاد ہیں اس پر بنیان شمع کی کو ادا لاسیہ نوکی دیکھتے ہیں عیار مرید تقریر کے ہنوسہ چہرے زبانی ہیں جو شاکستہ شمع</p>

<p>میں خوب چھتا ہوں یہ تو قیر کے انداز ہم پار گئے قاصد تری تاخیر کے انداز چھتا میں ذکی آپ کی تقریر کے انداز</p>	<p>تعلیم کے پردے میں بناتے ہیں بچے آپ کی دیر جو تہی نور ہا محو تماشا ہے باتوں میں لگا لینے کے خوشی و شہاد</p>
<p>وہ درگوش ہی یا طرہ طرار کے پاس اتو دل بھی نہ ہا شایق دیدار کے پاس خون ہوئی جا کے نگہ شعہ خسار کے پاس عمر گزری ہو جو غائبان طرہ خسار کے پاس</p>	<p>جلا کر تاج کا تارا ہی شب تار کے پاس سراٹے پار کے کیا جائے خالی ہاتھوں برق ہا نمودار ہوئے شعور تری گرمی میں حالم فورق و سر کا تماشا ہے ذہن کی</p>
<p>ہماں تو گرم شکوہ ہی اور میزیاں غموش ہوتا ہی رنگ قافلہ بے نشان غموش نالہ تو لاگ پر جس کمارواں غموش اور میں ہوں آئینہ کی طبع درمیان غموش محفل میں بیٹھے ہیں کہیں مکہ ان غموش</p>	<p>تار ہر جوش اپر دل آزرده جاں غموش اشکوں کے ساتھ آہ نکلتی ہے بے صدا چشموں نا توں کو نہیں تاب انتظار استاد عشق طوطی دل ہے بھر حرف زبان طرز سخن سے لطف اپنا ہے ہیں آذ کی</p>
<p>پھونک دے شعہ آواز سفر میں آتش ساتھ لایا گل نورستہ کفن میں آتش اور پڑکی چمن برق میں آتش جوں خمار ہتی ہی پنیاں سیرت میں آتش حزے میں آگے دیکھائی بہار گلشن قص</p>	<p>پیر ہو شعہ زبانی سے دہن میں آتش داع دل یار ازل ہو جگر افکاروں کو سرخیاں سے ہوئی قہر تبسم کی بہار ظاہر اشعد نشان ہیں سخن گرم ذکی وہ سخن بوش کرے جب اپنا کے دامن قص</p>
<p>انکار سے نہ کام نہ اقرار سے غرض شعر سے کچھ نہ وعدہ دیدار سے غرض یہ آبلوں کو پیے گلشن خار سے غرض عہدہ زخم کسے برق کی شمشیر سے غرض شاک چوں نے کی کہ ہر شہر سے غرض خوار شہر آسے جو ہر شہر سے غرض</p>	<p>ہو گفتگو میں یار کی نکرار سے غرض بیتاب غم کو ہی سر سودا سے انتظار صحرائیں و گیتا ہی تماشا سے لالہ زار جہت کر تیغ ادا سے مت بل پرست شہر سرمہ نیم زلال ہوئی گرمی و شہر جلو آرا ہو قند و دل ہر آن کا شہر</p>

فسرده دل کو ہو کچھ وصال یار سے حظ
 جیسے سے اس کی ہو آنتہ شراب طلوع
 ہوا یہ شوخیے برق نگہ سے آئینہ دار
 شکستہ رنگی بہتاب موندہ سے ظاہر ہو
 فکی ہو روشنی داغ سینہ ہم دکھائیں
 دل ہو شکفتگی سے جو عشرت کا خانہ باغ
 عشرت نگہ خیال کا ہی موزنم سے داغ
 گلگشت لالہ زار سے میرا پیر بنگاہ
 عیش و طرب بہار تماشا ہی فی الملک
 بلبلی کے زمزمہ سے تماشاں پر دستان
 فصل چین میں کن تماشا سے تازہ ہے
 حسن سخن پہ نور پسند آیا ہے ذکی
 ہے آہ سر و خستہ جگر میں بجائے داغ
 بزم صنم میں عشق تیاں سے فروغ ہے
 اس مہر کے آگے فاش ہو گیا دل چربا
 احوال چشم نہ ہو لایب جام سے بیخواب
 دیوانہ ہوں بہار جنوں کا میں سے ذکی
 خوں کی زبان خامہ بچتے ہیں یہ جرحہا
 دکھلا کے رو سے یار پیر آتش فکلی کا گناہ
 کیوں لئے فکی خوش ہو کچھ بندہ سے بجا لب
 ہیں دیدہ و دل جلوہ تنویر کے مشتاق
 لے شو بہر تب بعد گزرنے کا نہ کر قصہ
 عشاق کا کچھ کام تنہا سے نہ سیکھی

اٹھائے غچہ پر فردہ کیا بہار سے حظ
 کہ چاندنی میں ہو نور آفتاب طلوع
 کہ انگڑیوں سے ہو آنتہ شباب طلوع
 جو اپنے دل سے ہو خورشید اضطراب طلوع
 جیسے یار سے ہو پیر عتاب طلوع
 واشد سے ہو نشاط کی سار ازمانہ باغ
 جلتا ہوا دکھائی اپنی افسانہ باغ
 ہی اپنی حوض سیدہ تر کا خزانہ باغ
 فصل چمن شیبہ ہی دودھ مانہ باغ
 گلکاری سخن سے ہی رنگیں فسانہ باغ
 اس گل کی رنگ و بو سے ہی نور گمانہ باغ
 کیا روکش رام ہی یونہیوں شہانہ باغ
 رہتا پیر جائے کین چمن سے ہولے داغ
 نوافوں آستیں میں ہی شعلہ بجائے داغ
 ویکھو شہ زنگی دزد حنا سے داغ
 گویا زون غم کیے داجر اس سے داغ
 لہری اپنا شاہر گلگولہ قہار سے داغ
 آیا نکار خانہ رنگیں سخن پہ جرحہا
 زلف بہار کہتی ہی ہوں گن پر جرحہا
 کہنے پر نہ گرتا سخن اکبر پر جسمہا
 تیرے ہونے کو آتے ہیں تھوڑے مشتاق
 تھوڑے ہی تھوڑے تھوڑے مشتاق
 ہوا اس کی لہری تھوڑے تھوڑے مشتاق

کیونکر دل بیتاب پہ لگتا ہے نشا نہ
 شوریں کا زور ہر دل گرم فغاں تلک
 ہونٹوں تک آتے آتے جگر خوں ہو گیا
 اٹکے وال چلیں تو نکل جلتے تن رخ
 غم میں تڑپ تڑپ کے زار خوں ہوا
 دلی طرح قلم کا جگر چاک سے ذکی
 عشق کی لاگ سے بھر لی لہجہ آگ
 سوچ میں اٹک کے ہر سوز نہاں شعلہ نشا
 لب نہیں کے یہ پوچھ پاکی سرنی خیال
 ساز کے سوز سے ہر شعلہ آواز غیب
 اسے ذکی اپنا قلم شعلہ فغاں سے گویا
 تازہ رنگ بھارے دل انگار نکال
 دیکھ داغوں سے اٹھا برق تبلی کا مزا
 حشر کو مہر دے پور چمکے نہیں تاب پیش
 شکل فرما دذکی کوہ کنی سے آسان
 ہے شوقیوں پر حسن طرہ ارتع کل
 کیا ہو گئی وہ گری سودا سے حسن عشق
 جا دنگاہ تاک میں سرگرم ہیں ذکی
 جو شہر سوز آہٹے تو مذاق شعلہ آوازے دل
 بھجے تجھے دہر تو عم زلیست جاں پہ قہر تو
 کہیں دوستی کا راز نہیں کوئی آشنا ہے صفائیں
 عجز لال حضور جو حق نہ کہ مذاق لعل نہ شکر
 ان کے سحر میں کیا نہیں کہ بیمار تو نہ شہر کا کہیں

ہیں مسیحا قدر اندازتے تیر کے مشتاق
 نالہ کا شور ہی حسد سے سکاروں تلک
 پہنچی نہ در عشق کی نوبت بیاں تلک
 راہ غبار سے سفر کار و ال تلک
 پہنچے نہ یہ خبر کہیں اس بدگمان تلک
 تلک کوئی نہ نکالت دوراں کہاں تلک
 برق سوزاں سے لگی جتنی مسیحا بیتاب
 دیکھ لے جسے نہ دیکھی ہو کبھی آگ میں آگ
 کہ بہر کس نظر آتی ہو شکر خواب میں آگ
 شکل گھر نہ ہے کیا ناخن مضارب میں آگ
 غم سے جوں برق لگی ہے دل بیتاب آگ
 چین زخم بگڑے گل بیخ ز نکال
 حسرت لے سوختہ آتش دید از نکال
 منہ سے ظالم نہ اچھی وعدہ دید از نکال
 کہو دگر دے کوئی مطلب شوق نکال
 بال پیری کی طرہ دستار آن کل
 سن سان کیوں ہی مہر کا بازار آن کل
 رہنا تو ہشیا زبیر رات آن کل
 جو خبر ہو جو ہر ذرہ سے تو نظر یہ مہر گر اسے دل
 آجہ اسے خبر ہی رہی ہو کہ بلا ہے جاں پر آگ
 کسی شکل میں نہ دوا نہیں کوئی کہ اکسیر لگا دل
 پھر پیام یار نہ تو نہ رہا تو نہ رہا
 شمع نہ بجے نہ شمع نہ بجے نہ شمع نہ بجے

ایک گنہگار میں میری دیدہ خوبسار کے پھول
 جلوہ دست نکار پر کا پیر دیکھ سہیزگ
 رنگ بوتازہ پو کیا حسن معانی ست ذکی
 عالم نور پو کیا جلوہ گری کا عالم
 نشانی چور ہوا وہ بت فلان زبور است
 کرتی چالی کی تری دیکھ کے لے شکست
 مئے ترہ لیدہ سے یاں کہانی ہو سودا زنگی
 سادہ رویو پکی بہار و نکا نیا شاو سکے
 نہ امیر ہی رہی گئی نہ پادشاه کی توکی
 بنیت بکنہ کیوں حال قسم غیبی یادہ کی قسم
 ہوتا ہوا بار آجین بچیں کہ خیال ہارا تو نہیں
 بچے عارض رشک ترک قسم تو شعلہ آغ ہو گئی قسم
 بچے یوسف یوسف کی قسم بچے عاشق عشق کی قسم
 بچے کچھ بھی خیال نہ نہ کہ سو اترے میں تیرے چکر
 نکرتا نہ کی کائنات کو خود کہ فیض حق مذاق ہوں

یاسین ہیں چمن جلہ دیدار کے پھول
 ورق کچھ ہاتھوں میں ہوئے یار کے پھول
 گل جنت ہیں مئے گلشن اشعار کے پھول
 کہ ہو کسا وہ کچھ لہجہ پری کا عالم
 قابل سیر ہوا پیچری کا عالم
 شکل جسم ہر مری دیدہ وی کا عالم
 وحشت آباد ہے شوریدہ سری کا عالم
 پس نیلہ دیکھنا نہ ہوشی سحری کا عالم
 یا در بچا رنگا لے بال پری کا عالم
 ریح شکر جلوہ گری قسم غم عشق پر وہ دریا کی قسم
 ہیں مگر خبر کہ اس نیل میں نشہ بیگی قسم
 بچے شوخی برق نظر کی قسم بچے گرم جلوہ گری قسم
 بچے دامن خاک جن کی قسم بچے خون شعلہ کی قسم
 کوئی دم مری خاک آگ بھرے شمع دم سحر کی قسم
 ترہ طرے آتی ہے جنوں مجھ پر بھی بچکر کی قسم

ہر چند گناہ گار ہیں ہم
 لے خضر خضر شتاب لین
 ہر خاک سے اپنے لالہ پیدا
 لے پیک اجل شتاب چلنا
 اکستان کی زینت پر ذکی آہ
 تر پتہ رہی بلکہ جوتے رہے ہم
 شب وصل جو تجھ کو پہنچے نہ چہرہ را
 شہ آہ میں قاتل سگ جو رہے نہ

<p>خدا جانے جی سے گزرتے رہیں ہر دم نور لگو بہت یاد کرتے رہے ہم قبر آجائے جو خاکل ہوں تری یاد سے ہم بچے تازہ مزہ عالم ایسا دے ہم کل لکھاتے ہیں نفس میں اپنے یاد سے ہم چلے آئے ہیں ابی دشت غم آباد سے ہم کیونکہ الفت نہ کریں یہ دل زانہ ہم کیا دل کے ٹوٹنے کا اپنا ہے مزا ہم ظاہر میں ہیں گو تری خاطر سے جدا ہم چڑکی کے سزاوار گنگار و فاسم شرمندہ وہ ہوتا ہے جو کرتے ہیں گلا ہم سامان پریشانی دل سے بچے غرا ہم ہاں سچ وطن میں ہیں کی کہتے ہو ہم کہ چور نشہ میں آلود ہوں میں پیام حشری جگو کہ بیکار ہوں میں ہنفتہ راز محبت کا پا سدا ہوں میں ہزار صیف کہ دل کا ترے غباروں میں کہ ہوش باختر رنگ نہ رشار ہوں میں یہ غم نہیں کہ جگہ پاش پاش رکھتے ہیں بلند مزہ دور پاش رکھتے ہیں سخن سا ہم نفس غم تراش رکھتے ہیں شمع فانوس ہوا رنگ حسب آئینہ میں قد شیشہ میں پری ہو کہ جہا آئینہ میں</p>	<p>خیال اسکے دل میں ہوا نہ گزرا ذکی تذکرہ شب جو تھا و پاش فکا دل تڑپ جائے کنا سے جو ہوں نے یاد سے ہم پنج و راحت سے غم میں لپی آگاہ نہ سے بھٹکے و نکو مبارک ہو تھا شائے بہار خیر فائدہ کم شدہ ہم سے پوچھو کوئی ہم درد کی عالم فرقت میں نہیں کس شوق سے رہتے ہیں غم عشق سے با ہم باطن میں تو ہر آن تصور سے ہیں با ہم پاش سچ کہ الطاف کے لاین تو ہیں اختیار کہتے نہیں کچھ منہ سے تو ہوتا ہی جگر خوں فریاد و فغان آہ و بیکانہ و زاری غربت کی محبت میں سبز و نکو ہلایا تری نگاہ کا ساقی امیدوار ہوں میں لکھا قضا نے کہ سرگرم انتظار ہوں میں زبان حال سے کرتا ہوں بے صدا فریاد ہزار شکر کہ ہوں خاکسار عشق مگر نہ چن میں آن کا ہماں ہونے کی گویا میشہ ناخن غم دلخراش رکھتے ہیں ہزار رنگ سرخ چن گستاخ میں جہاں کے پنج سے کچھ غم نہیں ذکی ہم بلوہ دست نگاریں جو لکھا آئینہ میں یونہی چوں میں نہاں یا ترے ہونٹوں میں</p>
---	---

<p>گوہر گوش صنم کا جو تصور سے مدام گرتے ہیں صبح شب وصل جو افسو شفیق اب سبب کیا ہے جو کائنات سا لگتا یزدی</p>	<p>اک سار سا جگتا ہے بڑا آنکھوں میں لطف نظارہ مگر خون ہوا آنکھوں میں یہ وہی دل ہے کہ بہتا تھا سدا آنکھوں میں</p>
<p>جب اپنا لطف زبانی کا مزا با تو نہیں رنگ سو طرح کے تقریر میں بدلے سمیٹے اس طرف دیکھئے سینے کے میں کیا لگتا ہوں ہم سخن ہوتے ہوئے ہم سے وہ شرماتے ہیں روبرویا رکے کچھ بات بن آئی نہ ذکی</p>	<p>وہ پری وشن نکھلا پڑ نکھلا با تو نہیں آپ مشغول ہیں اغیار سے کیا با تو نہیں بہید چپ بیٹے کا معلوم ہو با تو نہیں آپ کا ذہن دکا دیکھ لیا با تو نہیں</p>
<p>اگر پہنائے وہ مست شباب پانی میں بدن کے نور سے دریا ہو چشمہ خورشید عیان ہے گریستہ نیرنگ روزگار کی سیر اگر تیرے لب و دندان کا عکس پڑ جائے کسی کی یاد میں رویا جو ساری رات ذکی</p>	<p>تو آشکار ہو بوسے شراب پانی میں وہ رشک ورجو بیٹے حجاب پانی میں بند ہوا ہے طلسم حجاب پانی میں تو آب و تاب ہو گیا لا جواب پانی میں تمام ہیگ گیا جام خواب پانی میں</p>
<p>جلوہ ہے ہوشونکا دل داغ داغ میں زیبا ہے اہل فکر کو پاسبندی محن پریونکے ہی لباس بستی کی کیا ہمار کیا ہوا پابند تعلق دل ناکام کہیں بید ہڑک کہول دیا نامہ بر پارے راز</p>	<p>کیا چاندنی کی سیر ہے ہتاب باغ میں آزادگی فروغ پناہے فراغ میں آرائشیں بستی کی ہیں حسن باغ میں پختہ مرفو نکو ہوئی ہے طع خام کہیں یوں ہی کہتا ہے زبانی کوئی بیخام کہیں</p>
<p>ہلوہ کا چمن میں شمع بجلی بنگلیں ذکی ہم سہرگہشت غم سے خاطر شاد کو داغ نالہ و زاری کہاں آزدہ جا فونکو کیا نفاں کرتے ہیں کیا ضبط نفس کر کو دل و جاں ہیں تو غم عشق کا کہتے ہیں کی</p>	<p>وہ کشمیلی انگھریاں میں تاشا بنگلیں ترپ جاتے ہیں جب لکا ترپنا یاد کرتے ہیں مگر ہاں شکوہ میر جی صبا د کرتے ہیں زندگی خاک کا اسیراں قفس کرتے ہیں زیست باقی ہے تو مرنے کی ہوس کرتے ہیں</p>

کہا بنا دیتے ہیں یوانہ ہم آغوشی کا
 پھر ترپنے کا ہوا شوق رہائی میں خیال
 محفل یار میں میں شمع سحر ہم تو ذکی
 تنگ کیوں جانے ہم سنینہ دکا آؤں
 عین مجنوں ہو کہ صرا میں بگولے بنکر
 لذت وصل کو جمعیت اسباب کہاں
 بیقرار یکا مزا پوچھے مشتاقوں سے
 خاکساری میں ہی آرام پایا کچھ خاک
 جو کہہ رہتے ہیں نغیرانہ لباسی کا مزا
 چاہے جنگ میاکی کے چمکا ہیں گنوں
 اس پتہ سے پوچھنا قاصد مکان یار کو
 عشق کا جلوہ نہ ملے عارض نورانی کو
 پردہ دازی دلی شوریہ کو درکار ہو کیا
 ہم نوا یاں چین ہو گئے افسردہ و کی
 زلف کے دھیان میں اشکوں کی جو شرکاز
 عرق نہر سے ہو سر بگو سیباں گل تر
 جاوہر شیش ریدار کا ہر آن نروب
 گماؤ کھڑتا ہو تیک دل ناشاد کے ساتھ
 لطف جاں تر بھی نہ مٹے پیدا کی جا
 واشد خاطر دلیکس نونوشی میں لاساں
 نہ دینداری نہیں زیندہ گل اندازہ نکو
 گزرتی کیسے جانا دیوان شل نسیم
 دل شہید کو تباہ اس رشک کی یکساں یہ

آدمی کو یہ پریراد جو مس کرتے ہیں
 پھر پروال درست ایک برس کرتے ہیں
 مینہ سے اک آہ جو کہ تیریں تیریں
 زندگی تو پھر ایام بہار آستیں ہیں
 وجد کرتے ہوئے مسعود کے غبار آہیں
 دل کہاں جاں کہاں صبر کہاں تا کہاں
 دل افسردہ میں کیفیت سیما کہاں
 گو ہوئے سبزہ پامال مگر خواب کہاں
 انکے دلوں ہو ساطلس و خواب کہاں
 ہم کہاں ورنہ ذکی اور پھر پنجاب کہاں
 چاندنی نہتے ہیں کس کے سایہ دیوار کو
 ماہستانی نہ بنا چاندنی پیشانی کو
 بادباں چاہتے کیا کشتی طوفانی کو
 خاک ہم تازہ کریں طرز غزل خوانی کو
 زندگی خواب پریشاں سے پریشاں تر ہو
 وہاں جو سیمہ کے پسینے سے گریباں تر ہو
 برق نظارہ عجب کیا ہو سوزاں تر ہو
 او کی ہنسی میں آتی ہری یاد کے ساتھ
 مژدہ لے دل کہ سیما بھی توجہ کے ساتھ
 ہری اسیری کا مزانالہ و فریاد کے ساتھ
 چاہیے خلق حسن حسن خداؤں کے ساتھ
 دل لگا قافلہ کہت بہر باد کے ساتھ
 برق چمکی پڑا جلوہ گری کا سایہ

<p> بکھو ڈرے کہ پری بننے نہ اور بہار سے کہیں غنیمتیں طرہ پریشان جو رہن سہن لے کر یوں حسن سادہ پہنچوئی آہ شیباب کی آئی جمیع رنگ یہ سرخی شہر آب کی دیکھو شکستہ رنگی عشاق کا کمال جو ہر توجہ میں تھے ملکوتی صفات کے کس زندگی پر کچھ سماں بہریم ہوش دیوان میں ذکی کے ورق داغ کے لیے </p>	<p> چاندنی میں تری پوشاک زری کا سایہ کیا پڑا قیس کی شوریدہ سر سیکا سایہ جوں ہو نمود وقت سحر آفتاب سرگی مہتاب پر شب بیمہ کچی آفتاب کی چادر ہی لپٹے گور بہ چچی مہتاب کی انسان پنا کے کیوں مری مٹی نہ آب کی وہاں چاروں ہیں بہار میں شہاب کی سرخی بنا میں ہم شفق آفتاب کی </p>
<p> ایک ذرا تیغ لگے کہ جو اسٹار ہو جائے نکست زلف جو لیجائے وہاں موج نسیم شہب گو آجائے جو جھل میٹھ رنگ رشید جلوہ نور معانی کا اثر ہو تو ذکی تو بدلی اور بھی ہے موج ہوا سے بہار سے شہادہ چلی ہو جنبش دامالت یار سے جب یہ سنا کہ پاؤں کو منہ دی لگی ہو پا تیرے ہی دل میں جسے کہ درت ہو تو یا کیا گل کھلا سے دیکھئے اسکا خرام ناز تار یک شب میں کیا ہی تجلی ہو نور کی طرز سخن سے رنگ نکلتا ہو لے ذکی </p>	<p> آج کا نام ہوا اور کام ہمارا ہو جائے خاک صحرائے جنوں عجب سارا ہو جائے چاندنی دہو پ ہو سار رنگ کھرا ہو جائے حرف خاتے سے نکلتے ہی ستارا ہو جائے بجلی چمک رہی ہے فضاں ہزار سے آتی ہے بوجے ناز نسیم بہار سے شعلہ ہیرک اٹھا لگے انتطار سے آئینے صاف ہوتے ہیں اپنے عیار سے منہ دی لگی ہو پاؤں کو خوں بہار سے طرہ کے تار اچھے ہیں گیسو کے یار سے </p>
<p> نہ وہ عاشق نوازی ہو نہ شوق لسانی ہو پریشان طرہ ہنسیں ہی آنکھوں پر ہجاری نہ انداز خود آرائی نہ ناز جلوہ پیرائی ذرا سوچو تو معشوق ایسے ہی حال سے ہوتے ہیں </p>	<p> گویا زباں دہوئی خوب بہار سے نہ وہ باتیں نہ وہ کہانیاں نہ وہ نطق بانی ہو بدلی چھٹی رنگت بہار زعفرانی ہے نہ شوق خود بخائی سے غور لیں ترانی ہے ظہار و کوئی اپنے ٹکڑے صورت کہانی سے </p>

مری آنکھوں کے آئینے میں اپنے منہ کو تو دیکھو
 اگر دیکھو تو اس محبوبہ کو دیکھو جو تم سے
 پہلا یوں بھی پہلی جو عاشقانہ وضع کو جس
 ذکی کا حال دیکھو عشق سے لہجہ جان با آؤ
 قیامت نہ چہا نہ میں دلا سے دلستانی ہو
 نہ قاصد پہنکا ہے نہ پیغام زبانی ہے
 یہ حسن سبزی زہر ملاں خستہ جانوں کو
 بہا جس کا سینہ سے ہوئی آخر کہ کہتے ہیں
 ذکی اس لعل کیست ہم سخن ہو کر مر ایا
 درو پہناں سے ترے یار خبر دار ہوے
 واہ کیا شوق رہائی سے فراغت پائی
 جان ہو بار گراں عشق کے دیا میں کی
 تر بانی نگہ کے سزاوار ہوسے
 رہتے ہمیشہ ناگہ کشیں کو سے یار میں
 دیکھو ذکی کہ اب وہ چرانے لگے بنگاہ
 رہو میں آہوں کے اٹھے عشق کے ویرانوں سے
 کویں کی سیکہ خبر عشق کے دیوانوں سے
 کیجئے رنج حجاب کے اگر عید بہار
 گرم ہو اس کے بریں لالہ خود رو کی بہار
 اڑتے ہیں خوبو کی ٹوکست جو نہنگ نام
 یہ نہنگ ہے تو کب عہدہ برائی ہوگی
 بٹورہ داس گل زلف کا جو نیرنگ نہا
 عہد کی شب غم دوری سے میلوں نہا

پہلا زمیندہ اس گلشن کو یہ رنگ خزانہ ہو
 نہ چاہو تجھے منظور میر جا نشتانی ہو
 بہت بہتر کہ یہ بھی ایک طرز دلستانی ہو
 غزل تازہ سنو مجھے جو شوق شمع خانی ہو
 خود حسن کو زمیندہ ناز لہن ترانی ہے
 بہر اسپرد لگا لگانا بلا سے ناگہانی ہے
 یہ رنگاری ڈوبیہ اور قہر آسمانی ہے
 خط عارض کسوف آفتاب دلستانی ہے
 عجب رنگیں بیانی ہو عجب شیریں بانی ہو
 سر سودا کے تماشے سر بازار ہوے
 بے پرواں جو ہم غم کے گرفتاری ہوے
 دیکھو ڈوبے ہوئے جی کہو کے سبکداری ہوے
 آنکھوں سے دیکھنے کے گہنگار ہم ہوے
 صد حیف کیوں نہ سنا یہ دیوار ہم ہوے
 آنکھوں کو جن کے دیکھ کے بیمار ہم ہوے
 کالی آندھی چلی آتی ہے بیابانوں سے
 نکست گل نکل آتی دیکھستانوں سے
 کہ ملا دیکھے یا تو نکو گریبانوں سے
 جوئے داغ جگر آتی ہے بیابانوں سے
 نقشہ انگیز ہوا آتی ہے دامانوں سے
 یہ کھورت ہو تو کیا خاک صفائی ہوگی
 چاندنی عکس کف پا سے خانی ہوگی
 کسے منہ دی ترے پاؤں میں لگائی ہوگی

<p>خوش بکھا ہوں سے کہیں کندہ لڑائی ہو گی بھار عشق کے ہیں بھی گل کھلائے تھے حواس باختہ ہیں زیند سے جنگا ہوں کہ پھلی سے صبا بیڑیاں پہنائے تھے جو بوسے گل کو صبا لے چلی اڑا لے گئے ہو اسے شوق لیے جائے ہر آواز آئے</p>	<p>طرح نظارہ خوش آئند کی آنکھوں میں زکی زمین سے لالہ نکلتا ہوا دغ کہا ہے ہوئے کسے ہوش میں کچھ ہوش کہنے سننے کا روانہ پوس محل غبار وادی خجند ہو اسے شوق نے شور میں کو پر لگا ہیں ذکی مے دل وحشی کو مثل طائر رنگ</p>
<p>گریہ و خندہ جانور ہم دیکھ سکتے لاکھ بار مجھے سرتا بدم دیکھ سکتے شب غم دیکھ چکے صبح الم دیکھ چکے جوئے سوار توتے قول و قسم دیکھ چکے لب بلب سینہ اسپینہ سے ہم دیکھ سکتے چشم کو صورت خورشید سحر دیکھ سکتے کچھ دنوں ہم انہیں خوف خطر دیکھ چکے خوب چاک جگر دیدہ تر دیکھ سکتے</p>	<p>رات دیوانگی شمع بھی ہم دیکھ چکے جی پی چاہتا ہوں بھر بھی کہ دیکھا ہی کرتیں پیری و عہد شباب آہ خرابی میں کٹے اب بھی ہو جاتا ہوں پیمان و فانی ہو کا اب ہوس کیا ہو کہ آغوش تصور میں لگی شمع ساں داغ جگر پیش نظر دیکھ چکے اب یہ خطرہ ہے کہ اغیار کہیں دیکھ نہ پائیں کہیں واشد کا تماشا نظر آ یا نہ ذکی</p>
<p>لہڑا ہے قاصد عمر رواں کر باندھے چشمیں چمن سے تو صبا دباں کر باندھے ہزاروں شام سے مضمحل تاجر باندھے یہاں سے جلد گرفتار سفر باندھے کہ یار و دشمن پہ باندھ تو مختصر باندھے قاصد عمر رواں آئینہ بھر جاتا ہے لے کر وہ جنگ و خون تو کہ بھجنا ہے تو ہر وقت تک تنکا ہوں سے اتر جاتا ہے ہم اسیران قفس ہر ہی چمن دیکھیں گے</p>	<p>کہو کہ بار سفر روح جلد تر باندھے جدابہار سے ہوں تو ہوائے غم نہ نصیب بند یار ہر جو تری زلف و رخ کا دلین خیال ہستہ میں جھبت غبت نہ تنگ کیا ہوں ذکی تسافر ملک خدا کو بے لازم تو کوئی دنگوچہ شب کو گھر جاتا ہے میں تڑپتا ہوں بڑا نیم نگہ کا شوق آر و عشق کی منظر ہر لمحے تو ذکی کی ہو چکا کہ گلستان وطن دیکھیں گے</p>

<p> لہب دیدار بھی ہو لے ننگہ شعلہ فتنوں طیش دل سے قیامت نظر آجیگی صاف ماجرا شام خوبی کا زباں پر لا کر ہیں ہی چاک گریباں کی بہاں توڑی روکش لالہ و گل داغ دنیا و کیے ننگہ خوں شدہ کو طاقت دیدار نہیں پھر جن کے خاک میں ہی اثر ہم شک نہیں نالہ آتش ریز ہی سوز دل ناشائستہ ساتھ ہے باد خزاں کے شور فریاد تیار عشق ہی دیوانہ داری کو ہماری لئے نہ کی </p>	<p> اس پری کا جو بہو کا سیاہ لب دیکھیں گے راہ تیری اگر لے عہد شکن دیکھیں گے ہم جگر کو تیرے لئے صبح و شب دیکھیں گے لنگر دے نہ کرے بھر فصل چہرہ نہ دیکھیں گے جسے پوچھو کہ جسے عشق میں کیا لیا دیکھ کس طرح سیرتیں بلبلیں شہید راہ دیکھیں گے کہ جنوں کی لہریں ہیں ہر گل گل میں خزاں اڑتی ہیں چنگاریاں گویا لب فریاد سے گرد ہی یہ کاروان کہتے برباد سے آرزو مند وفا میں کس قسم ایجاد کے طرہ تحریر کی مرغولہ کیسو سمجھے اضطراب دیکھ سوچے سیکڑوں پہلو مجھے لے اوڑا شوق رہائی بے پرو بازو مجھے نشہ کا دورا اسے زیندہ ہی آئینہ مجھے ہو چسپانہ گود داغ لالہ خود رو مجھے کیا بھل ہے کہ پر جگہ میں نظر رو مجھے اگر چراغاں ہوے روز تری دیوار مجھے برق سے ہونستے ہیں سایہ بھی ہوا مجھے ایک یوسف ہی اور اتنا خیریدار مجھے نخل بھی خاک سے اگے ہیں نوار مجھے </p>
<p> دیدار سے زلی آئیں ہیں مویں نہ گور میری آنکھوں میں ہی دوشوق طرہ داری نشہ بادہ گل رنگ سے دیکھا نیز جنگ پر پرداز کی لکھیاں ہیں یہ لکھیاں گویا </p>	<p> آتی ہی طرز سخن سے زلف کی خوشبو مجھے شب کو سویا جو ادھر سے یار کروٹ پیر کر دے تیرا پایا جو زیر دامن چکی کی مثال آنکھ کی سسختی ہوئی دھبہ ہا حسن و عشق چادر منجاب ہو تربت کی چادر لے دیکھ وہاں نام خدا حسن طرہ داروں کے شب میں جیسے سوختہ جانوں کے نکاح ہوئے جوم تیر جاتی ہی سوہری جو پر بڑا دوس کی بال بکھرے ہیں ترے چاند سے منہ پرایا دیدار سے زلی آئیں ہیں مویں نہ گور میری آنکھوں میں ہی دوشوق طرہ داری نشہ بادہ گل رنگ سے دیکھا نیز جنگ پر پرداز کی لکھیاں ہیں یہ لکھیاں گویا </p>

دوام تحریر میں مضمون دل آرا ہوا سیر
 گھنٹہ جلوه فرو شوں سے پر مثال کی
 ہستم کی ہر آن کے میں لطف اٹھاتا ہوا ہے
 ماز اغیار کے معشوق دہلے جو لگا
 شعلہ غبار کو دیکھا جو ادھر سے ہر ہم
 دم بخود رہ گئے ہم شمع نقہ لطف سخن
 اعتبارات جہاں رنگ بدستیم میں کی
 چشم گریاں سے طبع اکثر بنے اور توٹ
 سخت جہاں ہو جائیں عاشق کچھ بھی دل ہو پوچھ
 تیری فکر سخن پر یہ شکست دل نہ کی
 جو طوفانِ خیزخوں زخم دل بیتاب نہ جاسے
 نماز کعبہ ابرو کی مچکینیں انیس سر سے
 برے سایہ ہوا اس ہوش کا فرش بزمِ فوج
 بنائیں گزرتی تہم تار جالے ساز بانسوری
 شاں بیکرنگی تری لے دیار جانی قہر ہے
 منہ چایا ہے قیامت کشتہ دیدار ہے
 خیال رکھتا ہے یوں بھی عالم غرض تھا
 ہے غضب جیسے چرخیں ہوتا ہے کسی کے بارش
 اپنے موقع پر ایک ہستم کی پوئی کی بہار
 تلخ کالے کو گھن ایسا بھی ہوتا ہے کوئی
 یہ تاشاؤ چھب بزم نیاز و ناز میں
 ایک شہر ہے کہ دیا ہے گئے جہاں کو خراش
 ماضی کیوں سن کر تاشاؤ ہے تو رونا ہے

یا قم زلف سخن میں ہر گرفتار پری
 نظر آتا ہر ہر اک شہادہ بازار پری
 او رکاوٹ میں لگا وٹ کے بتا دیا ہے
 رہ گئے دیکھ کے منہ ناز اٹھاتا ہوا ہے
 اور پڑ کانے لگے آگ لگے ہوا ہے
 دل اور اسے لگے باتوں میں ڈال دیا ہے
 آنے والے ہی ہو جاتے ہیں جان بول
 اٹک شہنم دان کو ہریش اور ٹوٹ جاتے
 آگینہ فی اللہ تھینے اور ٹوٹ جاتے
 حیرت ایسی تیغ خوش جو ہر ہی اور ٹوٹ جاتا
 تو چشم چشم نم کا تلمذم جو ناب ہو جاتا ہے
 حمیدہ جب کہ قاسم صورت مھر اٹھاتا ہے
 نظر میں چاندنی وہاں چادر مٹا اٹھاتا ہے
 تو ناخن نم کا بکھو صورت مظرب جاتے
 چینی رنگت یہ جزر از غرائی قہر ہے
 ایک جھلک دھندلے کے نازک ترال قہر ہے
 حسن کے عالم میں عیش نوجوانی قہر ہے
 یہ بگڑ جانا غضب یہ بدگنی قہر ہے
 لے ذکی پیرانہ سر مشوق جوانی قہر ہے
 جاں شیریں مانتے سے یوں سخت کٹا کوئی
 منہ چھپاتا ہو کوئی بیتاب ہوتا ہو کوئی
 یک کا شہا ہے کہ پہلو میں جھپٹا ہو کوئی
 آہ ظالم کیا تری آنکھوں سے رونا ہو کوئی

یاد آتا ہے جب دل کا جسد اہوتا ذکی
ہر ایک دیکھ کر ایسے کول ہیجسہ رہتے
ہم آپ سے توجا کر پیچھے آشتیا میں
لے اضراب روح خبر دلی سے شتاب
پیری میں بجا مزا ہے میرا اگر ہو عیش
رنگیں تن سے لینے ذکی کیا کہیں ہر گل
نالہ آتش ریز جو سوز دل ناشاد سے
ہو قاری ہو تر نیا تی جو کچھ بھی زیر دام
اپنی اس غم پرگی پر ذکی بخش کا مقام
نسبت دہشتگی کی ظاہر آتا شریعت
منزل وحشت کا دلغ دل میں تابی فوج
جلوہ کر حسن نظر میں ہے بہا حسن دوست
میرا کول پڑا وہ شیلی آنکھ با اہر غیب
بہر وادار کی ہر تیسرہ روز بکاحیاں
مطالع صبح دیا است ہی شبہ زخم دل
لے ذکی اوچھو نہ با عشق گرمی انہار کا

کسکی شرم نام ناز کا دھوکا ہوا ہے
کیا کیا اور اسے پہرتی برباد صبا ہے
پہچان لے جو کشتہ ناز واداد ہے
دل جانتا ہی عشق میں ہی جو مزا ہے
اسکے دامن سے کپکپنے کو خیار اٹھا ہے
کہ جہاں سے کوئی سیلے جبر و قرار اٹھا ہے
اب ناکس تر بیتا مجھوں سے خیار اٹھا ہے

عشر نے آگے قبر میں تڑپا دیا جسک
میں صحن گلستاں جو اک مشت خاک ہے
کیا قہر لانا جانے دل زار پر وہ شوخ
لطف پیش سے روح خبر دار ہو ذکی
بیشوگر کو نہ خیسا نے جو بار اٹھا ہے
پیشوائی کو شستار کے قہر سے کہو
خجہ میں اقبولے جو کہی گذرا ہوتا

<p>جب پہاڑ و غیب کی ابر ببار لگتا ہے پر عیسے رخ کے غم سے سروکار نہتا ہے جو شمع ہو لگ کر مے دفن پر نہ آئے چوٹی کو یہ قدغن ہے کہ گردن پر نہ آئے آشوب کہیں دیدہ روزن پر نہ آئے گونا گور گیساں سر دامن پر نہ آئے زہار قیامت مے دفن پر نہ آئے</p>	<p>تصور شمس گر پہ فرما دکا آتا ہے خیال ہر طرح دلو کو خوشی وصل میں حاصل ہونے کی جو آشوب ہو خون مری دامن پر نہ آئے جلدی ہو چو کا فرو کو شب وصل سحر کی اس مہر بختی سے لڑا تا ہے بیگا ہیں نکل نہ ہو س دلی مے شور جنوں سے میں آپ سے جاتا ہوں ذکی دیکھ بھلا</p>
<p>یا قوت میں نلم کی تحریر نظر آئی پرواز تصور کی تصویر نظر آئی آلودہ جو لکنت میں تقریر نظر آئی جب عمر سر آئی تعبیر نظر آئی ہر تان میں بجی کی تحریر نظر آئی معشوق کے غم میں تسخیر نظر آئی عید یور کیسے وعدہ برا بر کیجی پر کالہ آتش ہیں یہ عتاب کے لکڑے ڈر ہے کہ ہر دلی اجاب کے لکڑے مستی میں کیے جام مے ناب کے لکڑے</p>	<p>مسی لب لنگوں پر تصویر نظر آئی پیش نظر اس رخ کی تصویر نظر آئی وہاں قند مکر کا باقوں میں مزا پایا ہستی کا نشان دیکھا تو خواب گراں تھا نغمہ کی ہوا بندی وہاں چہاں گشتا بنکر چاد کا اثر کا نہ چتون میں کی دیکھا قول پر غیر کے ہکوزیر خنجر کیجی جو برق اڑا سے دل بیتاب کر دے لخت بکرا کہو نیسے چمکتے تو ہیں لیکن دل خوں ہوا غم سے ذکی حیف کرتے</p>
<p>دہوم سے فصل بہار ابکی برس آتی ہے جنبش بنفص سے آواز جرس آتی ہے کہیں ساونگی گشتا جیسے برس آتی ہے ہوسے لاکھ طرح کے لگا رنگہم نسیم چپے نہ آتی ہے ہوا چمکے ہنس کام رو کہ ہوائے بہار مے چپے دل میں الفت بست چپے دل نسیم ہوا مے چپے</p>	<p>جسرت اے تازہ اسیران نفس آتی ہے ہر نفس قافلہ عمر سے دیتا ہے نشان رو کے ہم پرتے ہیں یوں کو چہ جانے ذکی جو دلو کی لکڑیوں میں ہم تو جھپٹتے نہ ستم چپے کیا کی جو خون کی آن ادا تو خیال پر یو کا دلو رہا کہیں دیکھیں جبر و ستم تو رہی خواہیں ان کی ہم</p>

پرین زبان چنگ ہو کو انہیں تشنہ بگر کوئی کیوں کہ
 رہا ہر میں ر د طبش تشنہ سے وصل میں لاکھ لکھ روئے
 چرخ معنی روشن ہی شمع بزم شعور
 فروغ معنی روشن اگر ہو جلوہ نسا
 ہناس ہر شمع تجلی جاب معنی میں لا
 جو لطف معنی روشن نہ ہو سیاہی میں
 سواد خطا میں ہے نور معانی ہراق
 کنایت ظلمات و ہرق ہے روشن
 زبان شمع ہو گیا مرے سخن کی زبان
 بیاض صفحہ کی آئینہ دار صبح امید
 ہزار شکر الہی کہ مجھے صاحب کو
 کریم وقاد و خلاق و رازق و جال بخش
 ذکی شفیق قیامت کی اب رٹم کر مرح
 سخن میں پائے جو مضمون بے تاب قلم
 سواد خطا سے تھی ہو نور کی پیسدا
 بیاری شمع زبان کا سیل کمر انداز
 وہ کی طرح نہ چلے سہ رنگوں کہ لیتا ہے
 پاپا ہوا ہی تھو تھن کہ لکھ نہ سکے
 شے جو نعت شہ انبیا میں تازہ سخن
 تار با نوت کا قوسیت ناسخ نور
 علی کی بودی نہ تھا کے سخن جیسے سارا
 چرخوں خدیوہ کی تاریخ خلدی ہو چلی
 بہ ایک مصرعہ پر مشبہ ہو جو جراتا کر

کہ تر پتہ ہیں تشنہ جو میں پو کسی آبلے کے نہ چیتے
 ذکی آفت جاہو عشق کاغم کہ خوشی سے چہرہ لپٹے
 کہ جو فروغ سخن آفتاب عالم نور
 زبان خامہ ہے ہمزبان شعلہ طور
 دکھائے جلوہ اور باں سخن میں طور
 سواد خطا سے نہ آئے شمیم حلسہ حور
 کہ پیر ستارہ روشن ہے وہ شب بچور
 سواد خطا میں فروغ سخن سے حسن شعور
 مری سخن کی تجلی ہے شمع تحف نور
 بنا ہی چاک قلم مطلع ستارہ نور
 دیا ہے جو ہر ادراک سے کمال اندر
 عیم و عادل و غفار و در دگار غفور
 کہ بعد حمد الہی ہے نعت کا دستور
 ہو آب خضرے ظلت میں کامیاب قلم
 اٹھائے چہرہ مطلب کے گر نقاب قلم
 زبان شمع کو دینے لگا جواب قلم
 ہمارے نجات سے تعلیم انقلاب قلم
 جناب پاک کی تصویر ہے نقاب قلم
 تولا سے ڈھونڈ کے مضمون آفتاب قلم
 کہ تیری ذات کو لکھتا ہے آفتاب قلم
 کہ اتنے صفوں میں ہی گرم انوار قلم
 کہ سچے حقل کے دیوانہ کا انتخاب قلم
 کہ سب سے شمار ہو تو دل سے کا سہا قلم

دیوان واجد علی شاہ اختر

مرحوم بادشاہ اودہ

<p>گنہگار ہوں پر اب کبھی قصور نہ ہوگا ہزار شیشہ دل توڑیں جو چور ہوگا ترے نظاری کی قابل جمال حور نہ ہوگا کلام بڑا دبانہ ترے حضور نہ ہوگا تو سر پہ سایہ بال ہما حضور نہ ہوگا</p>	<p>آبی عشق ترا میرے دل سے دور نہ ہوگا شراب ساقی کو شر بھری ہو پس لبالب کرتے لاکھ بیدل کر دکھائی وہ رخ رنگین غور ہے تجھے زیبا کہ تو ہی مالک عالم لوائی حمد کا سایہ جو چاہتا ہی تو اختر</p>
<p>وہ ترک بھی عاری ہی زہنار نہ ہوگا باروں میں جو الجھیکا زہنار نہ ہوگا فردے قیامت پر دیدار نہ ہوگا اس نرگس شہلا کا ہمیار نہ ہوگا دکان اٹھا ڈالو بازار نہ ہوگا</p>	<p>ابر دکا کوئی مجھ پر آب وار نہ ہوگا بدی ہی پہ دل مجھوں کیسوا پریشان ہے ممکنو بھی دکھا دینا آج اپنا رخ رنگین آنکھوں میں دم اٹھا ہی ایک دم میں واں ہوگا ٹٹ پونچھو نکا اختر میخانہ میں وراں ہوگا</p>
<p>دکانیں سماتا نہیں بازار ہمارا تڑپا قفس تن میں گرفتار ہمارا کھڑت ہی اس دور میں شرار ہمارا سوئے نہ کبھی دیدہ بیدار ہمارا شہباز نظر ہو رہی طیار ہمارا موجود ہی اختر سا خریدار ہمارا</p>	<p>کیا عشق بجھنے کے حیرتدار ہمارا بیل کی رہائی سے ہوا طائر دل صید جس موج می نالہی شیشے سے دیا لا اس حیشم کو دیدار اگر مد نظر ہو میں طائر دل آج اڑاؤں گا ہوا پر کچھ حسن بھی رہتے ہوا اگر عشق فزون ہو</p>
<p>سے یاد صبا خاک دیدہ بارہ ادھر لا</p>	<p>بیر باد نکرا مسکو ذرا اٹھتے پہ دھر لا</p>

<p>سیاہی ہے مرتبہ عشق خیر لا نالوں سے اسے خشک کروں دیدہ تر لا امید دل بلبلی نالوں کیوں بر لا اس اختر عکس کیے لیے دیدہ تر لا</p>	<p>لیجا دل بیتاب نشانی مری قاصد میخانے میں روتا ہی مریشیہ دل ہی منقار سے توڑا کرے یہ آتش گل کو حسرت ہی کہیں حسرت دل سکی نکالے</p>
<p>چہلکے برگ میں سے گلخدا لیستاجا یہ چار نقش بھی لے شہسوار لیتاجا تجھے بھی سستی سے لے بادہ خوار لیتاجا گنکلیں ہیں نرگسی آنکھیں خمار لیتاجا ہمارا دوش صبا پر شکار لیتاجا چمن میں آیا تو کچھ گلعبدار لیتاجا</p>	<p>میں خار خار ہوں میری بہار لیستاجا ہوا کی طرح دکھاتا ہی عسری پر گلابی تھم نہ گلا کاسے ایسا رند ہے تو دلا شرا ہے وہ نشہ سے ہیں مست بہت شروع اب رہے ساتی بنا ہیں لوطے یہ نذر ہی گل داغ جنوں کی اسی اختر</p>
<p>فکر رخسار سے مشتاق لقا کھل جاتا خفجہ ناز سے خون شہد اکھل جاتا میرے ہر داغ پہ یہ نقش وفا کھل جاتا کس ریاست سے یہ غم ہوش ربا کھل جاتا چشم پوشی سے اگر روئے خدا کھل جاتا بیخرو تیرا وہیں ذہین و ذکا کھل جاتا</p>	<p>زلف کی یاد سے مضمون رسا کھل جاتا بستگی ہوتی جو قبضہ میں تیرے او قابل نام تیرا جو گین پر ترے کندہ ہوتا تاؤں ایسا ہو سنگد لا الفت میں تا یہ نظارہ جمال رخ روشن کی کھار حسن اختر ہی جو اس عشق کبی تو لوتا</p>
<p>شعلہ بینک ہو گیا پر وائہ رہ گیا عشق زلال نوش سے پیانہ رہ گیا ساغر کا دور ہو گیا استانہ رہ گیا اپنا سحر کے سبزہ بیگانہ رہ گیا لیر نر اشک چشم کا پیمانہ رہ گیا اختر خدا کا شکر صنم خانہ رہ گیا</p>	<p>پیریاں توڑ لیں دل دیوانہ رہ گیا حسن خدا پرست سے تنخانہ رہ گیا یہ بوسہ کے نرگس میگوں کا مست ہے پامال ہم ہوئے تیرے جگمگش میں کے ساتھ چاکا دل دور میں کسی رند مست سے تسویر یار دل میں گونجتا ہے وہیں</p>
<p>کیا سہل ہے موت کا ترنا یا رب</p>	<p>تو خدا ہے اب تو جیتا یا رب</p>

<p>آتا ہے رجب کا پھر مینا یارب سوئے پہ کیا ہے مینی مینا یارب توڑوں کیونکر نہ جام و مینا یارب سینہ کیونکر نہ ہو پرینہ یارب</p>	<p>پھر مصحف رخ دکھائی مجھ کو وہ ماہ دیوان ہے میرا تاقیامت باقی ساقی کی جدائی کیوں نہ بہکا مجھے احمد کا جو دیوان دل میں اختر مزم</p>
<p>عوض تارِ نظر آنکھ میں پایا خونِ ناب پیشوائی کو وہیں آنکھ میں آیا خونِ ناب الفی یار میں اختر نے بنایا خونِ ناب</p>	<p>دلِ غنبار نے اشکو نہیں دکھایا خونِ ناب جب سنا وصف لبِ لعل صنم کا مینے ہاتھ تو ٹوٹ چکے آنکھ بھی کھو گئی ضرور</p>
<p>ہاں کب جسے ملیں گی سر پہ پیارا احباب</p>	<p>وہ وطن یاد ہے غربت میں ہر سارِ احباب</p>
<p>کمال اس گل تر سے ہوا چمنِ شاداب ہووانہ رشتہ ز تار بر چمنِ شاداب کرمشع بزم سے ہی ساگرِ چمنِ شاداب سحابِ اشک سے کیونکر نہ چمنِ شاداب کبھی تو بیان کی سرخی سے ہو چمنِ شاداب صلحِ اختر نگین سے ہو چمنِ شاداب</p>	<p>جو تین سے ہیں گلِ زخم ہائے تنِ شاداب کیسے تارِ نظر سے بڑی ہی سلمانی سچے تو آتشِ گل کا کہلا ہوا زہناں اُٹھوں کا نشو و نما ہو بھی سے لے بیل مسی سے اسکو نہ سوسنِ خطِ سیاہ کرو گلِ کہیں خطِ ریحان ہی صاف کرواؤ</p>
<p>اپنے جاسکے نہ پاس ہوئے جاؤ صاحب آنکھ میں بھی مہ پاؤ بخش سماؤ صاحب بال کی اوٹ میں جاتے ہو تو جاؤ صاحب آؤ زنگس کی ہے جانا ہو تو جاؤ صاحب آسمان پر سے زمیں پر تو بلاؤ صاحب</p>	<p>شعِ عریان کی طرح دل نہ جلاؤ صاحب حلقہ چشم کو یا بوسی کی حریت ہو بہت کہیں تارِ نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے چشم پوشی نکر و باغ میں ہو پیشِ نظر ماہِ روم پر چڑھایا کرو اختر کو</p>
<p>توڑیں زمین سے کیونکر نہ سمِ گلاب سمجھا ہی خوب اپنا وجود و عہدِ گلاب بہرِ ریفِ عشق تو موتا ہے سمِ گلاب ساقی کے ہاتھ بھی میں سحابِ ریمِ گلاب</p>	<p>گلشنِ بہار پر ہے بنا ہے قلمِ گلاب گلشن میں رومی طائرِ رنگ پریدہ ہوں آؤ آتشِ تین سے گرانی ہے خود مجھے میتوش ہو نہیں شیشہ دل میرا پھر گیا</p>

<p>اخر جماعتے تختے پہ جھڑھے قلم سنگھاؤں سینہ سی ساقی کو آج بوی کیا جلے نہوؤں کو جلا کر سیاہ کرے ہو شکار اب بطمی کا ضرور ہو ساقی بتوں کے دور میں سچ کیا اب لازم ہے گلوں سے بابل شیدا کا دل جلاتا</p>	<p>بھولی زمین شعر میں سطح کم گلاب شراب خانہ میں لازم ہے جستجو سے گلاب نگاہ مہر سے کیوں دیکھتے ہو سو گلاب شراب پیے ہی رند و نکو آرزوی گلاب خدا جلانے اسی کو جو ہر وعدہ کی گلاب چمن میں آئی ہو شہر کو آج گلاب</p>
<p>چمن سے پہنکے یا میرا آئینا کیا خوب خبر ہے اپنے بھی رخسار زرد کی اسکو بڑا ہی پیر ہے جنت نہ درمیاں لاؤ لکھو ماسی یہ اُسے غضب چایا ہے تری غزل پہ ہلائی تار ہی اختر پسند آگیا اس بادہ خوار کا اسلوب</p>	<p>نہال مجھ کو کیا آگے یا خساں کیا خوب یہ ہم سے ہنسی ہی کہل کھل کر عفران کیا خوب کمر کو بوجھتے ہو ہم سے لے میاں کیا خوب اٹھا ہوا آتش پیدا سے دھواں کیا خوب اگر طے تو کبھی سنئے شعر خواں کیا خوب وہ اشکی نشہ کی کھمیں خار کا اسلوب</p>
<p>ہمیں تو آنکھ لڑانے سے شرم ہو ای برق شہرارتیں نکرو ای بتو خدا سے درو ہزار غمیں شہلا ہی زرد ہو تی ہے کیا ہی اختر ہے پر کو مرنے بلکہ غمی قید تیرہ جنت کیا پائیں تیرا روی عالیشان شعریری کب جگے شل حضرت آتش فکر سے مرا ہر شعر موتیوں کا ملا ہے</p>	<p>دکھا سحاب دل اشکبار کا اسلوب دکھایا سنگ میں تینے شرار کا اسلوب چمن میں پانی ہے کب چشم یار کا اسلوب کہیں بھی ہوتا ہی ایسا نکار کا اسلوب لکھو سے خط عارض میں پناہ موی عالیشان کب چکھو رہنے پائی نہ سے حوی عالیشان کیا عروس صفوں ہی کیا گلوں عالیشان</p>
<p>تا شیر گرنجائے بلیل کو خارا الفت کس کس کے در پہ رکھتے پرتے ہیں اپنا سر اس ہر و شش کو و ملیں اپنے اگر جگہ دو اسکا گلے لپٹا تیر بت میں یاد آیا</p>	<p>ہستہ حسن گلر خاں تک ساری بہار الفت خانہ خراب تیرا سے روزگار الفت محرم ہو میرا سمیذ روشن ہونا ر الفت دینے گی زمین بھی غم کو فشا ر الفت</p>

<p>الفت نثار مجھ پر اور میں نثار الفت مطلب اب بیان کرتے ہیں تحریر دیکھئے ایک ہم باقی رہی میں سائے بچہ و نئے بچہ انسان بھر کیا ہی دھری شمشیر دیکھئے بچہ شرح جو اس مصحف ناطق کی تفسیر دیکھئے بچہ اک ایسی کی شکل ہو ان ساری تصویروں کی آہ کی طاقت کہاں ہی ہم سے دیکھئے بچہ کیوں دل اختر نے اچھے کسی توہینے بچہ</p>	<p>آختر یہ میری ہدم میں غمگسار اسکا غنچہ سان ہم بند ہیں اس گل کی تقریر دیکھئے بچہ سب سے سب زارا دانے دام گیسو سے ہوئی ابرو و نئے قتل کرتا ہی تو کا فر قتل کر کر سکوں میں کیا ترے روئے کتابی کی صفت چشم وحدت ہیں سے جب دیکھا مرتع دہر کا چپے کہتے ہیں تم ہم ان بھی کر سکتے نہیں خواب کیے ہیں تری زلف سے بار بار</p>
<p>میں ساغر دل کیوں نہ کروں چور گئے پر سے نور خدا لے بت پر نور گئے پر اختر کی لبونکا نہیں مقدور گئے پر</p>	<p>آکھوں سے گرا شیشہ بلور گئے پر کا فر پہ گلا کا شتاب اپنا مسلمان بوسہ ترا آکھوں سے قمر لے تو بجا ہی</p>
<p>جو پانی پانی یہ سنگین عمارتیں پائیں بنوں نے روضہ دل کی زیارتیں پائیں شروع خواب میں دلنے بشارتیں پائیں ہر ایک داغ لے تن پر بھارتیں پائیں جو مہ کے ہاتھ سے اختر خاتیں پائیں</p>	<p>بتوں کی ذات سے کیا کیا شرارتیں پائیں ہمارے سینہ کو درگاہ پر چڑھ کر گل داغ خیال یار میسر ہوا تصور میں جمال یار کو سارا بدن ترستا ہے ترے عیب کی گردش حقیر کرتی ہے</p>
<p>ساتنہ یہ بت سفاک کھڑے رہتے ہیں باادب تو سن چالاک کھڑے رہتے ہیں ہم گریبان جو کئے چاک کھڑے رہتے ہیں ہبا گئیں کیا لائق فراگ کھڑے رہتے ہیں ہم سے فتنہ تریاک کھڑے رہتے ہیں سپنے وہ نور کی پوشاک کھڑے رہتے ہیں ہم چپائے نلکہ پاک کھڑے رہتے ہیں</p>	<p>ہم ناز و نہیں جو بیاک کھڑے کہتے ہیں بیقراری کو مری دیکھ گئے اے شاہ سوار صبح عشرت سے کہاں کم ہے شب بھر صنم ہنجر د کون ہو اس صید کہ الفت میں مار گیسو کے ہوس ہو کو انہیں خواہش سے شمع جتا ہی عیانی ہی عین بنام اختر اغیار سے کرتے ہیں جو وہ غنچہ غلیظ</p>

<p>سرجھکائے بلبلیں بھیجی ہیں غاموش اندوڑوں آبلونکی یاؤں میں پھنی ہی پاؤں اندوڑوں ہمسرا دہناری ہی میرا دوست اندوڑوں ہر گستاخ نے پہلے پھول کی گونڈ اندوڑوں صورت بیل پر اڑاتی ہی مری ہوش اندوڑوں فرق کیا سمجھیں ہوا کھسپے پوش اندوڑوں پاؤں کی جھکو کرے وہ خود فراموش اندوڑوں</p>	<p>بار عالم میں گل مضمون کا ہی جوش اندوڑوں داغ سودا کچھلا ہو نکاح نمونہ ہو گیا سر مرا خالی کیا اے بلبلو چکارے صورت معشوق حقیقی کا چمن شقائق ہی پھر گلستاں بھی مقابل روی گلروسی ہوا تیری موی سیسے طاق ابرو بھل گئے چوڑی گنگا کو چھ جانا نکاحیہ اختر ہی ضرور</p>
<p>پہنک دیتی ہی ہمیں بادہماری اندوڑوں خطا کو لے اڑتی ہی میری بھڑاری اندوڑوں میچ تیج یار کا چشمہ ہی جاری اندوڑوں ہر ہوس پر رتی ہی کیسی ماری اندوڑوں کون اختر کی کوسے اب ہم گسار رہی نہ لیا</p>	<p>ایکواڑا بضعیفی ہی ہماری اندوڑوں طائر مضمون کو وحشت پر لگاتی ہے وہیں ذخیرے کا ڈھ سے کب بنتی ہی مدم جوئی ہون حسرتیں مقنول کیس سینہ میں ہنسنے بیشتر وہ تو ایک تارہ سر بیچ السیر پر ہے مبتلا</p>
<p>میں ہی بیکار نہیں نام ہے ہر کاروں میں بلبلیں لائیکنگی نامہ مرا منتقاروں میں اختر زار کہلا ہونہ گنہگاروں میں</p>	<p>وہ خوشن جو شہور ہی اخباروں میں گل کا عاشق ہوں کبوتر نکرے مجھے غور مناجہ تو مہ یارہ ہی زہرہ ہی راوطلب</p>
<p>پھر گل سے وصال بھی اجمی ہو ور د سی کہیں شام کی بجی ہو تنہا پر جو قبائے گل بستے ہو یہ اور ردیف ہے اجمی ہو</p>	<p>بلبل کی جو جی میں میرا جی ہو اُتری نہیں یار کی سلامی غنجوں سے نہ گنج کلاہ اینٹیں ناسخ کی خندل سچی ہے اختر</p>
<p>شع کو محفل عشرت میں زلائے نہ چلو سوئے فتنہ کو تم لے یار جگائے نہ چلو چٹکیوں میں گل و بلبلیں کو اڑاتے نہ چلو قد و بالا سو تو یوں خاک اڑاتے نہ چلو</p>	<p>جگر عاشق دل سوز جلاتے نہ چلو اسم رنوار سی مرو کیو جلاتے نہ چلو تقص تن میں مرا طائر دل بھڑکے گا ہو ج گل سے تیرا لاہو نسیم خسری</p>

<p>غزل اختر خوش لہجہ سنا نہ چلو مٹا سکتا نہیں ان ہاتھوں کی لکیروں کو مری آہیں بہت برباد کر دینگی فقیروں کو شرارے آگ کے ہیں بت نہ بہکاؤ شہر و نوکو دے ہیں لٹ پٹی دستارے کیا داغ چیر و کو سیاہی کا لگیگا داغ اختر ان وزیر و نوکو</p>	<p>باغیں آئے ہو گل و نوذر ابلبل کو نکالوں کس طرح دے تیری مزگا کی تیر و نوکو یہ حق حق بوریاے فقر پر کیا نقش و کھلائی نہ جاؤ ناصحا اس سر دھری پر نہ بجاؤ شگفتہ ہو گیا ہر گل تری رنگین ادائی سے بڑا پیچ اپنی شاہ کا کیونکر سفیدی ہو</p>
<p>تنگ ہوا سپر ہن آرزو سرخ رہے یہ چمن آرزو قطع ہوا سپر ہن آرزو خالی ہی سپر انجن آرزو صید ہو ناوک فگن آرزو</p>	<p>دھب نہیں سکتا بدن آرزو خون شہیداں کی دکھلاؤ بہار ناز کا انداز وہاں اور ہاں تیری نقور سے ہوں غلط فہم کیوں نہ یہ صیا دے اختر لڑا</p>
<p>آتی جلی ہو گلشن دل میں ہمارے کچھ باقی ہیں پر گلے میں گریباں کے تار کچھ بیزنگ ہو گیا چمن روزگار کچھ روشن ہو اٹکے نور سے ابلیس ناز کچھ اختر ہو نکا عشق نہیں پادار کچھ</p>	<p>کالوں کو پھر خوش آتی ہو صوت ہزار کچھ مطلب کی صورت سے دل ناساز ہو فگار کچھ پھر آمد بہار میں کتنے ہیں پر مرے ساتی نے اپنے دور میں محروم جو رکھا دار و مدار دار فنا میں خدا پہ ہے</p>
<p>اسکے ناموں کا ہے سبب باقی سرشب ہو مگر شفق باقی آسمان کے ہیں اب طبق یہ باقی کسی گل میں نہیں عسرت باقی ہاں اگر ہے تو نام حق باقی</p>	<p>دار فانی میں عشق حق باقی پان کھسا کر جمائی ہے مستی خوب چھاڑی زمین شعر و غزل کیچ لیستا ہوں اک نظر رہ میں تیری غزلیں فنا ہیں ای اختر</p>
<p>برق کو ہیفسر کر تا ہے ہم تن انتظار کر تا ہے</p>	<p>سوز دل جب گزار کر تا ہے چشم بینا ہوا ہے ہر اک داغ</p>

اپنی آنکھوں میں رکھ مجھے حیا و باغ پر کیوں نہ بلبلیں پہولیں ذرہ خاک سے بھی کمتر ہوں	کیوں شکار آشکار کرتا ہی داغ کو لالہ زار کرتا ہے کون اختر شمار کرتا ہے
میرا صحرانورد سدرجہ درو آسیر ہے تیر مشرگاں کا گزر ہو گانہ لے ناوک فلن کیسوی شبگوں میں ای بی مہر لٹکا یا نکر	جو بگولا خاک کا اٹھتا ہی شور انگیز ہی رو نکشا ہر ایک میری تن پہ تیغ تیز ہی ہی رقیب روسید یا مرغ شب آویز ہی
عارضی رگین نہیں اس دور میں میسند جو تنی بوئی سے کہ نہ آؤ دھقانہو	کاسہ چینی شراب سُرخ سے لہر زبہ پیرین صاف اس اختر کی آفت خیز ہی
خونکا تہیں جوش ہو آہ کا بھی خروش ہے داغ جو میری لے سکی ہارو نہیں تیری گوندہ لے میری چشم علی تل آنسو دلتی ذرا تو دل سروچن ہو مثل دار کی ہر قدر کا انتظار مصرع تریہ درد کا اختر زار ہی بجا	دل مرا سُرخ پوش ہی اور دایع ہوش ہے پھول سمجھ کنچ لے اسکو چوگل فروش ہے سد سکندری ہو دل سینہ میں ایسا جوش ہے باغیں گل کیلیں ہزار تیرا دہن خوش ہے حسن بلا جی شیم ہی نغمہ بلای گوش ہی
رخ روشن جو دیکھا صبح گاہ ہی بہی سب سکندر موج گیسو پڑ ہی تحریر خط عارضی یار بدل جائے شریعت قاضیوں کی ہو نہ کا عشق چوڑو آئی پیری	دل خوشید میں آئی سیا ہی سفینہ پر مری آئی تبا ہی لکھوں خواہی نخواستہ ہی عذر خواہی زبا تیں کاٹتے ہیں بے گواہی کرو اختر بس اب یاد آئی
لے کہہ دل تیرے سینہ میں خرابی ہے قری کی خرابی ہی ہر سروش خرابی ہے تناقبس کچھ نام سے یلی کا سید خیمہ نور و نہ کی رخی سنی بلبل کو اڑائے گی دیکھا نہیں بلبل نے اختر کا جو میخانا	معتوق جو رہتا ہو اسمیں ہر شرابی ہے ہر غنچہ رولستہ بلبل کی گلابی ہے گردون کی مرے غصے یوشاک ہی آبی ہے پہر پہر لو کا گلشن میں جامہ جو گلانی ہے جو شعری دیوان میں گویا وہ گلابی ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انتخاب دیوان مولوی سید
 علی محمد صاحب طباطبائی نظم لکھنؤ

کہ عالم عالم اجسام میں ہے بقیہ اروں کا
 کیلچہ ہاتھ بہر کا ہو گیا امید واروں کا
 یہ مقتل نیزہ بازوں کا وہ دفن تاج داروں کا
 سمیٹتا ہی اگر تو ایک مرجع سب شاروں کا
 گلوں میں پیتر نشوونما ہوتا ہی خاروں کا
 غبار اونچا نہو جائے کیسں ہم خاکساروں کا
 شب تاریک ہی او کاٹنا ہی کو ہساروں کا
 پتہ رے زمین پر تو نہیں ملتا فراروں کا
 کہ اف کرتا نہیں مارا ہوا تیرے اشاروں کا

مسیحا و خضر پڑنے لگے کلمہ شہادت کا
 کہ دل رکھتا ہی انسان وردن ہی ایک آفت کا
 جو عاقل میں یہاں اگر بہت لیتے ہیں حیرت کا
 وہ باتیں اگر زمانہ کی میں قیہا کی میرت کا
 چہ ہر دیکھ ادھر یہ فنا کا ہی پتہ شک کا
 عدم کا اٹھ گیا پردہ جو دامن تا کر الٹا
 ادھر دیکھ قیامت ہے ہو گی پیچہ جادہ اگر الٹا
 ہوئی لکھن بڑا آزاد دل الٹا جگر الٹا
 کہ پردہ شام سے چھوڑا تو نہر گام بحر الٹا

نظر آتا ہے ابر آگزرنا کو ہساروں کا
 کیا ہے دست گیری کا جو وعدہ تیری تے
 گلستاں ہو کہ خارتاں ہو دونوں جاہرت
 نہیں ہی شرک سجدہ کی جہت شرف یا منبر
 کرم ادنیٰ پہ اعلیٰ سے زیادہ ہی تعالیٰ اللہ
 نہ شوخی لے صبا کو وضع میں افق آتا ہی
 ضلالت میں گھرے ہیں اور علاقے نایع عرفا
 ہوا میں انکے ڈسے ہوں تو ہوں چوناٹو گرنے
 کلا دیتی ہے سرمہ کیا نگاہ شرمیں تیری

تجمل دیکھ کر تیرے شہیدان محبت کا
 فرشتہ کی طرح سے پاک دامن ہو تو کیونکر ہو
 ذرا سن تو سہی کیا شور سی شہر خوشاں میں
 شباب اس طرح سے گزرا کہ اب معلوم ہوتا
 فغان آبشار و اشکابرو گریش شب سہم
 منادی آئے ہستی ہستیوں کو اگر الٹا
 نگاہ نماز آئینہ میں کہتی ہے اٹھ الٹا
 ہمارا آئی آئے بادل چلے صحر اکو دلو آئے
 نہ ہو لینگی کسی وہ مخلوق میں وہ وصل کی باتیں

سوؤں نے اذان مغرب کی دیکھی تھی
 وہ بل کھا کر انہیں قتل کر دیا
 صبا کی شوخیوں پر رشک کیسا جھکو آتا ہے
 جلے میں غیر کیسا کیا وہ جو خلوت سے میری نکلتے
 جواب آیا نہ عرفان جن سے میرے نالوں کا
 بار بار دوئی ہوئی کیسے بندہ برسنے سے
 جو سچی بات ہو لے نظر دو پہلو میں کہتی
 خواہ جو رکھ کی حد ہوئی ۔ چلیں گے ہم اپنا
 نگہ میں نوک لہجی ہے ابرو میں تم اپنا
 فکر کہ انداز آئینہ میں اپنا پوچھ لے ہم سے
 جواب صاف دیکھ تو لے کیوں ہو مرد کو
 سے گھر و مسلمان منزل مقصد سے ہر گناہ
 نفس نودیہ جانا خواب کا ہو میں جینو کی
 لحاظ اتنا ابھی تک حضرت ناصح کا باقی نہ
 نہ پایا شعر ہم نے دفتر میں وہیں کہہ کر
 روانی کو کلام نظم کی انصاف کی کہیں
 ادائیں سادگی میں لکھی جو فی حلقہ والا
 کلمہ وہ پول نیلو فر کے آئیں تو فی حبیب
 نہ اگلی سی محبت نہ اگلی سی مرو سے
 فلک کو دیکھ کر شکوہ کریں ہم بیدار دہ تا
 چہ اہل یافوں سے زنجیر پیچہ دور کی سے
 ملی کی گئی اب بے لایوں کے گئے
 عطا ہوئے ہیں ہندیا کیوں جلوہ نگاہ قدس

جی میں نوبتی نے وردیاں الیں گھر آتا
 جی پر کچھ نہ کچھ الزام دہرے کی کر لیا
 کہ اپنی اسکا بوں سوئے ہیں خوف خط لیا
 پریشاں یا نہ کر جو زاد وینہ اورہ کر آتا
 گلے کو گستہ پیر ازاں کو گستہ ر آتا
 نظر آنے لگا ہر ایک تالے میں شجر آتا
 نظر آتا ہے کیساں کو جو سید پایا کر آتا
 شائے جاؤ تم اچھا کئے جاؤ ستم اپنا
 یہ تیغ جاں ستاں ہی خوب یو تیر ستم اپنا
 زمانہ بھر سے اچھا اور تر سے سہی ستم اپنا
 مجھ کیست و لعل اچھی مجھے لاؤ نعم اپنا
 ملا پھر راہ میں ہر گناہ دیر و حرم اپنا
 نکال لا سیر کا وقت لے سیم صحیح ہم اپنا
 وہ جو کچھ حکم فرمائے ہیں کہہ دیتے ہیں تم اپنا
 زباں اچھی مضامین خوب ہاتھ اچھا تم اپنا
 تو کھل جائے کہ ہی تلوار اچھی یا قلم اپنا
 شکن یا تیر پہ ابرو میں گرہ کیسوں کی ڈالا
 ستم کیسا کیا شرمائے ہاتھ سے چوٹی ڈالا
 الی خیر وہ انداز ہی اب تو بہ لی ڈالا
 کہا جگہ گر فلک سے سر اٹایا اور پھیل ڈالا
 رفیقان کن میں تفرقہ خوب لے ابل ڈالا
 تعلی بڑے کی موباف جو پہلے پیل ڈالا
 تہا لے نظم آخر ہر یس کیوں تو فی بدل ڈالا

آپ کی محفل میں اگر دل مکر لیچلا
دیدہ تر لیچلا آنکھوں کی چادر لیچلا
اگے میخانہ میں ہم بستوں کو پہلو تلے
ہیں گلے لپٹا تو یہیچ خکیاں لینے لگی
میں تو سمجھا تھا نہ ہم سابق بھی لاحق بھی
کاروائی گل چلا آخر ہوئی افضل بنا
وقت آخرا سکا۔ اہو گئے نسبت لکواغ
دیکھنا یوں چاکی نظر ہوئی آئی کسے

کون سا اس عشق بازی میں نہ ہم زین کیا
چھوٹ کر تیرا سکی ٹپک سے یہ دینا ہی صدا
کھل کے کاجل نے کیا آنکھوں کو نیلو فر کا پھول
جس زمین شہر سے لپٹی حری فکر بلند
جنہش ابرو فقط کاٹی مٹی میرے قتل کو

ہے ستم مغ جن شور مچانا تیرا
حوصلہ رہ گیا۔ لے فصل جوانی افسوس
یوں نگہ پیر لے وہ آنکھ ملا کر مجھے
بے مروت کوئی پھر تجھ سے ملے کس دے لے
لے جنور بیچ بڑگنا کاٹ۔ کہہ مر جانا تھا
شہر تیرا نہیں ہی ہو جو ہو پیر و مال
بانا کہ ہوسے سے جینا تو یوں فرما تے ہیں
دل تشاق نے کروٹ نہ ایندیں لینے دی
تیر لگتا ہے کچھ پہ کسی دل پہ کسی
تا کجا شمع غم و درد خوار احویت

آئینہ لایا تھا میں ستر کندہ لیچلا
میں جد ہوا تھا بسانِ مہج بستر لیچلا
کس طرف اوپر دریا بارش کر لیچلا
ہو سہ مجھے چین کمنڈے کا گوہر لیچلا
ہاے پھر تیری کی تممت کیوں لگا کر لیچلا
سبزہ خود رو جن سے اپنا بستر لیچلا
خود میں اپنے قبر پر پہلو ملی چادر لیچلا
آنکھ جس لڑکھی ساتھ ہو چکر لیچلا

آہ کی فریاد کی نالہ کیا شیون کیسا
آفریں کیا کام تو نے لے شکار افکن کیا
جہم کے مٹی نے لبوں کو غیرت محسن کیا
اس زمین نے اطلس گرد و کو پیرا بن کیا
اس قدر جلا دیر اے ترک کیوں تھک گیا

زخم دل پر ہے ننگ ریز ترانا تیرا
دلو لے دل کے سوا کم ہے زمانہ تیرا
لے اجل خوب سمجھتا ہوں ہسانہ تیرا
آج تک یاد ہی وہ دل کا دکھانا تیرا
خوب رہا ہوا ہوئے کتنا جو مانا تیرا
جیتے دیکھنا ہے نشانہ کو اڑانا تیرا
ہر کی کیوں اور ہی کم نخت ہکا نہ تیرا
وہ یہ کہتے رہی دکھ جائے گنا نشانہ تیرا
شہک برتا ہے نشانہ پہ نشانہ تیرا
پھکیاں لگ گئیں سن سن گئے فنا تیرا

تند آندی میں چریغ تہ داماں دیکھا
کاسلے کوسوں پہ مناسفے شہستان دیکھا
جس طرف ہاتھ بڑھا اپنا گریباں دیکھا
اگیا ہوش نوا اپنا ہی گریباں دیکھا
میں نے ہر خاک کے ذرہ میں اپنا دیکھا
تو نے اے سرو وچھن کس کو خراباں دیکھا
آنکھ کھولی تو طیبیوں کو ہراساں دیکھا
بقنہ حشر کو ہی خون میں غلطاں دیکھا
قتل کے بعد ستھک کو پریشان دیکھا

کار ناداں میں کرتا کوئی عاقل ایسا
اس قدر کثرت گل شہر خدا دل ایسا
موج تو ایسی بلا خیز ہے ساحل ایسا
مل رہی ہیں کف افسوس جلاجل ایسا
اک پرکاش کی پیش کرے جاد دل ایسا
دیکھ اے قیس اے پیر دھماکے ایسا

ہوا اپن میں نہ نکلیں تو باغباں ہو گا
پسہ ناز کش گرد کارواں ہو گا
کہ سب کا اس ستم ایجاد پر گما ہو گا
خبر نہ تھی کہ یہ ایسا مزاج داں ہو گا
ہر ایک جاوہرے کا جو ہے نشان ہو گا

بنا کہ تو نے کیا کیا تمہارے کب
خبر نہ تھی کہ یہ ایسا مزاج داں ہو گا
فساد میں سے اناسے فقور میں نہ ہو گا

زیست میں چار طرف مرگ طوفان دیکھا
تھکے پایا نہ قدم طول ال کے ہاتھوں
رنگ ہی جھکوتری جامہ دری پرے موج
عالم و جد میں کینچا تھا ابی دامن یار
فتمت دہر میں لگی ہوئی ہے ویرانی
تو کارہ پہ کمر اہو جو رہا چوڑے راہ
کچھ نہیں جانتا کیا بحر میں گزری چھبر
قہر تباہی کے گاریں کا وہ تو کر ایوان
کشتی تھا کہ نہ تھا نظم نہ معلوم لنگر

پیر و عقل ہو دیوانہ نہیں دل ایسا
بر گیا بولوں سے داماں نظر جیب سماع
گور میں ہی نہیں طوفان حوادث مفر
میں سمجھتا ہوں کہ شادی کا سر انجام میثم
بخش دے خلد کا گلزار و ایسا ہے کہیم
تیر و جب تجھے اے ناقہ لیلے سمجھیں

جہاں میں کوئی نہ کوئی عدیے جاگے
جد ہر سے قافلہ گزرتے گا خاکساروں کا
نگاہ کا کٹ کے مر جائے تو یہ ڈر ہے
نگاہ اس نے جو پیری تو مر متا دل زار
نہ کو ڈھونڈتے تھے جانا ہی کیا کیس نظم

کما تہ نہ دل تاجہ ہو رہا نہ ہے کیا
یہ نظم کہ نہ تھا پیرا نہ ہو رہا توں میں
نہا نہ کر پیر کیا تم کو کون کتنا ہے

جہاں کہیں ہوئی کثرت رہا میں آپ سے دور
 رہوں میں سسر بگیاں پھر امر نہ نہو
 خزاں سے منہ میں زبان دی بائیں لطف سخن
 جو مجھے رکھتے ہیں اسے نظم سخن احساں
 میں پاس کے اس سے عفو کا پروانہ چھڑ گیا
 کیا حال پر دل شب غم بیاں کوں
 آئی تھی اس سے فرسے پاکائی تباہی کی
 کس رس سے ناکہ لیلیٰ کو سہلے چلا
 مستی میں ایک کو نہ رہی ایک کی خبر
 کا جل اگلا کے لاش پر رونیکو لے رہے
 ہوا ضبط اب شوق ہی نکلا حریف بزم
 قابو سے کس کو کھٹکنے ہی نہ دے
 دیکھا فریب حیرت بزم وصال کا
 دی گئے کیا نیم نے تیرت فراخبر
 تہا رسل روح و تن نفس واپس ملک
 احسان یہ کیا عوق انفعال نے
 واعظ تبا مجھے کہ یہ کس کی نظر لگی
 زاہد جو شہر چوڑ کے صحرائیں ہوا
 رکھا گیا وطن میں اس لئے نظم حیاں
 سرہاں بیاں نہیں ہی جو سماں نہ تو گیا
 تامل یہ ہا خور کہہ کے قسم کہ گئے ہیں وہ
 لایا ہے نہ زنی ساتھ نہ بچا رہے گا کوئی
 ہوا کہ جسے باں نہیں لگتی جاسی کی

جہاں ملی سہی غلوٹ غلوٹ میں نے کیا
 یہ سہل تھا کہ گریہاں کو دور رہا گیا
 اس ایک بات یہ کہنا غریب نہ ہو گیا
 تو میں مجھتا ہوں کچھ کہ نہ ہو گیا
 اہل خرد و عزم سے گئے وہاں چھوٹ گیا
 ظلمتہ و تاریکی کے چھوٹ گیا
 کہ رنج لطف سے مٹا ہوا غم نہ ہو گیا
 لے سنار باں قیاس کا بولہ چھوٹ گیا
 تیشہ سے بزم عشق میں بیانا چھوٹ گیا
 اشکوں سے نہ رہا نہ گھر گھر مستانہ چھوٹ گیا
 چنگی میں آگے تنوع کی پروانہ چھوٹ گیا
 پھر شیر سے جو چھوٹ گیا دیوار چھوٹ گیا
 دست فرہ سے نہ ہو گیا صدر دانہ چھوٹ گیا
 ہر تیرا گل سے ہاتھ سے پھینکا چھوٹ گیا
 دم بھر میں ایک تیر کا پارانہ چھوٹ گیا
 دامن سے لے کر یہ مستانہ چھوٹ گیا
 ہونٹوں تک آگے ہاتھ سے پھینکا چھوٹ گیا
 اس کو یہی قافچہ کے مینا چھوٹ گیا
 ہوا اس لیے اداس کہ ویرانہ چھوٹ گیا
 داماں نہ تو گیا بیاں نہ تو گیا
 بد عہد کے لئے نہ ہو تیرا نہ تو گیا
 دولت و اسرار غایت احساں نہ تو گیا
 تاج بھرا دیاں نہ تو گیا نہ تو گیا

ظالم متاع و دہی ارزاں بنو تو کیا
لیکن وہ ظلم کر کے پشیاں بنو تو کیا
معلوم اسکو حال پریشاں بنو تو کیا
لے خون میں نہ پشیا تو یاد کیا کوئے گا
ہو لا ہی سے ظالم بہر یاد کیا کرے گا
مرو د کیا کرے گا شہد کیا کرے گا

کعبہ کو ہی گہرتی ہوئی دیوار نے کینچا
جیسے کسی مجبور کو مختار نے کینچا
اس شوق میں چلے لب سواہر نے کینچا
کس بوجہ کو موئے کمر یا نہر کینچا
نالہ کسی یازیب کی جہنکار نے کینچا
محشر میں گریباں غم دلدار نے کینچا
کاشا جڑ بھاپاؤں میں خود یار نے کینچا
سو بچ کی طنبوں کو دل زار نے کینچا
آہو سے حرم طرہ طرار نے کینچا
لغشہ دم طاووس کا گلزار نے کینچا
آغوش میں بے ہوش کو بشار نے کینچا

اب دامن میں لاسے ہو تو آزاد نہ کرنا
تم اپنی طرف سے کوئی ایجا نہ کرنا
وہ میرا ترپنا نہ تر ایا نہ کرنا
دیکھو ہر سے ایسا ہے ایراز نہ کرنا
یہاں اگر مول تو آزاد نہ کرنا
تا مگر بھولے ہوئے کسی یاد نہ کرنا

کیا لے فلک ملا ہیں باز دہر میں
کتنے ہو چو پڑے گی نصیب انہاں کے
مانا کہ تو نے غم کیا نظم ایسا حال
پریش جو ہوگی تجھے اجلا د کیا کرے گا
دل سے لے کے پوچھتا ہی تو کسا شیفہ ہی
لے نظم جس کو چاہی وہ ہے شہت دفع

پر کا لہ دل گر یہ سرشار نے کینچا
یوں جھکو سوئے دشت دل زار نے کینچا
ایسی ہے ترسے ہاتھ کے بوسوں کی تنہا
کن کن ثروں کو قدموزوں نے بندرالا
بگڑے کبھی چپکے ہی سے گیسو شہ صلت
چپ چپ کے ہی رو یا تو گنگہ گارہاں میں
مجنوں کو مری شہت نور دی پر حسد ہے
جب آہ کی اک داغ محبت اوہر آیا
چو رنگ لگانے کا جو ہو کو ہو اشوق
لی ابر ہاری نے پزراغ کی رنگت
دور سے گل رنگ رہا شب کو بیا تنگ

گیسو سے رہا تم دل ناشاد نکرنا
میں یہ ہیں کتابوں کہ بیدار نکرنا
ہو لا نہیں فرقت کا زمانا مجھے اجنا
گنبد کی صدا بن کے نہ پڑے میں مضل
بندہ تو اس اقرار پہ بکا ہے ترسے ہاتھ
اد و عدہ خلافت اپنے نال کی گم

نے نظم عجب لطف دیوانہ دلی میں

کسی تیوری چڑھا کے دیکھ لیا
دیکھ سکتے تھے آنکھ سے نہ جسے

پہول سے میں سُبک قدم لگے

حال اس شیخ نے مجھے دل کا

مر گیا میں سمجھ کے پتھ اسکو

ایک ہی ہاتھ کا تھسا راجاں

دل کی چوری ہی بس لگی سبب

نہو داغ کا جواب اسے نظم

دم لگا شوق جستجو نہ کیا

لے اور ا مرغ نامہ بر خط شوق

اُڑ رہا ہوں غمسا رہو بھو کر

تہا جو چمکو کحاط قاتل کھا

نظم اس سال ہی زیارت کو

مست ہے احتیاج کا داغ البتہ کب

سختی کو چیل جا تو سعادت شکار سے

ہرگز گمشاد عشق رہے تقیم کھا

کب ہوگا بر طرف مراندوہ لے کریم

تو ہی تو ہم کاب تہا شوق کو یاد

نعلیگا دل سے نظم کے کیونکر غم جیتن

یا دوں پہیلے ہیں داماں کی طرح

ترے عاشق کا پھو دل تہا ظالم

سر جبکا کرنے اٹھایا ہم نے

ہاں ترک گئی عشق پری زاد نہ کرنا

اور کبھی مسکے ا کے دیکھ لیا

اسکو دل میں چپا کے دیکھ لیا

میں نے آنکھیں بچھا کے دیکھ لیا

کیا نظر میں سما کے دیکھ لیا

کیوں بہانہ بنا کے دیکھ لیا

ہاتھ ہم نے اٹھا کے دیکھ لیا

آنکھ تم نے چرا کے دیکھ لیا

طبع کو آزما کے دیکھ لیا

دل گیا داغ آرزو نہ گیا

دل بیتا بسا ہاتھ تو نہ گیا

زور پر وار جستجو نہ گیا

اُڑ کے دامن تلک ہو نہ گیا

بانیو الے تھے لوگ تو نہ گیا

ادھر زہ کاراگ بھی ہی ہوا سے کب

خالی ہے اس پہاڑ کی چوٹی ہمارے کب

سر کا پھو آفتاب خطا سنو اس سے کب

پانی سفید برے گا کالی گشتا سے کب

پیچھے میں رہ گیا ہوں جد اور سے کب

جہاں ہی دنگ لعل سے سرخی تھا کب

ہاتھ کیسے چاہے گر یہاں کی طرح

توڑ ڈالا جسے یہاں کی طرح

تیغ آئی تری احساں کی طرح

<p>خاک اور تھی ہے بیاباں کی طرح کہو دیا اسکو بھی ایماں کی طرح چمک رہا ہے ستارا سا ماہ کامل پر کہ پس گیا گل نغمہ کف جلا جل پر کہ پوچھی شام غیبیاں سوا دنزل پر کہ روؤں بیٹھ کے میں ناہرادی دل پر تڑپے ہیں جو گر گر کے شمع کھنسل پر اُٹا سکے راہ سے میں۔ یہ ڈر کیا دل پر یہ آرزو تھے اس حوصلہ پہنل پر</p>	<p>پر کہ ورت ہے مرا دل ایسا نظم کے پاس تھا کیا دل کے سوا پئے نکاح نہ کیوں روئے یار کے تل پر نو لے شادی و غم دونوں ہی ڈھنڈا کیا تھا میں نے ابھی طے نہ وادی غیب ملی نہ غمگدہ دہریں جگہ استی نہ طواف شوق کو سیکو اینس تنگوں سے ملا طریق و فایں کوئی جو سنگ گراں کجا وہ جلوہ گہ ناز تو کجا لے نظم</p>
<p>اس گنبد بے در سے کل طے کیوں اور کتا ہوں میں بس بس تو وہ کتا نہیں اور وعدہ ہے کیوں اور ارادہ ہے کیوں اور ہے قہر کہ دیتا ہے ہوا دامن زیں اور کیسو ہوئے برسم تو گملا نا قہ جیں اور ان لوگوں میں باقی بچاں اک نظم خراب اور</p>	<p>کو چہ کوئی نیکے جو رگ جاں کے قرین اور اللہ سے ساقی کا بچہ ہو کے پلا نا اس چیر میں کوئی جو نہ مڑتا ہو تو مڑ جائے اوڑنے میں لیکن میں ہے شعاعہ برسون خوشبو سے یونیس ہوش با وصل کی شربتی وہ محفل ارباب صفا ہو گئی برسم</p>
<p>رستہ ہی جل تو سیرہ بیگنا نہ چوڑ کر جاتا ہے شمع کشتہ کو پیہ وانہ چوڑ کر جائیں گے ناتمام یہ افسانہ چوڑ کر کوسوں کل گیا دل دیوانہ چوڑ کر کیونکر جیو گے مشرب زندانہ چوڑ کر سو جی ہے دل گئی مجھے دلیکیر دلیکیر گہرا گئے وہ دفن میں تکر خیر دلیکیر زلفوں میں روئے یار کی تصویر دلیکیر</p>	<p>احسان لے نہ ہمت ہر دانہ چوڑ کر مرنے کے بعد پھر نہیں کوئی شریک حال طول اہل پہل نہ لگانا کہ اہل بزم بہروں ہمارا آپ میں اُنا محال سے تو بہ تو کی ہے نظم نہا ہو گے کس طرح بت نہتے میں کسی گہبی تصویر دلیکیر پہلو سے دو گہری جو سر گئے تھے گہبی سناہ کے ساتھ دھوپ بھی شہر کے ہٹ</p>

سمجھے مری دھاکو ملک نروبان عشق
خراب تو دیکھئے کہ خیالی تباہیں سن

پہاںس گنتی ہے ادھر کا کل پچاں دوچار
گلیہ سو دن میں ہر شب وصل کا نقشہ باقی
میں ہوں وہ کشتہ حسرت کہ لحد پر میری
اکوں صد سے ہوں مگر عشق کا ایسا ہی
غم ہے جو زردی کندو کہ تماشا دیکھے
اس میں کاپی اشعار میں صال کے نظم

دوش پہ میں کہی افی کہی رخساروں پر
بہر کی پتی لب جاں بخش کاشیرہ من کے
بانہیں گردن میں مری ڈال دے دیکھ سزا
ہوس لذت پیدا نہ پوچھو مجھ سے
لطف میری ایسی کہیں نہیں اس نے تلوار
ہو گیا مستوں کے جہرٹ میں جو خوشیز ہو
سختیاں عشق کی جھڑپ بنے جہلیں کے
میرے نالہ کو جو کوئے پہ نہ آنے دو کے

سرو قد خراٹھا قامت دل جو ہو کر
صبح ہی کے شب عشرت ترے صدمہ میں
دل نہ دینا سے لگایا کہ میں آزادہ روش
مجلس پیر مفاں سے نہ انیس گے ہرگز
قد رے نظم کسی نے ہی نہ جانی میری
جنوں میں اک ولولہ جو آیا بار گل کی انگلی
ہمیشہ کچھ و مقام اپنا رہا ہر خضرہ طریقت

پہم صحو دنا لہ شبگیر دیکھ کر
سودا ہوا بچھے وہی تصویر دیکھ کر

مار لیتی سمجھے ادھر نرگس قفاں دوچار
کچھ گند ہی رہ گئیں زلفیں تو پریشاں دوچار
ارتے پر تے ہیں جینوں کے گریبان دوچار
کہ ہزاروں میں ہو سے ہوئے نگہ پشیاں دوچار
رنگ بدلے گی ابی گردش دوران دوچار
آسمان بھر میں ستارے ہیں رشتاں دوچار

خود ستارے ہو غایت ہی ستاروں پر
چشم قفاں نے چہری پیر دی ہماروں پر
منہ جو پوچھوں تو بل کرتے رخساروں پر
دل جو آتا ہی تو آتا ہی دل آزاروں پر
ٹوٹے پڑتے ہیں گنہ گار گنہ گاروں پر
سین میں نگہ شفق ہو لی ہر رخساروں پر
ہمے دیکھی ہر بجلی نہیں کہساروں پر
چاندنی بن کے وہ رہ جائیگا دیواروں پر

قلم پیدا ہو سے نرگس جاو ہو کر
ڈھانک لے چہرہ خود شہید کو گیسو ہو کر
چمنستاں میں بسے ہی تو بسے ہو ہو کر
پاؤں اب توڑ کے بستے ہیں روز اول ہو کر
دامن دشت میں مہکا گل خود رہ ہو کر
تو دل میں نہا وہ درد ہو کر چرخ چرخ ہو کر
رکاو میں سنگ میل بن کر چلا تو آواز نکلتا کر

جواب کی مینا کے مژگوں کو توڑا جلیں گے تلو و جھپٹے
اُس نے تلو اور کینچ کر تم کو پیرمال نہ جائے گا
بہت دنوں بعد جبکو حیدر بہ ملا دلی جگر کا

خارِ حسرت کو پہ جگر کی تلاش
عشق میں تیرے سے جہاں بیمار
اپنے دل میں خدا کو ڈھونڈ لیا
میں دعا مانگتا ہوں محشر کی نہ
میکدے کو ہمارے ڈھونڈ لیا
ایڑیوں تک پہنچ کے کٹہری زلف
دو پہرے تک تنہا انتظار اس کا
تو جی غمِ یوں سے دیکھ لے اک بار
مل گئی قبر کی جگہ اسے نظم

کچھ ابر نے اوڑتی ہوئی دی ہر خبر فیض
کانٹوں پر چوہہ راہ تو آنکھوں پہ بھرتے
آئینے دریا کی روانی میں بھی فرق
طوبی لکھ لے اہل کرم واہری رفعت
کیا اہل فحاش کو غرض اہل غنی سے
زاہد تھے کیا اس کی کبریٰ سے عجب ہے

نظر شوق کہی ہے درجائوں کی طرف
دیکھنا لالہ خود رو کا لکھنا ساسی
بات چیتی نہیں پڑتی ہیں گاہیں سب کی
سینکڑوں داغ گندہ ہو گئے رخت تری
میری جانب نگہ غینط کہی کرتے ہیں

لہو ہی رندوں کا دیکھ لینا ہمارے لالہ نگہ کر
کہ رنگی میرے دلی حسرت شہید تیغ درنگ کر
وہ نکلا تھر سے آگ بھیکہ پرکا منہ دلی رنگ کر

گل داغ جنوں کو سہ کی تلاش
چارہ گر کو ہے چارہ گر کی تلاش
حد سے اب بڑھ گئی بشر کی تلاش
ہے جو ایک شوق فتنہ گر کی تلاش
گئی خالی نہ ابر تر کی تلاش
مصرع قد تبارات ہر کی تلاش
دو پہرے تک رہی سحر کی تلاش
رگ جاں کو ہر شہر کی تلاش
پہ گئی ختم عمر بھر کی تلاش

ساقی نظر فیض ہو ساقی نظر فیض
اک وادی اسراف ہر اک ہنگز فیض
تمتے نہیں کہتے نہیں شوریدہ سر فیض
لے اڑتے ہیں طوبی کی طرف بال فیض
ہم کو نہ سر فیض نہ ہے درد سر فیض
توبہ کا ہو در بند تو کھل جائے در فیض

بسی حسرت کی نظر دیدہ درباں کی طرف
کوہ سے دوڑ گئی آگ بیاباں کی طرف
اسکے دامن کی طرف میرے گریباں کی طرف
کیا گستاخو م کے آئی شکستاں کی طرف
دیکھ لیتے ہیں کہی خنجر ہراں کی طرف

<p>سہر جگہ سے ہوئے نظم زبان خامہ نہ پاس کے محل مقصود اس سہارے سے ہم اترنے روکنے کے ہر ایک ہمارے تین اسیر فنا ہوں یوں کہ ملے بعد اسکے سحر ابد رہیں گے عورت جیسی نہ راکہ ہستی میں وہ آسے ہیں مگر ایسی ہیں بے بے خبری چو چل بسے کہیں انکا پتہ جہاں میں نہیں وہ مہر کے آسے ہیں کہ کو بجال عوض نیا وہاں غارت خاں سے سہر گرانی سے فلک کو رشک ہے اسکے طراز دامن پڑ وہ کاش سائل دیدار کو جلا دیتا برا نہ دانی چو پہنچے کسی سے رنج لے نظم کسی سے بیکہ امید کشود کار نہیں</p>	<p>سہر جگہ کی سہرے ترسہ خط فرمانہ کی نظر اٹھا کے دوغ چٹیل یا رخ روز گار سے ہم شکار کیلئے ہیں دام آتش سے ہم نکالیں آب بقا نالیت مزار سے ہم پیادہ ہو کے نکل جائیں گے سوار سے ہم کہ دیکھتے ہیں انہیں چشم انتظار سے ہم نشان نقش قدم خاک رنگاں میں نہیں مزاج پوچھو چہ جرات مزاج داں نہیں یہاں شراب آتش شیشہ فناں میں نہیں ستارے ایسے ہی شہرہ کشاں میں نہیں کوئی شرار تو سے سنگ بتاں میں نہیں کہ ہوشیار کوئی دور آسماں میں نہیں</p>
<p>بجھے اجل کے ہی آنے کا اعتبار نہیں کہ جانتا تھا اسے تاب انتظار نہیں تمام ہو گئی شب اور بجھے قرار نہیں جو تو نہیں تو نہیں بلکہ نہیں نہیں ذرا ہی گرد نہیں راہ میں غبار نہیں کہ رنگ و بو سے جن کا یہ کہہ اعتبار نہیں وہ کون شعر ہے جو در شاہوار نہیں جو پاؤں کا ٹکے بیٹھیں تو جھوٹ نہ کریں کسی کا منہ نہ کریں پاس آبرو نہ کریں کیش یہ ہاتھ جواب بعت سہو نہ کریں دہن پہ صرہ کی سہرے کہ لنگو نہ کریں</p>	<p>جواب نامہ کا قانع سہر مزار پر لایا یہ کہہ کے اٹھ گئی ہائیں سے میری شمع جو تو ہو پاس تو جو روضہ سب کچھ ہو عدم کا قافلہ کہا جانے کس طرف کو گیا خزاں کے آنے سے پہلے ہی تھا مجھے معلوم غزل کی کہی کہ موتی پر لے لے نظم جود کو میس کہ نہیں تو آرزو کریں کہیں ہزار ہیں حق ہم وہ تیغ عیاں ہیں بننا سب کچھ کے زہر و ورنہ کو دیکھ لیا نگاہ میں کیا کروں وہاں سے لب ملا ہیں</p>

<p>جو یوں گیا سٹے جانے دیں جیتو کر چٹکی ہے چاند نی سے دل یا کہیا ہیں خاموش مثل شمع ہوں سوز و گداز میں نقد وصال ہے گر نیم باز میں الحجاء کے رشتہ سے امید راز میں</p>	<p>نکل گیا کسی صحر میں نظم آخر کار سہ رخ سجدہ چاند جس نیسا ز میں آتی تھی بوسے ناز جو عرض نیاز میں کچھ کھل گئے ہیں ببا خواب ناز میں پہانسی لگا رہی ہے اجل کیا بری طرح وہ حیدر شکستہ ہوں پائی ہے پرورش</p>
<p>اور دل کے ولولے ہیں کہ دور آجاتی ہیں جتنے حسین میں سب یہ وہی چٹکاتی ہیں اور پاؤں مائے خوف کے تھرکتا جاتی ہیں ایسے میں کچھ نشاں قدم پائے جاتی ہیں چاک داماں سحر چاک جگر سے کم نہیں</p>	<p>یتور قدم قدم پہ مجھے آئے جاتے ہیں وہ آئے یزم میں کہ ستاروں میں آفتاب باریک ہی جو بال سے درمیشی وہ راہ سب قافلہ نکل گیا لے نظم اتو جو تک صبح فرقت کی شعا میں نیشتر سے کم نہیں</p>
<p>ہوا نہ ہیرا اور آج لا جبط تھویر میں ایڑیاں رگڑیں تھوہر تل بوگئی پٹھریں لاکھ زبور کا خزہ ہلکی سی اک زنجیر میں زلف بیکل میں کیسی الجھی بھی زنجیر میں دلوں چمک اٹھتی سے صمیم رسوئی ہوتی ہیں</p>	<p>یاس و امید اس طرح ہے خاطر دلگیر میں سرجو نگہ پایا تو دیواروں کو زلیں کر دیا مانی پو شاگ میں رختہ عوی کا پیسن کھل گیا جوا تو بندھ گیا میصبت ہو گیا دوہ دل سے عشق کی سب پر دی ہوئی ہیں</p>
<p>اصطلاح خورشید کی تیوری چڑھتی ہیں جمع کو ہو مٹو نہ جب شب کی کستی تو نہیں ناز ہوتا ہے اسے شرمندگی ہوتی ہیں ایسا ہی سہ ہے کہ اٹیکہ طقی ہوئی نہیں قیمت اجزا ابی تک نشی ہوتی نہیں نظم اہل ذوق کو میری ہی ہوتی ہیں چہرہ نہیں سی تکرار سے کچھ کام نہیں</p>	<p>مسو کے اٹھنے کا ترس کچھ اور ہی انداز ہے جھلنے والے جل کے رہ جاتے ہیں کیسے کچھ شکوہ پیدا پیکر ہو تلافی کی امید دولت کو تین ملتی ہے جو خالی ہوئی ابی آسیلے سحر ہے مدت سے اور عظم نیم اس زمیں میں اور کچھ اشیاء نہایت آپ کو میرے دل زانے سے کچھ کام نہیں</p>

و غلط کہنے کو چلے آئے ہیں میوہا دہ میں
 شعلہ شمع نہیں ہوں میں ہوں داماں نسیم
 کتنا ہی راز نماں آتش جاں سوزہوں میں
 تیغ سیکنے ہوئے نہ تھی ہی ادا ہر لحظہ
 اسکے جاسے ہی چلی چاندنی جی گرتے جسے
 زند آتی ہے تو پید کر کے چلی جاتی ہے
 میں جگر بند پیر کا ہوں شعلہ لے لے لے
 کچھ غبار دل اشدا کی خبر ہے کہ نہیں
 نرم عشرت سے ترے ساتھ فری میرا
 ہی شیبہ وصل کے ماتم میں فلک ہو گیش
 ہاں اے افسوس نہ کننا ہر امانا جیسے
 خم کسو میں دل ناز کو ہم دیکھتے ہیں
 پھر لچک لے نہ کیونکر کرنا زک میں
 کھر پھرا اسکے جو سندان نظر آتا ہے
 نکل اب ترک محبت کا زمانہ ہے تریب
 نفس کے ساتھ آگئیں وہ وہ یہ ہاں
 اسیری میں بہا رانی ہے فریاد و فغان
 حینوں کی بہار حسن ہی مہمان روزہ
 غرض ہی کسب عذراں جیکہ نہ تیرا نہیں
 چو اہب نامہ لکھنے میں کوئی مضبوط چلے
 نہ آنا لے اہل تجھ کو شرم و وقت آخر تک
 ہاں ضبط کی گریہ وہ ڈار کی لینا چاہتے
 عجب کیا کرتیں فلک شرمینہ میں تیرا کھا

شیخ کو خانہ غار سے کچھ کام نہیں
 تجھ کو خانہ سردیو اسے کچھ کام نہیں
 اور زباں کہتی ہے اظہار سے کچھ کام نہیں
 ہے ستم بھ کہ گندگار سے کچھ کام نہیں
 کہ مجھے اسب درو دیو اسے کچھ کام نہیں
 کہ مجھے دیدہ بیدار سے کچھ کام نہیں
 پس ہند جگر چلے کچھ کام نہیں
 نظر او آئینہ پر دازا ہر ہے کہ نہیں
 دیکھنا رات کچھ لے شمع سحر ہے کہ نہیں
 دیکھ لو چاک گریباں سحر ہے کہ نہیں
 بار کیوں مہر و محبت میں ضرر ہی کہ نہیں
 اسے شاخ میں گند کار کو ہم دیکھتے ہیں
 ہر طرف حسن کے انبار کو ہم دیکھتے ہیں
 کس نظر سے درو دیو ار کو ہم دیکھتے ہیں
 اور چاہب نگہ یار کو ہم دیکھتے ہیں
 ہند ہاں تاسہ جیسا کہ تانیا تیاں کر لیں
 نفس کو خوش نشاں کر لیں کویں ستاروں
 اور انیں گرمیاں کر لیں شمع خیاں کر لیں
 دینور شاہ قاتل اٹاٹا پڑے چو پائیاں کر لیں
 مناسبت ہی قلندر آپ سے کایاں کر لیں
 ابھی کچھ عمر باقی ہے ایسی بایگاہ کر لیں
 تو اسے برقی بجگو آشیان میں ہم نہ کر لیں
 دونا کو چو پیاس معنی خاطر نشاں کر لیں

<p> جوں ہو تو اجل کو کچھ دنوں ہم سہاں گئیں تماشاے گل رجاں باغ و بوستاں گئیں جو اس نخل میں آتے ہیں وہ کچھ کھو کر نکلتے ہیں رگ سودا میں کیا کیا ڈوب کر نہر نکلتے ہیں عجب انداز پایا پیچیدہ رنج و غم مرے نام لے بھی پر کہ پیچ کر خبر نکلتے ہیں الی خیر ہو نیز نگ کے پر نکلتے ہیں خبر ہی ہے کہ اس رستہ سے غارتگر نکلتے ہیں </p>	<p> سمجھتے ہیں کہ جینا رخ کی حالت میں ہی اچھا خزانے خوف میں مرے پیسے یہ نظم بہتر ہے ہر اک موڈ ہونے دیتے اپنا دل مضطر نکلتے ہیں بہار آئی اٹھائی خوش خون لالہ و گل میں کسی کے مطلع ابر کو ہم نے پڑھ کر کیا ہے مری فریاد اور الٹی گلزار یاد باقی ہے بنائے جاتے ہیں کاجل کے دہانے دم تیرا شاع صبر ہو سن لے نظم تو بیٹھا تو ہی لیکر </p>
<p> زمین شمع سے ہی جگہ کو تر نکلتے ہیں انہیں میلوں میں ہم شمع سیلوان نکلتے ہیں یہ کتا ہی کوئی پردہ اسے ہم باہر نکلتے ہیں یہ ترے چند در ہم لے فلک جھٹکتی ہیں سنا سے جسطرح بادل میں چپ چپ نکلتی ہیں کسی کے منہ سے حرف آرزو کو نکالتے ہیں </p>	<p> شاعے ساتی کو تر میں شمع تر نکلتے ہیں ہولے دید لے اڑتی ہے شمع ہو کہ کو رو ہو صدائے جنگ سے جھکوئی آواز آتی ہے اٹھائے ہیں جہاں میں رخ جو گر نہ ہو لو لگا گزرتے ہیں یوں روخیہ رباب بہت پر دل سے آرزو جسے طالع نے خیمہ حیران میں </p>
<p> کہ ہمیں دوڑتی ہیں نلکت گل کی سواری میں کہ بوسے اعتبار آتی ہے آہن اعتبار میں نہ کی پھر بات ہی مجھ سے غور شہ پار کی میں کہ گزری خانہ بردوشی پریشاں و نگاری میں خدا جانے کوں کیا عالم بے اعتباری میں اس طرح سے غافل کوئی سوتا ہے سفر میں </p>	<p> ہوئی پیر کثرت نشو و نما فعل کی باری میں جہاں بکھر ہیں ہم یا سہرا بشت کچھ میں تو ہوشیاں ہوں کہ بنگو شاہ خواب کھول نکلتے ہیں سنا کر جاہ پنے دلوں کے دل کیا لے نکلتا ہے ہے اس سفاک کا ہی سامنا غم میں آجندہ </p>
<p> دو دماغ تھے گویا برطاوس نظر میں وہ شمع کا جلوہ نہ رہا راستہ ہی بہر میں ورہے مگر آواز نہیں حلقہ در میں </p>	<p> اندیشہ ہی بہر ن کا ہی ہر راہ گذر میں آنکھیں مری یوں جھوٹا شاہ بن و نوں افسانہ رہا نخل عشرت کا ہمیشہ ہم میں شہر خوشاں میں گئے جہاں کے نکلتے ہیں </p>

<p>فغنی تے نہاں پردہ برگ گل تر ہیں تلوار لگا دی ہے نزاکت نے کم میں اڑا کر سہلے چلی مچ نیسم ہوشاں جھکو سر سے اس لیے کسنی پڑی ہر دستان جھکو کہاں سے حسرت دیدار سے آئی کہاں جھکو</p>	<p>کس طرح غنادل کے گلے میں اتر آئے ہے اس کی ادا قاتل عالم دم رفتار بنایا ناتوانی نے سلیمان زماں جھکو مری باتوں میں کیا معلوم کب سو وہ کب جا لکھنے سے عرصہ محشر تک آیا ناتوان ہو کر</p>
<p>نہو جب دروہی یارب تو دل کیا ہو چکر گیا ہو یہاں اس وقت تو اک عید کی قلم جو کر گیا ہو ابھی سے مر گئے ہم دیکھئے اب عمر بھر کیا ہو یوچ سے ناز میں ہو خوبصورت ہو طم کیا ہو جو وہ سفاک سن پائے تیلے چارہ کر گیا ہو یہ مانا ہم نے مر جانا تو ممکن ہے مگر کیا ہو کہا اس نے اگر مر جائے تو میرا ضرر کیا ہو کہا اس کی اجازت ہی نہیں پھر نوٹہ کر گیا ہو کہا اس نے بڑک آئے اگر سوڑ چکر گیا ہو کہا انگلیں کوئی تلو و سہل ڈالے اگر کیا ہو کہا منہ پھیر کر اتنا کسی کو در دسر کیا ہو کہا جب دل ہو پتھر کا تو پتھر پر اثر کیا ہو کہا نا عاقبت اندیش نے پکھ سیج کر کیا ہو کہا مر جائے چپکے سے تو پھر جھکو خبر کیا ہو</p>	<p>یہ آہ بے اثر کیا ہو یہ نخل بے اثر کیا ہو نخل گیر آرزو سے ہیں مرادیں رز و مجھے مقدور میں یہ لکھا ہے کئے کی عمر مر کر مر و ت سے ہو بھگانہ و فاسد دور ہو کو سو لگا کر زخم میں لٹکے نصا تیری نہا جائے قیامت کے بکھرے پڑ گئے آئے ہی نہیں کہا میں نے کہ نہ نظر جھلا کر تا ہے حسرت میں کہا میں نے کہ ہی سوڑ چکر اورا انہیں کی تا کہا میں نے کہ نے اسکو اجازت آہ کرنی کہا میں نے کہ آنسو آنکھ کا لیکن بنیں تمنا کہا میں نے قدم بھر پرستہ و صورت کناؤ کہا میں نے اثر مطلق نہیں کیا سنگداری تو کہا میں نے جو مر جائے تو کیا ہو سیج تو پس کہا میں نے خبر ہی ہے کہ دی جان ہی گشت کر</p>
<p>ہوں قد آدم غبار کاروان لکھنو رہ گیا ہے اب ہی رنگیں بیسان لکھنو میرے ہر نالہ میں ہے طرز فغان لکھنو ہے نشان لکھنو باقی نہ نشان لکھنو</p>	<p>جھکو تجھو یا دگار رنگا رنگ لکھنو خوں حسرت کہہ رہا ہے داستان لکھنو میرے ہر آنسو میں ایک آئینہ تصویر ہے لکھنو جن سے عبارت ہوتی ہو سکے وہاں پدید</p>

اب نظر آتا نہیں وہ جمع اہل کمال
پہلے تھا اہل زبان کا دوا ب گردش میں ہیں
مرثیہ گو کہنے لکنا سے زمانہ تہہ پیاں
یہ غبار نا تو اں خاکستر پروانہ ہے
گشتیوں پلدا تھا جب اپنے پیاں طہر صنیع
عمر پرانہ سہری میں کیوں نہ شیریں سخن
بوسے اس آتی ہے جہد خاک پیاں ہے

انگڑائیوں میں پہیلے ہیں بار بار ہاتھ
ڈوبے ہیں ترک سخی سے افسوس تو یہ ہے
تھا تین نوشتہ قیمت کسی طرح
ساتی سنبھالنا کہتے لہر پر جام سے
میں اور ہوں علایق دنیا کے دام میں
آئی جبار اور خفقا فی جہان کے
کو نڈیہ کہ رہا ہے کہ ہے فی کل قریب
اب تک میں سن رہا ہوں صلے الٹ کو
احسان سر پہ لے تو کسی با وقار کا
بہتر ہے تو ہی لئے نفس واپس نہ آ
جید شب وصال میں بسل میں ہو گیا

اس بات کا خیال محبت میں چاہیے
نکلا حرم قدس رگ جاں کے متصل
مرقد میں داد خواہ کریں کب تک انتظار
جسرت سی امیر سی آرزو سی
انکھوں میں پر کے کئی ہے یہ خاک شگاہ

کہا گئے ان کوز میں و آسمان لکھنو
چاہئے ہی تیغ اردو کو فسان لکھنو
کوئی تو اتوں میں ہو نا نوہ خواں لکھنو
خاندان اپنا تھا شمع دو دمان لکھنو
سجدہ کرتے تھے اسے گردن کشان لکھنو
پچھنے میں میں نے جو سی ہے زبان لکھنو
تھے ہیں اکھا وطن آوار گمان لکھنو

شیشہ کی سمت بیٹھے ہیں بے اختیار ہاتھ
ساحل تپا ہاتھ بھر پہ لگا تے جو چار ہاتھ
بہ قہر سے سر کو پوڑ کہ زانو پہ مار ہاتھ
لفز شہید میر سے پاؤں میں اور شہید
میرانہ ایک ہاتھ نہ اس کے ہزار ہاتھ
جہنگل میں بیر بن کے گئے خاک چان کے
اکسارتک پہنچ گئے ہاشی نشان کے
گویا حجاب قدس یہ پردے میں کان کے
شہرے اگر تو سایہ میں اوٹے مکان کے
کب تک اٹھاؤں ضعف میں صد تکان کے
خبر کی طرح چل گئے فقر اذان کے

یعنی جو چاہیے تو حقیقت میں چاہئے
ایسی طناب پردہ قدرت میں چاہئے
عرصہ طلوع صبح قیامت میں چاہئے
مونس تو کوئی عالم و حشمت میں چاہئے
مہر ضرور دیدہ بھرت میں چاہئے

پہلو میں لہری آرزوئے یار کے لئے
سب موصے تن کڑے میں تیار کے لئے
اب کے عجب نہیں ہی ہوئے ہمارے
اللہ سے ذوق دید کہ خود آپ آئینہ
صحرا کی آرزو میں رگڑتے ہیں ایڑیاں
یاد آتی ہی ہوا ترے کوچہ کی خلد میں
چند زکوہ سلسلہ تہانہ ان گیسوئے کچھ

نشہ میں سو جیتی ہے مجھے دور دور کی
اے اگر تو سیکڑوں فقہ اٹلے کے آپ
پڑھنے سے میرے خط کے ہی ہو جاتے
گشتی حری بند ہے بے مانی میں ہر دن
سجدہ ہلا بھوں کو میں کرتا تھا لہذا
لو اسکے سانس ہی میں بتایاں وہی
سجھ میں آئینہ سے جو ہوتے ہیں غروب
خون کر دیا ہے فندق رنگیں نے لعل کو
گلشن کو دیکھتا ہوں میں ترس کی انگلی سے
جھکویہ آسمان کی دورنگی سے ہی یقین
اس سال گرہا کی جو حصد ملے
لے نظم دیکھ لیجے گا ہم جو کہتے ہیں

حسرت سے کہتے یہ وہ ایسا بدل گئے
کتنی ہیں مہر و ماہ کی جلوہ فروشیوں
ہم دل جلوں کے حال کا پروانہ سے گئے
کیا دڑ ہے کاتبانِ عمل کا ہمارے میں

انکس ملی ہیں حسرت و دیدار کے لیے
شاہد ہی بال بال گنگا ر کے لیے
آتریں سیح تر گس یار کے لیے
لہر رہا ہے سنبھڑنگا ر کے لیے
زنداں میں سر ٹپکتے ہیں کس کے لیے
دل لوٹتا ہے سایہ دیدار کے لیے
لیکن الجھ پڑے ہیں ہیر کار کے لیے

ندی وہ سانس ہے شراب طہور کی
بیٹھے اگر گیس تو شرارت ضرور کی
انکس کمل ہوئی ہیں جوین اسطور کی
گرداب غم کی فکر نہ موب سحر کی
تصویر ہے بھی ہوئی تیرے غور کی
نیکے گی آج لاش دل ناصبور کی
بیٹھے ہوئے بنا علی باتیں فوار کی
ساحل نے پیر دی ہے کلائی بلور کی
سننا ہوں گوتن گل سے کمانی طیور کی
دن آسے میں عیش کے ایتن سحر کی
سج کاٹو اب نہ دھکروں گنا حضور کی
پہر اس سے بات اپنے کی اور غور کی

آخر نہ قتل کر کے ہی تیری سے بل گئے
کہوئے درم ہی عالم فانی میں جل گئے
پہنچے قریب استہر اس کے کہ جل گئے
سائی وہ رنات بدلی پر سے بدل گئے

<p>او چیلہ گرہنسی تجھے آئی ہوئی سی ہے کچھ گرد آسمان پہ چھائی ہوئی سی ہے تلوار ہی لمو میں نہائی ہوئی سی ہے لہو اکٹھہ آئینہ کی لگائی ہوئی سی ہے لیکن بڑی یہ دل میں سمائی ہوئی سی ہے</p>	<p>صورت عتاب کی یہ بنائی ہوئی سی ہے ریشا بان سرفراز کا اتنا تو سے نشان رنگیں سے میرے قتل سے دامن ہی یار کا اس بت کی دید کو نظر پاک میں ہی شرط آسان ہی نظر ترک ملاقات خلق سے</p>
<p>وہ ہرزہ گرد ہوں کہ پری خانہ ساکت ہے کیا دہوم ہے کہ سینکڑوں دیونہ ساکت ہے پھر مشورہ کو آئینہ و شانہ ساکت ہے اور ہر قدم پہ جلوہ جانانہ ساکت ہے جب تک کہ سر پہ سجود شکرانہ ساکت ہے</p>	<p>نمائیں ہوں گرد دل دیوانہ ساکت ہے ہنگامہ اس پر ہی کی سواری کا دیکھنا دل میں لاکھ طرح کے چیلے بھرے قعر جو بے بصر ہیں دھونڈتے پھرتے ہیں ڈور سیکما ہوں میکہ میں طریق فروتنی</p>
<p>اس کارواں میں ہیں ہم جہیں راہیں ہیں تم آئینہ سے پوچھو میری خطائیں ہیں کہو یا گیا خود ایسا جسکا تپائیں ہے</p>	<p>خاموش ہیں فغاں سے لب آئنائیں ہی حیرت کا تیری باعث جلوہ ہی خود تمہارا نظم آج دھونڈتے ہیں کو اسکے چلا ہٹا کر سے</p>
<p>ہم ایسے سایہ دیوار سے ہی رگڑے جو گیسوے شب بیکور تا کر گڑے جنہیں ترے خم گیسو میں رات بھر گڑے نہ اس طرف سے کسی صاحب نظر گڑے یقین ہے میرے گناہوں سے وہ ہی گڑے</p>	<p>نہ اترے بام سے جب تک دو پہر گڑے کنڈاہ کو پینکوں میں بام گردوں پر تاسے غچہ دل سے وہ پھول ہی اچھے کہ سمجھ کے اٹھائے خاک سے ہم کو مجھے برو ساری لے نظم اسکی رحمت پر</p>
<p>یہ سنتے آئے ہیں کہکڑ قضا نہیں آتی کہ جب سے ہوش میں باد صبا نہیں آتی کہ دردِ دل کی کسی کو دوائیں آتی اجل ہی ناز سے کسی سے جا نہیں آتی توجہ جہوم کے کالی گناہیں آتی</p>	<p>کہ کے چلتے ہیں تیر اور اصدائیں آتی یہ کس اداسے پریشان ہوئے تھے گیسو بلا کسان غم عشق کو مبارک ہو جواب صاف ظاہر طرف سے قاصد کو جو منع ہوئیں بیہستیاں بہار میں نظم</p>

جو نرم انس میں ہیں تجسے لو لگائے ہو
 لنگ پڑا آنکھ تو سپیکروں فتنے
 کہیں پہنچا گئے چپتی ہے شب کی تھواری
 بھر کرے کوئی ان کو مری سیر کی
 حساب ہم سے روز شمار کیسا ہو گا
 جنوں نے دیر کا رکھا ہیں نہ کب کا
 انیس سہے رشک حسینوں میں دیکھ چکے
 بروز شہر میں انکا مزاج پوچھو گا
 بیالہ پیتے کو بیٹھے ہو کر تو ہاں رہندو
 چلے ہونٹوں کماں کش کش میں یارو کی
 حسیں ہو کے پتھر ضرور ہوتا ہے
 ہر اک قطرہ میں دریا ہے کوئی کیا جانتے
 وہ ظلم اور بری کرتا ہے جہاں ہو کر
 چہیں نہ بڑھ مینا کی طرح کیوں مرگاں
 میرا ہے دہر میں کیوں آئنا کس کا
 جنوں نے کینچا ہے دامن مرا او دہر
 کہتے تھے زرا پاس آ کے بیٹھ گئے
 یہ نرم بادہ کشوں کی ہر نصرت واعظ
 فلک سے کیا خطاب مدعا کرے کوئی
 وہ اب کہاں کی جو پہلے تھا نظم پر عالم
 میں آؤ دید تازہ تاپو کا مگر عیا دہی
 اس کو فاعل کی وفا کا وہ ستم ایسا دہی
 کم لچکا ہی اس قدر سہل تھا فی اس قدر

تمام خلق سے بیٹھے ہیں منہ پر اسے ہو
 اُنہیں گے دامن حشر میں منہ پہا ہو
 نکا ہیں کتنی ہیں جادو ہیں یہ جگائے ہو
 جو ہیں ہو اے چین کا فریبائے ہوئے
 کہ چند روز ہیں وہی گئے گناے ہوئے
 ٹرکانے جوٹ گئے گئے لگائے ہوئے
 لگی ہے آگ کہ پتھر نہیں ٹلے ہوئے
 ترے عودہ پہ ہیں اعتبار لائے ہوئے
 نظر سے میری مغال کی نظر ملائے ہوئے
 بغل میں فتنہ دل کی دریا چلائے ہوئے
 ادا میں فتنہ ننگہ میں فتور ہوتا ہے
 وہی سمجھتے ہیں جن کو عبور ہوتا ہے
 ستم کا جوش گرم کیا و فور ہوتا ہے
 کوئی ہی نش میں اسطرح چور ہوتا ہے
 کہ صبح و شام ورد و صدر ہوتا ہے
 ہر ایک خار جہاں نخل طور ہوتا ہے
 نگاہ پیر کے پوری چڑھائے بیٹھ گئے
 غضب کیا یہ کہاں آس کے بیٹھ گئے
 در قبول پہ پرے قضا کے بیٹھ گئے
 کہ ہر بار مصائب اٹا کے بیٹھ گئے
 پلکیں ناکی میں تو سی دینا لبیا دہی
 ظلم ہی ہے رحم ہی کی داد ہی پیدا دہی
 اک آنکھ پر ہم کبھی ہی ہو گئے آزاد دہی

دیکھنا اس خواب میں کونہ چونکے ہم ذرا
 کی سوادشہر خاموشاں نے کچھ لکھش
 سایہ بگبن میں بلبل کو اترتے دیکھ کر
 بیچ پر پہلوں کی اس نے کر ڈیں میں تابہر
 یہ خوشخوئی میں لے نظم ہے صورت گری
 پر کش اہل گنہ روز بگنہ ہونے کو ہے
 شان اس کی دیکھ کر تجھے تے ہم روزت
 کس طرح بازو میں پڑہ دوں دعا چشم زخم
 چپکے چپکے ظلم کرنا چپ میں سکنے کا اب
 خواب میں پیر فلک نے جو کسی دیکھا نہ
 مژدہ لے دل پھر ہو لے انقلاب آئے کو ہے
 خانہ دل سے انہا میں اپنا بستر صبر و شوق
 جوش گل کی کشمکش میں آگیا سبزہ کو عش
 نظم دیکھیں محطے کا جاشیں ہو گا کون
 جین کیم کا ماجرا دھبا سے پوچھ لے
 کشمکش تیغ و تافل کی میں تھک کو خبر
 پوچھنا گیا ہے کسی سے دلو دگی ہی خبر
 ہر قدم پر آئی ہے شہر خاموشاں ہی جدا
 لے جنوں لے چل کسی خیال میں پھنسل گیا
 نوال دنیا کے فریب مکر سے غافل ہی تو
 جوش سستی میں نہ اٹھتا ہے جبابہ کر
 سے زبان شمع خاموشی میں ہی صرف سخن
 یہ فعل پہ تو نہیں ہی اس کی تہ میں ہی

شور ماتم ہی رہا شور ہمارک باد ہی
 منزلوں پیچھے رہی جسے مری فریاد ہی
 چال پر چائیں کی سی چلتے لگا صبا ہی
 گنہ گنہ تباہ میں شاید دل ناشنا ہی
 بار بد ہی محو حیرت ہو گیا ہر اد ہی
 گری بازار خس ناروا ہونے کو ہے
 دولت کو تین بے مانگے عطا ہو گیا ہے
 اس کی سفاکی پر شور مری جا ہونے کو ہے
 ناوک پیدا میں پیدا صدا ہونے کو ہے
 اس ستم کی اک جواں سے ابد ہو گیا ہے
 دور گردوں ہو چکا دور شراب آئے کو ہے
 اس سہرا میں کاروان ہر شراب آئے کو ہے
 بیشہ بخت میں گنہ گنہ کر گلاب آئے کو ہے
 خوش سے مسند میں حکم سدا باب آئے کو ہے
 کیا ہوا خیمہ سیکانی ہوا سے پوچھ لے
 میں تباؤں تھک توڑی ادا سے پوچھ لے
 سارا حال اس سانچہ گیتی نما سے پوچھ لے
 خاک میں ہم مل گئے ہیں نقش پا پوچھ لے
 راہ بجلی بن کی اس کا کیا گناہ سے پوچھ لے
 بے وفائی اس کی مردانہ جلا سے پوچھ لے
 راہ میں انکس بھی تپش پاس سے پوچھ لے
 بزم بستی کی خیر اہل فنا سے پوچھ لے
 چشم تر سے پوچھ لے دست عا سے پوچھ لے

<p>پھر حلاج اگر زور ناز و اداسے پوچھ لے مر نفع بعد رکائی وزمانی ہو جائے جو س قافلہ اک برگ خزانہ ہو جائے پھر جو پتھر کی طرف دیکھنے پانی ہو جائے پاس واعظ کے جو بیٹھے خفائی ہو جائے دیدہ دل مرا صرف نگرانی ہو جائے صرف زندوں ہی پر زور ہمہ دانی ہو جائے گر دھڑکے تجھ پر دیمانی ہو جائے</p>	<p>پھر شکیبائی کا دعویٰ ہو چلا ہے نظم کو دل اگر رہروا تعلیم معانی ہو جائے جائے جہت ہی کہ یوں کوچ کرے شکر گل اک ذرا شکی شوق میں تاثیر ہے شرط کبھی مرنے کا ہی مذکور کبھی حشر کا ذکر کہ گیا پھر جو وہ آنے کو تو منظور یہ ہوتا کشتہ جو سن ہے واعظ کیس ایسا تو نہو راہ مولیٰ میں اگر نظم کو آجائے اجل</p>
<p>جان بچنے کی نامی کوئی تیر ہی ہے دل میں اک ترغیب ہی پریم میں تیر ہی ہے ای ہی پردہ میں مرنے قبل کی تیر ہی ہے نہیں معلوم کچھ اس خواب کی تیر ہی ہے قابل قتل ہی ہے لایق تخریب ہی ہے طبع رنگیں نے نہ رہنے دیا خاموش مجھے کر دیے عالم نے سید پوش مجھے پی گئے گول کے زبدان قیامت مجھے کہ تری یاد ہو جائے فراموش مجھے شب گیسویں ہوئی جھج بھاگوش مجھے کہ سیماں کی خط لے کر کے اور اپوش مجھے اس کی درنگا و طاباوش خطا پوش مجھے اشک بیتاب ہیں آنکھوں کے تھکنے لینے نام سائی کا لیا کر کے سنبھلنے کے لینے ہم کو بیٹھے تھے بڑی دیوہ چھٹے سنبھلنے</p>	<p>پیر ہی اس کی نگاہوں میں ہے شمشیر ہی منہ سے ٹکڑے تو میں کرتا بیخود دیکھ لیں کپ آئینہ رکھ کے ہی منظور آئینہ آرایش ہی نہیں کھلتا سبب غفلت اہل عالم چاہ کر تم کو گنہ گار ہوا نظم حسن میں ہو گیا دام کا خطرہ ہی فراموش مجھے میں نے کہتے ہوئے کعبہ کو سنا ہی اگر کہ رہا ہے ہی نقش خط پیمانہ جسم ہو جو ممکن تو رک جاں میں گرہ ڈے کہوں عیش کی غم ہے کہ تاہ نہیں شک استیں بادشاہی ہی گہائی در سے خانہ کی پرستش حشر سے لے نظم بجا لیں ضرور غم ہے بے صبر کلچر مرا لٹنے کیلئے پاؤں ہر کا تار مگر لٹے میں بھی نہ زباں موت ہی نے شب ہجران میں بہت ہی اخیر</p>

یہ مجھ کو سر پہ ہم نے بنایا سے ہزار
 پیہ تاہوں کی سفیدی خبر مرگ زواں
 مرزہ پیش لیے باد صبا آتی ہے
 رات دن کا فخر ہے سر گر خم سفر
 انگلیاں کانوں میں رکھنے تو صدا آتی ہے
 موسم گل میں ی جامہ میں سمانا مشکل
 شہو ابو تو کوئی شوق تو ہونسنزل کا
 دشت زیت سے پلٹنے کا جو ہوتا خیال
 بلے چابی نہ کر اوخانہ بر انداز بہن
 وہ چلا گور غریباں کو خدا خیر کرے
 آنکھیں نیپ پڑتی ہے دنیا پر تو برتی کرتی
 نظر آزاد ہے اب اور وہ بے گشت
 پاک کر خاک نہ لے شہاں جو بھیہرے
 بر چہیاں مار کے او در ہجر جاگے نہ کر
 نسب بڑ ہے دشت دعا جانب ساقی ازل
 قلم سب نرم ہیں شاہ صائب دل میں
 رنگ حول ملک میں گہرا نظر آتا ہے مجھے
 شوخیاں کیا ہوئیں اوخانہ بر انداز عجب
 اس کی رحمت کا ہی جوش اپنی گناہوں کو
 کچھ بچا لے ہی کہی جو ہے سب کی تصویر
 کشتی ماوہ لگا دے لب حوس سے ساقی
 آج وہ اوڑھ کے تھکے میں دوید آئی
 سن نہ بلوہ نفس باز نہیں کی آواز

تم کہی تو نکل آؤ گے ٹٹنے کے لیے
 دھوپ جڑا ہتی ہے سر کو پہ ڈٹنے کیلئے
 ساغر گل میں سے پھٹس رہا آتی ہے
 دل دہر کٹا ہے تو آواز در آتی ہے
 شور کرتی ہوئی اک سیل قنار آتی ہے
 تھیک آتا ہے گریباں قنار آتی ہے
 سینکڑوں کو سن سے آواز در آتی ہے
 سانس جرت نقش کف یا آتی ہے
 کنج گلشن سے دہائی کی صدا آتی ہے
 لوقیامت سر خاک شہد آتی ہے
 جببہ ریچہ کوئی کہتا ہے ہوا آتی ہے
 باد صبر نہ جہاں باد صبا آتی ہے
 ہاتھ ناک میں ترے گرم ہیں آنسو میسے
 پردہ دا حرم شوق میں پہلو میسے
 ہر گئے بادہ مقصود سے چلو میسے
 دل سے خالی نہیں مصرا کے ہی چلو میسے
 لوح دامن پر کلیجہ نظر آتا ہے مجھے
 اب تو پروا ترا اگر نظر آتا ہے مجھے
 ایک ہیذا لب دریا نظر آتا ہے مجھے
 نہ اندھیرا نہ اجالا نظر آتا ہے مجھے
 سج کے زیر میں دریا نظر آتا ہے مجھے
 آسمان رنگ بدلتا نظر آتا ہے مجھے
 جان دینے میں ہی کہتا نظر آتا ہے مجھے

وہ آئی فوج گل وہ برق چلی
 نہ دیکھ لے نقش پا ان شوقیوں کو
 فلک دکھلا رہا ہے لالہ و گل
 مجھے غش میں پڑا رہا ہے بہتر
 ہمارے دور میں ہی ہے وہی جام
 عطا چھپ جائے تو چھپ جائے لیکر
 حذر لازم ہے بدگوئیوں کو لے کر
 میں ہوں تہوں میں اس کے جو چہرے کی نظر
 سکھاتا ہر غور حسن یوں عاشق نشی ہو سکھو
 دستان و فارسی پڑھ سکے یہ روحانی
 بہت سے ہیں جنہوں کو یاد آج نہیں
 قبح کش نظم کی لیکن ایسا ہی ہے عطا
 مروت اسے ظالم کو نہ پوچھو نرم و جلال
 گزار کر دیکھا وادی ہستی میں سیل آسا
 میں کیا جانوں گنہ لے کا تباہی کتنی
 عنان گیر لے سکے تو سن کا ہو جذبہ شوق اتنا تو
 تلون کی ہی حد کی گنہ لے کر شے ہوں
 ترے گنہ سے میں تو یہ تو کر لیتا ہوں لے
 ہوا سرد مہری چل رہی ہے سارے عالم میں
 فسانہ کی عوץ لے داستان کو بڑھ کوئی فیل
 ملانا آگے یہ موند پیر کی تھوری چڑ پالونا
 بگاہ شوق کے چلتے گیا صبر و قرار آخر
 نہ لے وہ ٹکڑ اور بار اس طرح سے گئے

وہ اُڑتی آتی ہے بیرق علم کی
 تری آنکھوں میں خاک اس کے قدم کی
 یہ لاشیں ہیں شیدان ستم کی
 ہوا ہے گرم دامن کرم کی ہر
 خرابی کی ہے جس نے ملک جم کی
 ادا چیتی نہیں اہل کرم کی
 کہ یہی کالی زبان میرے علم کی
 میں احسان عمر بہر مانوں و احسان بہر کے
 زینق پاؤں کیوں رکھو کہ وقت و ہنر نہ کہے
 کسی کا ہو رہی خود پاب کسی کو اپنا کر کے
 سنا سنا ہے مجھ ہی ساتھ اپنے نام پر ہے
 نہ اب کمر و تخت شینہ تو ہیں پر لے کے
 جو چہرے لے تو سیدنی بات کا ادا کیا ہے
 جناب مہر کے ماتم ہر پادشہ کا ہے
 یہ جگڑے اس سے کہ جسکو حساب کا کتاب
 غبارِ ناتواں ناحطہ چشم رکاب لے
 جیائے جناب لے غضب لے مٹائے
 رہا جاتا نہیں پر جو کہ جسم عجب ہے
 نہ تہرانا ہوا وقت سحر کیوں آفتاب لے
 اتر لے پری شینہ میں کہ آنکھیں خراب لے
 یہ طلب کی چہری وہ مارے لے اسکا کتاب لے
 اسی ستم سے شاید کار و ارج خطر لے
 تڑپ کر برق رزجائے کہ کہ کہ کہ کہ

گزرتا ہے کچھ اس انداز سے لشکر جوڑتا
 بقدر یک ٹکے مہلت نہ دے جہاں نظر نہ کا
 بہت اصرار کرنے سے انسانی ٹوٹی ٹکڑی
 پنسا دینے غم الارحہ ہم اپنا گلا پہلے
 طبیعت میں کہاں تھا وہ پرستی کا فر پہلے
 نہ تھے ہم پیش ازیں آگاہ حال عشق بازی
 بہار آئی ابھی میں تھمہ بہل نہیں سنتا
 تپتہ لے جنوں اپنا ہی کوہ و بیاباں گل
 ابیں تپتیوں نے اس کے کوچہ کو کھلایا
 چاہا ہے آئے کیونکہ نہ شہنشاہ کے وہ نہیں
 اڑا کاگ شیشہ سے ہے گنگوں کی سی ہے
 ہماریکشتی آئی جن کی رت بدلتی ہے
 وہ دیوانہ ہے جو اس فصل میں فصل کو کھو
 قرار اک دم نہیں آتا ہے خون بیگنی کر
 یا چھا شعلہ وحشت میں نکالا تو نے اے جہنم
 ہوں جو مہمان رات بہر کے لیے
 جھٹنے عشوے تھے چشم ساقی میں
 کیوں لگا ئی ہو ڈاب۔ کافی تھا
 ترغ میں میں نے ہر طرف دیکھا
 نگہ التفات جس کی ہو
 ہجر کی رات ہی پر رات اے نظم

کہ اڑ کر سر پہ گردوں کے خبار اقطاب
 تو مشکل ہی بقدر یک قرعہ آگوش خباب
 مگر جیوں یہ کہتی ہے کہ اے اور جاب
 وہ پیکیں تو کمند طرہ زلف رسا پہلے
 بجلا آئینہ کب تھا قبلہ ناز و ادا پہلے
 نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے
 مہار کیا دکی بے شیشہ تو بہ صدا پہلے
 چلے ہم ہی نکل جانے سے یہ کالی گھٹا پہلے
 کہ ہاں تیر ہی اٹھایا پردہ دولت سر پہلے
 کسی کی آنکھ نہ تھی تھی نہ حیدر رجا بجا پہلے
 شہر آئی جمع میں بیچانہ میں تو پی اپنی ہی
 گستاخانہ اٹھتی ہے ہوا مستانہ چلتی ہی
 رنگ ہر شاخ گل سے خون کی ندی بڑی ہی
 کہ اسپا تو خود بخود تلوار رہ رہ کر اگتی ہی
 گریباں میں اچھنے سے طبیعت تو ہلتی ہی
 حشر برہا کر میں سحر کے لیے
 اُٹنے سا خر حساب کر کے لیے
 ایک جھلا تری کر کے لیے
 آپ اُٹے نہ لمحہ بہر کے لیے
 اس کا نبہ ہوں عمر بہر کے لیے
 منتیں مانیئے سحر کے لیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انتخاب دیوان شاکی

میرٹھی معاصر غالب

آئی ندا کمال نبوت کا اب ہوا
شیریں لبوں سے شاہ کے شیریں طبع ہوا
سوار لاکھ بار وہی منتخب ہو +
معشوق پیش عاشق صادق طلب ہوا
یہ بھی ہوگی ان کو خبر حشر کب ہوا
شاکی و گریہ محنت ہیں جاں بلب ہوا

موج شرمستاں ہی بہ شورشہر اپنا
آنا ہے مگر نامہ بر خوش خبر اپنا
سر پہ لے لے شوق پریشاں نظر اپنا
اور وعدہ انصاف رہا حشر اپنا
سج یوں ہی مٹانا ہی تھا بد نظر اپنا
دھونڈتے ہر دشمن دل بے بال و پر اپنا
لکھ سوچتے گفاد میں نفع و ضرر اپنا
احسان نہ رکھے میرے سر پر ہر اپنا
از بسکہ بھرا پاسے طلب در بدر اپنا

محتاج - فو دا من صحرائیں ہوتا
پر دل وہ بلا ہے کہ شکیبائیں ہوتا
آغوش ہم آغوش تنہائیں ہوتا

جب رہنا ہے خلق رسول عرب ہوا
زنگین رخ جناب سے رنگیں ہر دو گل
اُٹے قضائے جب ورق دفتر وجود
کس شان و اچھٹام سے کس ہوم دیوار
خاتمہ غلاموں کو تشریف بازخواست
سب طیں کیلئے اسے شرب و کماٹے

ہوتا نہیں سرگرم اقامت سحر اپنا ہے
کیون تنہا عرک کو ہیں دوست فراہم
اب رو بقضا ہیں غلط انداز بیگا ہیں
غزے کو ملا حکم دل آشوبی عالم ہے
کیا سچے بد آموزی غماز کا شکوہ
دو رخ گف خاکستر و جنیت مٹ خام
پہلی ہی نظر سلسلہ جنبان جنوں تھی
اس لطف سے دیکھو کہ انہیں کیوں دیکھو
مطلوب سمجھتے ہیں سبھی آپ کو شاکی

دیوانہ اسیر غم دنیا نہیں ہوتا
کیا کیا تم عشق ہو اکیلے نہیں ہوتا
محویت حراں سے تصور بھی ہوا محو

جب پی گئے اندیشہ فردا نہیں ہوتا
ہو تاسے جگر چاک پر اتنا نہیں ہوتا
جو آب کو اچھا کئے اچھا نہیں ہوتا

یا تک مٹھ رے ملنے کا جگو غیب ہوا
ایسے مرے نصیب کہاں کیا سبب ہوا
کب ہوشیار سر خوش جام طلب ہوا
محبوب در کنار فلک بے ادب ہوا
ہم کو تو بھڑوٹی تھی کہ خنجر طلب ہوا
ما تم کدے میں عالم بزم طرب ہوا
آنا تو قمر تمام را جانا غصہ ہوا
افزہ دل نہ وصل میں محو طرب ہوا
دودن میں چار دن میں اس وقت ہوا

ترے شہید کو محشر عیب اٹھالایا
عجب طرح سے انھیں نجات دلا لایا
ملا رقیب کو تسلیم میں بچا لایا
خط ان کے نام کا جا کر انھیں سنا لایا
ترے زمانہ میں رنگ آسمان بنا لایا
کشتان کشتاں سو سے درگاہ مصطفیٰ لایا

سبحہ خدا کہ خون و نارا کشتاں نہ تھا
کیا گلشن جاں کا کوئی باغساں نہ تھا
ساغر حریف گردین چشم تباں نہ تھا
رمز آشنائے زندگی جاوداں نہ تھا
جر گرد اور کوئی پس کارواں نہ تھا

کشوریش ابھی ہے کہ نہیں لب لب جام
درد اٹھتا ہے سینہ میں پر ایسا نہیں اٹھتا
شک کی بجھے بدگوئی شکایت نہیں یعنی

زورِ فلک سمجھ کے نہ محو طرب ہوا
بے قصد گھر غریبوں کے آتے نہیں ملے
واں الوداع ناز بہاں الفراق ثوق
سخا بیاں التفات ہے افتادگی مری
لو حال دل نہیں گئے وہ دشمن کے سامنے
اصلی تھیں غز دوں کی ترے سینہ کو بیاں
ہو گی بقدر ربط بد آموزی رقیب
نا کامیوں کے ساتھ تھا انہوہ آرزو
شک کی کے اتھال کی کیا پوچھتا ہو تو

نہ داد جو نہ فسر یاد خو بھالایا
نکچہ ان کی زلف کی بہت کچھ آہ دلی کشش
شکسری کا برا ہو کہ نیسے قتل کا حکم
زبان سے پیر و پادشاہ کی زبان نہ جھپٹا
بنا زونا دھکا سرنگام نہ نہ تھا سین
ہنراشکر کہ بخت سعید شاک کی کو

اس علاج آگے رنگ جا جاتاں تھانہ تھا
پھل بھول نام کو نہیں کاٹے چارو
اک دیدہ ہر آب کی کیا بود کیا نمود
بدتر ہے مرگ سے غم اجاب نہ ہائے
کیسا ہر داں مرگ غناں بر غناں گئے

<p>تسا کی نوالہ یک بھی بے تنہا نہ تھا واں زبانیں ادھر انہوہ زباں دانو نہ کہاں کہاں تجھے ڈھونڈ اکھاں کہاں دیکھا نہ سُخ ہوا کا نہ اندازہ بادباں دیکھا نہال شوق کو آخر مشرفشاں دیکھا متاع حسن خود آزا کو بے ڈکاں دیکھا امید جو سے تساک کی کوشاں دیکھا</p>	<p>کیا خان روزگار پہ ہم روزہ کھولتا تشہ ہر جزو بدن سے ترے پیکا نوکھا پھرے مکاں میں سراپا سے لامکاں دیکھا سینے کو ترے لطف و کرم پہ چھوڑ دیا گرے ایسروں کے سرخاک پر قلم ہو کر اگرچہ ڈھونڈتے پھر تے میں سیکڑوں کا کھ نوید قتل سے بے صبر مر ہی جائے گا</p>
<p>سوا سے یار جو کچھ تھا فدا سے یار کیا وقار سے ہمیں دنیا میں بے وقار کیا ترے ستم نے مجھے تجھ سے شرمسار کیا بنائے قیصر محبت کو استوار کیا کہ صورتِ شرنے بھی نالہ ہزار کیا کہ تونے بددلیل کو شکر کیا اُسی کرتے نے ہلکے بھی بے دیار کیا تمہارے آنے کا کیا کیا نہ انتظار کیا</p>	<p>تباہیں کیا نہ کیا اور کیا نہ کیا اس احتیاط نے سب کو ندیم یار کیا اگرچہ حرفیں دو دل کے ایک ہی لگا بلا سے جان گئی کو کھن مگر تونے جن طراز سے کس گل کی نکبت آد رہے نہ صبح کو تیرا نشان اے شبنم جو لے گیا تھا کلیم خدا کو وادی میں بد پر شرعہ میں تساک کی آئے خبر تو ہے</p>
<p>ابحسام بھی منونہ آغاز ہو گیا پروانہ کس دلیل سے جانا ہو گیا گلگون اشک اور سبک ناز ہو گیا نظار حسن کو پر پرواز ہو گیا یعنی مزاج اور بھی ناساز ہو گیا نظارہ کو یہ ناز کہ ممتاز ہو گیا تاج مرگ جلد قلعہ فاز ہو گیا</p>	<p>اندوہ عشق یا طرب ساز ہو گیا راتیں خراف کی نہ جھائیں فیص کی نہ نگاہ شوق بھی کیا تاز با نہ ہے تاب نگاہ گرم نہ لایا جمال بار تقدیر بھی مری تری تدبیر چارہ گر اُن کو یہ احتیاط کہ دوسری نقاب تساک کی فدا ہوا ترے قدر خوش نصیب</p>

خوف اثر رقیب کے دل سے نکلیگا
کنے ہیں جن کو ریح جاناں کے برابر
اس عشق مودب کا براہو کہ مرے ہاتھ
ناخوش ہی نہ کچھ علم پہ سنے غرر حل پر
اُن آنکھوں نے مارا ہمیں اُن آنکھوں نے مارا
جب تک نہ ترے حسن کی جلوہ نمائی
کس کی نگہ مستی بھر کر دیے ساغر
دل کتا ہے شاکی کہ لکھو اور بھی لیکن

دام کیسو میں پھنسا تیل دیکھ کر
رنگ لائی بدگانی قیس کی
کس کی جرت تھی طلسم ناز دوست
مٹ گیا اندوہ تنہا ماندگی
پہ کو تھا کس طرف ہوئے خطاب
رمو تہوں سے بھر گیا جرت کا منہ
کچھ تو رعب و رب سے پس پا ہوئے
اپنی طاقت پر مجھے رحم آگیا
بجہ چشم آبا نظر شاکی وہ منہ

سب جان و دل و دیر اہل و فادے ہیں
کچھ تو آرام لب ہرزہ سرا دیتے ہیں
تجھی انسان نے آئینہ بنسایا ہو گا
یاد رکھتے ہیں دلے یاد نہ کرنا میرا
کیا اچھیں بھی میرے قاتل کا پی شیوہ معلوم
نافرست سوز پائی تارہ پسند میری

اُن کے محل میں نالہ دل بھجن گیا
قراں کو سمجھتے ہیں گلستاں کے برابر
حرک جاتے ہیں جا کر ترے داماں کے برابر
جاکہ ہے ہمارا کرم عجز و جل پر
طوفاں ہے تقدیر پہ بہت ہی اجل پر
گلگونہ نہ تھا عارض زیاں سے ازل پر
داغ مے گل رنگ ہی داماں ازل پر
بہتر ہے عمل کشہ تاقل و دَل پر

گرسہ ہیں اسے طائر دل دیکھ کر
پر وہ رنگین محفل دیکھ کر
خو بختی محفل کی محفل دیکھ کر
انفات فیض شامل دیکھ کر
کیوں ہنسنے ہوئے عناد دیکھ کر
ہنس پڑے وہ رقص سن دیکھ کر
رہ گئے کچھ لعل منہ دل دیکھ کر
اضطراب منہ بس دیکھ کر
کعبے پہونچے چاہ باطن دیکھ کر

آخر کار تھی دست دعا دینے ہیں
کان وہ جانب نسر یاد لگا دیتے ہیں
آپ انسان کو آئینہ بنسا دیتے ہیں
داد دیتے ہیں مگر داد حفا دیتے ہیں
تہنیت رنج کہ لاکھوں شہسہ دیتی ہیں
آسمان داغ نوا سرخ بنسا دیتے ہیں

<p>دستِ عیش الٹ دیتی ہے بادِ سحری وقف ترکیب ہی ترکیب امورِ عالم چلو شاکی جلوہ گیس نہیں کیا ملتا ہے</p>	<p>جھونکے پیغام پہ پیغام فنا دیتے ہیں بوسے دشنام میں لپٹیں تو مزادیتے ہیں صلہ لغت رسول دوسرے دیتے ہیں</p>
<p>یہ بھی تو ایک اثر ہے کہ اُن کو خبر نہیں نئے وصل میں قرار نہ آرام تجھ میں وعدہ کریں تو کیا جو ملاقات ہو تو کیوں چاہیں تو تیری وضع کریں ہم بھی اختیار شاکی گدیں سوئے چل کر بہت پھرے</p>	<p>کیوں کر کہوں کہ نالہ دل میں اثر نہیں ہر ہاں تری بلا سے قیامت ہے ہر نہیں سب جانتے ہیں اُن کے دہان و گزینہ کیا شمع میں جیس نہیں کوئی مگر نہیں منزل یہ طے ہوئی تو پھر آگے سفر نہیں</p>
<p>کب نہیں جاتے خط اُن کو کب نہیں دانہ دانہ ہے سر شیک دیدہ بجا صلی بے حساب انجام دینا عاقبت لینا حسرت منزل مستی خطا کا سطح کرتے ہیں طے طوفان ناز کیسا ہے جو ہر رنگ ہم نہیں</p>	<p>کچھ جواب آنا میں شاید جواب آنا نہیں گنت پر میرے ندامت سے سحابِ ناہن واغلو میری سمجھ میں یہ حساب آنا نہیں راستے میں جادہ راہِ صواب آنا نہیں مچو تو ایک موجِ بزم بھی کم نہیں</p>
<p>انہک فزوں ہے تیری عنایت و محراب اے شوقِ قتل تو ہی چھری بن کے ذبح گرا کو تا ہے نظر سے دکھائی رہو دراز اے برقی باس تو ہی کہیں اس کے خاک کر زہر نگہ دریغ نہیں مجھ سے بے سبب</p>	<p>میسر یہ حوصلہ کہ مجھے کم بھی کم نہیں خنجر میں عکسِ سعد جاناں سے دم نہیں کیا تکہ میں لطفِ حسیع جسم نہیں کشتِ امید قابلِ ابرکم نہیں وہ جانتے ہیں تم بھی مرے حق میں نہیں</p>
<p>کیا ہوا ہیں بوشادِ کام نہیں جسے زہر و تریاق یکساں نہیں قباحت ہی البتہ دیدارِ عام ندا ہے سر چار سوئے و فنا زبانی عبت گر میاں استعد</p>	<p>لسی مذہب میں غمِ صبرِ ام نہیں میں وہ زندہ کلودہ دامان نہیں قیامت کی نقوشیں چنداں نہیں جو گر کر اکتے مردِ میدان نہیں نظرِ شعلہ لطفِ پشمال نہیں</p>

<p>وہ مردار جو تم پہ قرباں نہیں مقرر پہ زنا رتاواں نہیں یعنی یہ بول چال یہ طرز سخن کہاں بلے آسمان سپید صبح وطن کہاں سوئے عمل ضرور مگر سو وطن کہاں لے نہ تو نہال عمر وہ دم کن کہاں پہونچا کہاں سے اڑے ہمارے کہاں</p>	<p>وہ منصور کھینچا جسے دار پر سخن قوت شکی حسد رزق غیر یا قوت لب سے نسبت لعل بن کہاں غیبت کی شام سے حری آنکھوں کا خون تو بہ نہ کی کہ نیری غنایت کا تھا لہجہ نئے نامہ نے پیام نہ قاصد نہ گفتگو شکا کی نہ احقر از دروں پہونے کوئی ہمت</p>
<p>جلوہ سے خود نقاب نہال ہے نقاب میں سمجھا کہ پاسے عمر ہے بیشک رکاب میں نگلش بلا میں ہیں کہ جسم خد میں ہوتا ہے امتحان محبت عتاب میں دور فلک کا طوطہ دور شد اب میں اب دیکھنے کو اُن کے ترے ہیں خواب میں جن پانچ تن کا وصف ہی جا رہا تھا میں</p>	<p>پر دے سے انقلاب نہیں اب تاب میں دیکھا جس اہل دید نے اُس شہسوار کو گو فیصلہ ہوا مگر اخلا خبر نہیں تم کو نہ تجھ سے بچ نہ تم سے مجھ سے ولے ساغر ہمارے نام کے نذر رقیب ہیں بے جن کے نیند چشم و فاکو سلم بحق شکا کی کرین شہد رخم سے رہا تجھ</p>
<p>مرے ہیں جوں سب جلا کرتے دیر کو توڑا تری شوخی سے تصور کی کر کو چھڑ کو مرے چچالوں پہ طباخیر کمر کو رہو تے ہیں عجب رنج محبت میں بستر کو کشتی حری طے کر گئی گرواب خط کو محذوف کیا لب نے ترے کاف نکر کو یاں دیکھ چکے ارزش کا لے بستر کو اس کج جواہر کی تمنا ہی بھر کو دل بند ہی ہر فانیہ چسپ ہی ہر کو</p>	<p>دینے ہیں رہرو حرکت پاسے سفر کو بھونکا ترے جلو سے بے پروا نظر کو سہ گرم فغان ہی لب فریاد شب غم اندیشہ غمت کہی اندوہ ملا مست اے فوج کموں کیا برکت بے خطری کی مقطوع کیا قد نے ترے قاف نام کی اب گرمی بازار قیامت ہی سودا اکیس ہے خاک در شاہنشہ نیرب شکا کی تری کیا بات نموں کی کہ غزل ہی</p>

<p>سرخسٹ نقاب عارض تاباں اگر وہاں اگر اعیان صورت میں نمایاں وہ خود آرا ہو پریشاں ہو اگر زلف معنبر روئے انور پر نہ ٹھکرا عشق عاشق کو مبادا لے وفا دشمن تصور اُن کی افشاں کا بندہ ہاں جوش بیجا تیری فکر رسا کی تیرے کیسا عجیب شاکی</p>	<p>نظر پروانہ ہو پروانہ گل پیو گل تاشا ہو جہاں موسیٰ ہو موسیٰ جلوہ ہو جلوہ تجلا ہو خسرو سودا ہو سودا شانہ ہو شانہ سوید ہو سم آفت ہو آفت فتنہ ہو فتنہ دو بالا ہو شہراب آنسو ہو آنسو دانہ ہو دانہ مریزا ہو قلم نشتر ہو نشتر دہشت ہو دہشت گداز ہو</p>
<p>کے رویں جن شکوں کو تیری فرقت کا رو ہو مرا جوش جنوں زنداں میں جب زنجیر فرسا ہو بسر کی زندگی حرمیاں نصیبوں نے توقع میں الہی ایسی خلوت ہو کہ بے حایل اُھیں دیکھیں چلے ہم تو دل نا کام لیکر خلق سے شاک شام آسا تیرے گیسو کی شکست ہو تو کیونکر ہو مزاج شاہ سے واقف ہیں یعنی اس کی مرضی ہو ابھیں عادت کی پابندی کہ ساتھ اعلیٰ کے چھریں تم ہے بعد قتل خلق فرمانا رقیبوں سے آخر ویش پھر تمہارا ڈرا تا ہی جوتہا کی کو</p>	<p>کے دیکھیں جن آنکھوں نے تری صورت کو دیکھا ہو اسیر کدشت پیما ہو گرفتاری کو سودا ہو قیامت ہے اگر فرماندہ محشر بھی تم سا ہو نہ طغیان تمنا ہو نہ طوفان تماشا ہو ہیں کیا بعد مر جانے کے غیبر نہ نہا ہو طلح درد بے پایاں وحشت ہو تو کیونکر ہو سپاہ غم دیا دل سے نصرت ہو تو کیونکر ہو ٹھکے اس بات کا سودا کہ جھلت ہو تو کیونکر ہو بشر دنیا میں کوئی بے مروت ہو تو کیونکر ہو اگر اب پرزے مہر نبوت ہو تو کیونکر ہو</p>
<p>سرخوردہ پائے غم بہ بیجا نہ میں بستر ہو خدا را نرگس پر فن سے کدو وہ نہ کھو بولے شکاف بہر طرف آد لیشیل رنگبہ پیکر گئی مری نالش ہے یارب بالمش عرض تمنا سے ہم ایسے باد بہا میں کہ زنت سے بھی کمتر ہیں خیال جنبش مرگان سے ہی بیجا ابلیش کی تمنا دل کی جوڑی غم پھر تباہ کیوں ہو</p>	<p>پھر آگے ہر چہ بادا باد پریش ہو کہ شمشیر ہو کہ ٹھکو ہو نہ دل کو تری نفسیر باور ہو کہ ہم بتر سے بتر ہیں ہو غم بہتر سے بہتر ہو کہ اک لقطہ جو اُن کے نام لکھوں ایک دفتر ہو تم ایسے سرو بالا ہو کہ گیسو کے برابر ہو لگے کیا آنکھ اُس کی جس کی ہر ہر رگ میں شہر ہو ہمارے نہ جس جھنشن میں وال دخل خزان ہو</p>

<p>ہمیں غدر نزاکت ہی تو اتنے سرگراں کیوں ہو ہمارا خون ہو لیکن بظرف امتحان کیوں ہو ہمیں شوگر جوشی کی حد دیر اچھاں کیوں ہو لعب شاکی کا تیرے طوطی ہندوستان کیوں ہو</p>	<p>ہماری ناتوانی غم اٹھانے سے غلط ٹھہری نہک پاش ملامت ہوں گے زخم دل پہ طہنیت نیم صبح گاہی ہوں اقامت کیا میا حبت کیا وہ ہی اک بلبل خونین نو اسے شاخ ناکامی</p>
<p>لے چارہ گر خدا کیلئے میرے سر نہ ہو خوش ہوں کہ شام غم کی نمایاں محو ہو شاہد دعا کی طرح دوا میں اثر نہ ہو لشہ میری نعش پہ تو نوحہ گر نہ ہو قاتل بخیل، وار کد جھر ہو کدھر نہ ہو کیا جانے جس کی جیب قیاس شہر نہ ہو پرسیر ہے اگر غیر معتبر نہ ہو</p>	<p>ناسور منڈل نہوا عمر بھر نہ ہو جائے بلا سے جان کوئی پرودہ در نہ ہو کیا کھائیں تم بعید نہیں کارگر نہ ہو ہی امتحان رحمت ناستحق نواز فرصت قلیل، قتل کے لاکھوں امیدوار شب کی ہزار تیں تب غم کی حرارتیں شاک کی کے انتقال سے کتنے وہ خونیں ہو</p>
<p>قصہ تمام شجر و شمشیر سے نہ ہو کوئی سوال آپ کے دلگیر سے نہ ہو یہ بات ہی جدا ہی کہ تقدیر سے نہ ہو حشر میں برہی تری تقدیر سے نہ ہو مانا کہ اور فائدہ تدبیر سے نہ ہو گو جگہ بے غیمہ سر کی تقدیر سے نہ ہو کشتاہوں سر جدا تری غمیر سے نہ ہو جو کام چارہ سازی تقدیر سے نہ ہو نوبہ جد شہر و شمشیر سے نہ ہو</p>	<p>ایما جو تیری چشم ز بول گیر سے نہ ہو بے مصلحت ہی کہ جہنم میں بھیج دیں ان کو بھی کج میری طرح شوق وصل ہی لے شوق غیب داں ہی خدا چپ ہی کہیں زخم زبان خلق سے بچنا برا نہیں آخر تیس تو چاہیے فی الجملہ احتیاط اندیشہ فراق نے مجھ کو ڈبو ڈیا کرنی ہی بخود دی مری تدبیر سے طلب شاک کی اگرچہ قابل رحمت نہیں عمل</p>
<p>میں جگہ و زمانوں تو جگہوں بہا سے باختر کو اٹھا سے یا بخت کو جگا سے لے سادگان ہر فن ہم آدمی میں ہا سے</p>	<p>نہنگام نزع قاتل طرف نقاب اٹھا سے لے شور نالہ دل میں معتقد میں قاتل جو بات دل میں گزرتے لاؤ وہی زبان پر</p>

<p>یا عشق کو اٹھالے یا حسن کو مٹا دے انگھرنہ دست قاتل ان کو گھگھے ملا دے قاتل کو میں دعا دوں قاتل مجھے دعا دے ممکن نہیں کہ ہم کو نظروں سے تو گرا دے نالایاں عبت و غل ہی دولت جسے خدا دے</p>	<p>سے صانع دل و جان کب تک میدہاں تیغ ستم کشیدہ حلقی حسیں بریدہ ہو جاے کچھ یہ عالم سے لذت طیبیدن کیا اعتبار پایا بے اعتباریوں سے شاکی کی یہ غزل ہی حیرت بے بدل ہی</p>
<p>کن غنوں سے جان ترا خاکسار دے قاتل ثواب جان کے صدقہ اُتار دے وہ آسمان کہ موت نہ بے انتظار دے کوئی تو داد محنت شبہائے تار دے کیا جانے کیا جواب وہ نختِ مٹا دے غم بھی برا نہیں جو خدا انگسار دے جان آرزو سے تیریں نیز انگسار دے سائل کو ایک نان کے بدلے قطار دے</p>	<p>اگر تو نوید لطف دم احتضار دے سر ہے عذاب خنجر زہر ابدار دے ناکاہ اور میں خبر وصل پار دے وہ آئیں حشر آئے اجل آئے صبر آئے اندیشے سوطح کے ہیں قاصد کو ہیجہر ستم بھی مضر نہیں اگر اصلاح ہو سکے ممکن شکوہ ناز ہے لیکن نہ استعد شاکی اسی کے دکا ملازم ہے جو سخی</p>
<p>بے صبری دل سے کبھی بیتابی جاں سے ان سب کی دو اصر سو آئے وہ کہاں سے پڑ جاتی ہے تقریریں جاں تیرے بیان سے بدظن ہی زیاں سودے اور سود زیان سے کاکلِ طبع تیغ بھی کھینچی ہے بیان سے خوب سیراب ترے ترے نشہ دیدہ ابرو سے و ماں سے چھٹکرنے کیسویں گرفتار ہوے خون وہ تہے ہوے ہم زلیت سے نیز ہوے شکوے اتنے تھے کہ مہربان اظہار ہوے آج مذکور تھا سے مرہا تار ہوے -</p>	<p>صد م حلقہ جاتا ہوں بچے کوں و نکال سے جو رفلک و کاہش جان و غم جاناں ہر بات میں ہوتی ہی رقیبوں کی ترقی اللہ سے گراں مانگی جنس محبت نہ کیا کہ ہے مٹا دینے کو یہ شعبہ شاکی غرقہ آب دم تیغ ستم ربار ہوے حسنِ مطلق سے رہا دل کو نعلق برسوں رشک ہوتا ہی محبت میں نہ اتنا لیکن نہ فریب نظر یا نہ بے رحمی ضعف چہ تباؤ ہمیں تم رات کہاں تھے شاکی</p>

<p>۱۔ نہ اندھا تجارِ محبت کا یہ نفس دل میں ہے اگر تھوڑے خاکساری پردہ تر دامنی ہنسکے تھا آنکھوں میں شاکر کے جمال احمدی</p>	<p>اگر میں تھے اور کہتے میں غروں کی محفل میں ہے موج دیا بار کیوں بابوس ساحل میں ہے شام سے تاصبح ہم درد منزل میں ہے</p>
<p>نئی چال آسمان بادیا روز چلنا ہے نہ صبح و نہ شام سے نیرنگیاں آتی عیاں میں الہی وہ نہ آتے تھے نہ تھے ہیں نہ آئیں گے محبت کی بساط خاک پر ہی مجلس افروزی تیرے لایق نہیں کرو در شاکر ان قوافی کو</p>	<p>نہ حادث اُن کی جھٹی ہی نہ رنگ پنا بدلتا ہے کوئی معشوق دو نو وقت پوشا کیں بدلتا ہے پھر آئیں منتظر کسی ہیں پھر دل کیوں اچھلتا ہے فروغ شمع گردوں سے کہاں پروا اچھلتا ہے نکلنا ہی نکلتا ہے اُلتا ہے مست ہے</p>
<p>دونوں میں کیا کشاکش ہے اختیار ہے اپنی ہوا میں آپ ہی پروا نہ جل بجھا شاکر کی شکار تو بچا نہ لے نام شکر کر</p>	<p>دل پریشان کے پارناں دل کے پار عشق ہو س فروش کا انجام نار ہے اُنکا خیال مونس شب ہاے تار ہے</p>
<p>سرخ لالہ گونگا خیال ہی سر زلف خالیہ فام ہے گوئی اس بند پہ کیا ہی کوئی اس بہار کو کیا کر مری نقش بر شکر گئی کہ خطا سے عین بغیر تھا دل شیشہ میں نظر آتی ہے ہمیں زاہد و جو یہ سرخ شے نہ طواف کعبہ کا شوق ہی نہ حرمِ قرب کی جستجو</p>	<p>ہی دیں ہی کفر ہی صبح ہی شام ہے نہ نیم گل کو قیام ہے نہ سرورِ دل کو دوام ہے جو رہنا ہو شاکر خوش بیاں ہی بسے نہ کھانا ہے ہی جم کی چشم و چراغ ہی ہی روح عارف جاہی ہے مر کا کام خدمت یکدہ مرا نام رنگ انام ہے</p>
<p>جسا جو ناز کنساں جا بجا نکلتی ہے نہ حسرت دل اندوہ زان نکلتی ہے اُداس شناس سمجھتے ہیں پایہ گنگنا رہ سمجھتی ہے خود دار سے ہوتی ہے تیرے زلف سے سے باز آئیں فدائی ہائشا سرمہ ہو جاتی ہیں آنکھوں میں نگاہیں جگر آستینا چاہتیں شاکر کی نظر خدا رہے</p>	<p>کبھی بھی ترے کوچ میں جا نکلتی ہے نہ تن سے جاں بلا آزا نکلتی ہے سخن بہ جاں سخن آشنا نکلتی ہے حالت کشہ غم نوع دگر ہوتی ہے قطع سر ہوئے ہیں پھر قطع نظر ہوتی ہے سرخ جاناں پہ کسے تاب نظر ہوتی ہے یا علی کہتے ہی دشمن پر نظر ہوتی ہے</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 انتخاب دیوان شمس العلماء نواب سید دادا محمد صاحب
 آثر عظیم آبادی

فیکری میں مجھے بخشا نہ انے اب سلطان کا
 نوڈ شکل ہستی کن دکاں کی کار سازی کی
 گنہگاروں کی انکس طرز ام شک نہ رفتیں
 فلک آئینہ داری جو مر ویاں کی کرتا ہے
 کسی کی دید پر موقوف اپنی زیت ہی ناصح
 چھپے گا دامن محشر میں خورشید قیامت بھی
 نشان نقیش قدم کا بھی نہ پایا تا دم آخر
 وصل تباں میں خوف فراق تباں تھا
 پیش رقیب پرشش دل تمنی خوب کی
 عبرت دلا چکی تھی ہماری ستم کشی
 بگڑے ہوئے رقیب سے وہ آئے پھر گھر
 سرشار بیخودی تھے اثر بزم یار میں
 تیرا ہیکل مرے مہندے نہ تنہا نکلا
 ہم مسلمان میں گدل ہے بلا کا کافر
 اپنی پوجن سے نکر محفل رنداں بہر ہم
 شوق سنے حسرتی دید نہ پایا کس کا
 تول کر رہ گئے نیم شب دو دم کیا معنی
 تھکس تیر فرخہ دل سے بجائے پاسے

گدا جھکو بنایا آستان شاہ مردان کا
 ظہور پر دو عالم سے اشارہ میرے فرما نکلا
 بنیں دستوار لے زاپہ چھٹا داغ عصیا نکلا
 شفق کی کس خون آلودہ رخسار شہیدا نکلا
 مرا تار نظر انداز رکھتا ہے رگ جان کا
 غضب ہو گا عیاں ہونا ہمارا داغ پھان کا
 عجبٹ بیٹے کیا پچھا آثر عمر گر براں کا
 گویا کہ اپنے سر پہ بھی آسمان نہ تھا
 دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز داں نہ تھا
 مطلق شب وصال عدو شاہ داں نہ تھا
 اس حسن اتفاق کا کوئی گناں نہ تھا
 کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں نہ تھا
 لخت ہائے دل مجروح گولینا نکلا
 انکس بھر آئیں جہاں ذکر تو نکلا نکلا
 تو ہی سے شیخ بڑا حق کا شناس نکلا
 شعلہ طور مرا داغ تنہا نکلا
 تو صلہ اس میں متسا را نہ ہمارا نکلا
 پھر کہاں لذت ایذا جو یہ کائنات نکلا

<p>تجہ سے لے کر مرگ بڑا کام ہمارا نکلا میں بداندیش عدو چاہنے والا نکلا عشق کیسوئے صنم جان کا سودا نکلا لیکن اس سے بیوفا تو ہی بنا حاصل ہی کیا سچ بنا اس انگلیں میں زہر بھی شامل ہی کیا اس عنایت میں مراد غیری بھی شامل ہی کیا ماہی بے آب ہی یا طایر بے بس ہی کیا</p>	<p>اپنے مرنے سے عدو مورد پیدا ہی اب وائے تقدیر کہ اس دشمن ایمان کے حضور مر گیا ہا سے اثر چھوڑ کے سہ پہر سے جاں دینا عاشق جا بنا زکوۃ کی کیا مر کے جھگوڑی تیرے لب شہر کی چٹ خط میں لکھتے ہیں کہ آئیں گے کیس تو تیری دل چسپ ہیں کہ یہ سیلاب بہا تشر</p>
<p>جگر گزری کہ تو خدا بنو ا جب ترے غم سے آشنا بنو ا میں قفا ہو کے بھی فنا بنو ا حیف تو صبر آزما بنو ا جب کسی کا وہ بیوفا بنو ا</p>	<p>تیری جانب سے جھپٹ گیا بنو ا کیوں ترا آشنا عدو و مہر سے مر کے اس کی گلی کی خاک ہوا مار ڈالا مجھے عدو کے لیے لے اثر تجھ کو پھر گلا کیا ہے</p>
<p>بار و بار باغ جہاں میں یہ شجر کچھ بنوا تجھ سے میرے لیے لے رشک کچھ بنوا اشک ریزی سے تولے دیدہ تر کچھ بنوا ناشو بھاتے کئے کا اثر پچھ بنوا</p>	<p>نخل الفت میں نمودار مگر کچھ بنوا غیر کی شب کو شب قدر بنایا تو نے کرے خوابہ نشانی بھی اگر دل چاہے لاکھ سجایا اثر کو کہ ندے عشق میں جان</p>
<p>جانتے ہیں تم کو دہو کا کھائیں کیا داور محشر کو ہم بتلائیں کیا قتل کر کے جھگوڑا وہ پتچائیں کیا انقلاب دہر سے جبرائیل کیا لے اثر اب ڈھونڈنے سے پائیں کیا</p>	<p>جموئے وعدوں پر تمنا سے جائیں کیا پرستش اپنے فتن کی ہونے لگی ہے پشیمانی میں تمہارا خطا آئیں گے پھر بھی وہی عشرت کے دن دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی</p>
<p>مجھے تو بتوں میں خدا مل گیا جسے درد دل کا مہرہ مل گیا</p>	<p>مقد میں زاہد جو تھا مل گیا اُسے جاں شیریں کی پروا نہیں</p>

<p>کدھر جا کے یہ بیو فاعل گیا مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا مزا تیر کے شعر کا مل گیا ہے</p>	<p>ذرا دل کو دیکھو تو لے ہمدرد جدائی میں رونا ہوں آٹھوں پھر ترا شعر کوئی سنا جب آخر</p>
<p>وہ بھی لے یار کیسا زانا تھا اُس سے بیکار دل لگانا تھا آپ کو تیغ آزمانا تھا؟ ورنہ اپنا کہاں ٹھکانا تھا لے آخر دکھ میں اٹھانا تھا</p>	<p>میرے گھر بھرا انا جانا تھا جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیسا ہے اُسے تھے بخت آزمانے ہم تو نے رستے دیا پس دیوار دل نہ دیتے اُسے تو کیا کرتے</p>
<p>نہ اندیشہ ہی گلچیں کا نہ ہے صیاد کا دھڑکا تماشا ہی بچھانے سے یہ شعلہ اور بھی بھڑکا ترا تو سن جو لے قاتل ہماری قبر سے بھڑکا ہر اک فرخ قفس کیسا ہے پیر جن بھڑکا جوانو میں جوان بدھوں میں بدھ حال لو میں بھڑکا</p>	<p>میں لے بلبلو وقت امان موسم بہت بھڑکا نیا کچھ رنگ نکلا روئے آتش ناک دھوپ سے ہم اپنی زندگی میں شیر میدان محبت تھے صبا سے آید فصل بہاری گی خبر سن کر اتر تو نے بھی پایا ہے مزاج حضرت آتش</p>
<p>جو لطف کہ لب سے ترے ساغری اٹھایا غل پر گیا سرفتنہ محشر نے اٹھایا لے گل جسے میرے دل مضطر اٹھایا الزام کر کر زلف معبر نے اٹھایا بھر سے نقاب اس مہ انور نے اٹھایا انداز نیایا رکے تیرے اٹھایا جو ریخ علی کے لینے بوڑھے اٹھایا</p>	<p>شبیشہ سے کہاں بادہ اُحمر لے اٹھایا عشاق کے آگے جو ہوا یا ر قد آرا اُس دلخ کی صورت بھی نہیں لالہ کی دیکھی انگشت نمائی سے بھی ان کی نزاکت کیا چاندنی چٹکی مرے گھر میں جو شب وصل اب دیکھتے کیا تازہ بلا آتی پی مر پر مومن کے سوا اور اتر کون اٹھاسے</p>
<p>ہے عینمت ساقیا عالم شبِ حساب کا ہر ستارہ میں ہی نقش دیدہ بچھاب کا بانو نہر دیوار کے سر ماہ نامیلاب کا</p>	<p>چاندنی میں دور ہو جام شراب ناب کا کس کو اسے نیند میرے نالہ مست بگیر سے سرکشوئی عاجزی ویسی ہی جیسے لے اتر</p>

<p>دلغ ہاے بن موزاں کو چراغان سجھا گہر نے گہر مسلمان نے مسلمان سجھا دست قاتل کو جو دیکھا تو نکداں سجھا پنی بستی کو عدم کا سرو ساماں سجھا جسے دیکھا اے دیوان کو نکلتاں سجھا</p>	<p>شکل تکلیف کو بھی عیش کا سماں سجھا مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد میں دل مجروح ہے کس درجہ حریص آزار یہ حقیقت نظر آئی جو بقاے مہووم گلہ خوں کے لکیر (و تصانیف یہاں تک کہ آئے)</p>
<p>کیا درد لا علیا ہے آزار عشق کا کب قابل سزا ہے گنہگار عشق کا روحانیو سے جب نہ اٹھا باعشق کا چھوٹا جہاں کے غم سے گرتا عشق کا لے دل نہ نام لیجو رہنا ر عشق کا کاری لگا ہی دل پہ اثر و عشق کا</p>	<p>چنگا بنو مسیح سے بیا عشق کا سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی پسند ہم خاکوں کے سر پہ یہ بار گراں گرا دل دیکے قیدِ رخ سے آزاد ہو گیا دونوں جہاں کے رنج و الم کا ہی نام عشق انکھوں سے خوں جو تائی اس کو کیا کینا</p>
<p>کار گر غیر کا ستم نہوا غم ہی ہے کہ تجھ کو غم نہ ہوا پھر نہ کہنا کہ جام جم نہوا</p>	<p>غم اٹھانے سے عشق کلم نہوا اپنے مرنے کا غم نہیں مجھ کو جام جم ہے اتر ترا دیواں</p>
<p>جویوں پایا تو کیا پایا نہ پایا نہ پایا جیسے پایا ترا دیوانہ پایا نہ پایا نہ وہ تھے جیسے انہیں ویسا نہ پایا دہان یار کو عقانہ پایا نہ پایا نہ مزا سوز محبت کا نہ پایا نہ پایا نہ مگر ہم نے اُسے دیوانہ پایا</p>	<p>انہیں پایا مگر اتنا نہ پایا جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا جب آئے نو مکر دشمن کے گھر سے غلط پر دازیاں ہیں شاعروں کی جلے شمع لیکن تو نے کچھ بھی بہت ہیشا رشتے تھے اثر کو</p>
<p>ہم بروہ ستم ہے کہ کسی پر نہوا تھا صحراے طلب میں کوئی نہ بہر نہوا تھا گو بہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہوا تھا</p>	<p>دم بھر کا بھی آرام مقدر نہوا تھا جز خیر مٹنا دل وحشی کو ہمارے نا چیز کو افتاد بناتی ہے گرامی</p>

<p>دار انہوا تھا کہ سکندر نہوا تھا آرام کی خاطر دل مضطرب نہوا تھا ہوا ہوس گئے اُسے یا مگس جام شراب ہوں گے آخر ہی فریادیں جام شراب درد ہو یا کہ ہو خاشاک خوش جام شراب ہیں آتی جو صدائے جرس جام شراب لے اتر خوب ہین ہین دس جام شراب یا لعیب عیش دشمن ہو نہیں شب کا دوست</p>	<p>لے تاجوڑتا جو ر عرصہ گیتی کیوں شکوہ تکلیف اثر لے زبان پر دل میں اہلکے بھری ہیں جام شراب محبوب تو زنیوں شیشہ دل زندہ کا ساقیا رہ نہ بلا لوش ہوں پی جا و نہ کا محبوب راہزن قافلہ عیش ہوا یار سے پیٹنے کو کتاب سے پس و پیش نہ کر</p>
<p>دل جسے کہتے ہیں اہل دل ہی کا دوست خاک ہو کر بھی ہمیں رہنا ہی ہے دوست اپنے حال دل سے واقف ہی دل کا دوست شش جہت میں ہی عیاں حسن تھا دوست تھپے آئی ہے صبا بوسے روں ناز دوست مرگن پر وہ فرما میں زبان سے دوست پردہ دل میں سناں ہی چہرہ رینا دوست کچھ تو لازم ہی خیال غمت و دل دوست</p>	<p>یا تھے ہم راحت گرین بہر دیگا دوست عوش اعظم کیا ہی پیش تہہ والے دوست نہ نہیں گر گشتہ دشمن کرے تو ای فلک آستانے لب کروں کیوں راغمانا دوست جھڑپ جا ہی نگاہ شوق نظارہ کرے بار پایا کج کیا تو نے حریم یار میں شا د کیا ہوں رشک ہے اپنے حجاب کی بات دیدہ باطن سے کھر بیٹھے تماشا کیجئے داد کا طالب نہو نالے اثر و زجزا</p>
<p>انکسے پیچھے سے کیا دل ناداں بری طرح دل کی کہانی اس کو سنائی کی طرح آورہ پھر سی جیسا بھی مری طرح تو بھی ہی پیچھے رہا ستر مری طرح مومن کی ہوتی ہی جو نکال ہوئی طرح دعوائی سہسری نہیں جگلو کسی طرح عادت نہیں کہ پھر نکالوں کوئی طرح</p>	<p>چھٹا نہیں چھوڑا سے ظالم کسی طرح بجھانہ میرے درد کو ظالم کسی طرح وہ گل کہاں چپا ہے کہ جس کی تلاش میں حب سے لیا ہی تو نے دل مضطرب مرا شکوہ کو پیش آتی ہیں کیا نہ دقتیں استاد کی غزل پر غزل کیا کوئی لکھے دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناسخ کا دوست</p>

کافر ہوں اس میں ہو جو مجھے شک کسی طرح کوئی غزل سرا نہوا میر کی طرح	غالب کو مانتا ہوں کہ استاد دوسر تھا لیکن اثر جو دیدہ حق میں سے دیکھنے
نازاں ہوں اپنی طاقیت دیدار دیکھ کر پھر ہنسنے کو دیکھ سیتے ہیں ہر بار دیکھ کر	موسیٰ نہ لاسے تاب رخ یار دیکھ کر سیری نہیں نصیب ہمیں تیری دید سے
اُس دلکن کو دے لے آزار دیکھ کر نہ کہنے کو حشر کریں کیونکر	پھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا اثر شائبہ فرقت بسر کریں کیونکر
میری جانب نظر کریں کیونکر اُن کو اپنی خبر کریں کیونکر	اُن کی تیغ نگہ کا مارا ہوں کچھ ہم اپنی خبر نہیں رہ سکتے
اس کا شکوہ اثر کریں کیونکر یسی کوئی دن وادی جنوں میں گذر کر	نگوشت مگر سسی پہ یار تو سے شوریدگی قیس کے عالم پہ نظر کر
تلوے چھلانے لگے خارِ مغیلاں دیکھ کر پانی پانی ہو گیا ابر بھاراں دیکھ کر	چھر مرے دل کو ہوئی وحشت بیابان بل بے اپنے دیدہ خوبا بہ افشاں کی ہار
ہی بکاسے ہو جو نالاں دلوں نالاں دیکھ کر پھر نفس میں آئیں گے سیر گلستان دیکھ کر	مائیہ ہمدردی جان ہی درون اہل درد ہو نہ بدظن ہم سے اُسے صیاد جانی بہا
ہو گیا فی النار حاسدا پنا دیواں دیکھ کر جو سن پر فیض بباری ہی چین میں اس میں	تاب کیا لانا کلام برق دم کی بے آغز جب نیم صبح کتنی ہی کہ لے مرغا نفس
کیا ترے دل میں نہیں ہوتی رہائی کی ہوں ہوں گرفتارِ نفس چلتا نہیں کچھ اپنا پس	کیا تمنا سیر گلشن کی ترے جی میں نہیں اس سے تب رو کر یہ کہتا ہوں کہ ای یاد
سیر گلشن کے لیے اتنا نہ اسے ناؤں میں دل گرفتہ ہوں مجھے یکساں ہی گلزارِ نفس	جب قلق بڑھتا ہے اپنے دل کو یہ کہتا ہوں ہی اسیری میں اثر و روزاں یہ قول نہ
ناصح ہی سب پہ بالا رب العلا کی خواہش خواہش بھی ایسی خواہش اسے دل ہلائی خواہش	کیونکر نونی دل کو اس دگر باکی خواہش رہتی ہے تجھ کو اسکی زلف دوٹا کی خواہش
ترے ستم کی حسرت تیری حفا کی خواہش	ظالم وہ کون دل ہی جیس ہیں بہی بہی

اے خالق دو عالم یہ کیا معالہ ہے
 پا مال جو رہم ہیں باغ جہاں میں ورنہ
 ہے موت ہی مسیحا ہے درد ہی ملاو
 منہ دیکھ کر کسی کا خاموش رہ گیا میں
 پہنچے آخر سنا ہی مال رضا کو کہتے
 سنا یہ بڑا عجیب کہ جاں کی نیس زن کو اطلاع
 دو چار دن میں فصل بیماری کا کوچ کر
 مستی ملی ہے بال سنوار سے ہیں یار نے
 سینہ کو چاک کر کے اتر گیا دیکھا ہی
 بد لاہو ہے جب سے چن کی ہوا کا رنگ
 رنگیں مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تہیز
 سنتے ہی میری عرض ہوا لال انکا موٹھا
 لالہ شہید ہی تری دستار شیخ سجا
 بیشک کوئی ولی تھا آخر تیرے لکھنے
 اتنا ہی کوئی خستہ درد جگر کہ ہم
 بے جا ہروں کا دعویٰ تو تیر ہی عبت ہے
 بالائے بام آپ کے سونے سے ہلو کیا
 جا دوئے خیم سے ہمیں دیو انہ کر دیا
 تیری گلی میں اے مہتاباں شب فراق
 آئے کرم سے پیش تم کے جواب میں
 روتے سخن کا ہم سے گلا کیوں ہی غیر کو
 کوئی گل دیدہ ہی گھزار میں کہ تو
 کہتے نہ تھے کہ دل کا لگانا عذاب ہے

اُن کو جفا کی خواہش مجھ کو وفا کی خواہش
 تیرے قدم سے نکلی کیا کیا خان کی خواہش
 تیرے مریض غم کو کیا ہوشفا کی خواہش
 پہنچی کہاں زبان تک مجھ مینو کی خواہش
 اپنی وی ہی خواہش جو خد ا کی خواہش
 راگب کی ورنہ ہوتی ہی تو سن کو اطلاع
 اسکی نہیں ہی بلبل گلشن کو اطلاع
 سنبھل کو ہی خبر نہ ہی سو سن کو اطلاع
 ہی داغ دل سے اس مہ روشن کو اطلاع
 اچھا نہیں ہی بلبل رنگیں نو کا رنگ
 ہم جانتے ہیں آپ کے ناز واد کا رنگ
 بلکہ اشب وصال حرمے مدعا کا رنگ
 گل غرق خوں ہی دیکھتے تیری تبا کا رنگ
 سب سے دوسے خاص ہی اس کا رنگ
 بلبل بھی نالہ کش ہی مگر اس قدر کہ ہم
 دنیا میں قدر پاتے ہیں اہل ہنر کہ ہم
 اس سے فروغ یاب ہی خیم فر کہ ہم
 اس میں قصور وار ہی توفیقہ اگر کہ ہم
 سر گرم نالہ غیر ہا رات بھر کہ ہم
 کرتا ہی بون حد سے کوئی دنگ کہ ہم
 رکھتے ہو بات چیت میں تم منہ دہر کہ ہم
 آوازہ کش ہی بلبل شوریدہ سر کہ ہم
 اب بیقرار تھر ہیں تو ہی اتر کہ ہم

<p>قیامت ہی نہاں اُنکے جسم پہنساں میں مرقع یا رکاوٹ جو غل پہنے دیوں میں کہ شوخی ہی جیسا کے ساتھ اس کی تنہا میں غصہ سے رنڈ خالی ہاتھ ہوں فصل بہاڑ میں چھو یا تو نے نشتر جاہر میری رگ جہاں میں جنت بلیں نے طرح آئیناں ڈالی گلتا میں دد عالم کی ہر جھپٹتا تری رقیق پتھیاں میں درازی یو تنو کچھ ایسی نہیں اس تک فرقا میں وہ کا فر جس سورختے پُرن ہیں مسلمان میں</p>	<p>عدو کا رشک ہی نہنگا نہ محشر کے ساماں میں مرے حسن بیاں سے اک جہاں تصویر پر اسی جاہ و نئے ارباب نظر کو مار رکھا ہے سبھی گل، بکف گلشن میں ہیں انصاف برب کیا کیوں ذکر اس کے دشمنہ خونریز کا نکا نزاں صیاد کچھیں باغباں سب ہی کا گنگا اسی سے پائی ہر شیرازہ کوئن نے بندش ہوئی جاتی ہر بار بپار کیونکر سینہ دل سے ہوا ہر راہ کعبہ میں اثر کا ہمسفر ہے</p>
<p>لہو جس نے ہر دم رولا یا ہمیں کہ آئندہ خدا یا د آیا ہمیں کسی دم اگر ہوش آیا ہمیں تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں رہا دیکھ اپنا پر لایا ہمیں</p>	<p>دیا تو نے وہ دل خدایا ہمیں یہاں تک توں نے ستایا ہمیں ترانام لیکر کما دلہہ ہاتھ یہ بیباک غیر کے واسطے اثر شکل اپنی ہوئی پیر کی</p>
<p>طوبائے میناں نمرائے توجا میں وہ یوسف گمشدہ جو حکم آئے توجا میں ہاتھ ان کے جو مضمون کمر آئے توجا میں گلشن کی صبا لیکے خبر آئے توجا میں اس ان کی دودل کو اثر آئے توجا میں</p>	<p>وہ سر و خرامانج ادھر آئے توجا میں یعقوب چھفت منتظر یا رہیں لیکن اوصاف کمر لکھنے میں کہ ہر شعرا کو مرغانِ قفس گوش ہر آواز ہیں لیکن لے ہیں مداو کے لیے عیسیٰ مریم</p>
<p>رنگ روئے بہاڑیں دونوں پھر میں ناگوار ہیں دونوں جگر و دل دنگا رہیں دونوں ورنہ آپس میں یا رہیں دونوں</p>	<p>گل تما سے غدا میں دونوں نغمہ و می کا ذکر مت چھیڑو انکی تین نگہ کو مت پوچھو دیکھو دل میں جان کے دشمن</p>

دیکے دل ہم تو وہ اُسے لیسے	اے اثر بے قرار ہیں دونوں
اثر آہ الم جب دل ناکام ہیں	گوش دلمائے تباہ مور و الزام ہیں
طلب نہیں اہل ستم سے شایاں	عذریہ قصیر کھر جھلتا الزام نہیں
وہ ظرافت سے اثر سمجھے کہا کرتے ہیں	لذت ہوسہ ہر لذت دشنام نہیں
کیا تجھے کام بجز نالہ و فریاد نہیں	مشغلوں کو کوئی اودل نا شاد نہیں
مدت عمر جنوں عمر سے کچھ توڑی ہے	دشت سے پھر کے کہاں جاؤں گے کیا نہیں
حکمت آموز نہیں اہل جفا کی تعلیم	لطیفہ جو رد وسیلہ و ساد نہیں
طلب درد سے غافل نہوے دل دم نہیں	واقع لذت عم وہ ستم ایجاد نہیں
شکوہ غوث کا اثر کرتے ہو غالب کی طرح	مگر کو پیری یا ران وطن یاد نہیں
سنا حال دل پر کیا کچھ نہیں	مگر کان دھر کر سنا کچھ نہیں
کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا ہے	تو تم سے ہلکو گلا کچھ نہیں
حسینو کہیں گل سے خوشتر ہو تم	مگر تم میں بوسے وفا کچھ نہیں
نہ گل پر ہی جو بن نہ بلبل کو جوش	چمن کی وہ اگل ہوا کچھ نہیں
تبول کی پرستش کہاں تکا اثر	مگر جھکو خوف خدا کچھ نہیں
شام کو جب ہر راغ جلتے ہیں	دل جلے سیر کو نکلتے ہیں
مرضطرب کیا ہو رہر دانِ عدم	کچھ تو عہد کہ ہم بھی چلتے ہیں
کون ان کو اثر وہاں ہو پچائے	حضرت ل جہاں جہلتے ہیں
لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں	ہم کبھی کو قہام لیتے ہیں
باہ بھی ست ناز ہوتا ہے	جس ادا سے وہ جام لیتے ہیں
جانکر میر کا کلام اثر	لوگ تیرا کلام لیتے ہیں
ہر بات پر وہ کہتے ہیں تکرار کیا نہیں	جھگڑا بڑھاتے رہتے ہیں بیکار کیا نہیں
ہر دم و دل کو دیتے ہیں آزار کیا نہیں	ہر ہم زندگی سے رہتے ہیں سزا کیا نہیں
وہ دل کا مول کر رہے ہیں چپے منہ ہیں ہم	کھوٹا ہر مال بیش خریدار کیا نہیں

<p>دیتے نہیں سوال کا عیسیٰ کوئی جواب میری بھلی بھی اُن کو بری لگتی ہے آثر رات کیسا کیا نہ بڑا ہا در در حرکت پوچھو ہمد موم کہ تو چکے حال دل خوں گشتہ محفل غیر میں سے کئے چہرہ گلشن چہرہ غیری آئینہ ہمارے غم کا کچھ خدا جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے</p>	<p>ابھی نہیں ہے حالت بیمار کیا کیس جیسے ہیں وہ حد کے طرز کیا کیس کس خرابی سے کئے چار بہر مت پوچھو اب ہیں تاب نہیں بار دگر مت پوچھو رات جس رنگ سے وہ آئے نظرت پوچھو ہمیشہ جیسی ہی عنایت کی نظر مت پوچھو زندگی ہے کہ مصیبت ہی اثر مت پوچھو</p>
<p>وضع اجاب جہاں وجہ سخن ہی ہنگو اشک ریزی سے تری بزم میں آئے غیر تہ جو اجاب و تمنا سے سیاحت ہے اثر وہ جنس و فاقہم تلے پار کو بھلا اب تو دل میں نظر آئے آپ جو برعکس ہی آپ کا قول و فعل دو اکہا پلاتے ہوئے ہمد موم ہمت ابر و تا پھرا ملک ملک چمن میں جو نالے ہمارے سنے</p>	<p>شام غیبت سے تر صبح و طن ہے ہنگو صورت منع کہاں تاب سخن ہی ہنگو قصد ترک وطن و سیر دکن ہے ہنگو کہ ہونا زحیم خریدار کو ہمت ہم ترستے تھے دیدار کو ہم اقرار بھیجیں گے انکار کو اذیت بند و دل کے بیمار کو نہ ہو بچا مری چشم خونبار کو خوشی لگ گئی بلبس زار کو</p>
<p>اثر بے زری میں کرو رہن ہے الچی سلجی رہنے دو کیوں آفت پہر لہو انکس جبکی جاتی ہیں متولے کیسی مور ہے دل سے آثر کیا کہتے ہو ہی جا کا سودا نہ شمشیر جفا شوق سے سر کہتے تو کیا اسیران نفس سپر کے خواہاں ہوتے مجرم عشق سی دل تھا مگر مایہ ناڈ</p>	<p>تم اپنی فضیلت کی دستار کو دلی آئین برہتی ہے جب زلفوں کو بھاتی ہو جاگے کسی سنگت میں جو نیند کے آواز ہے تم بھی تو دیوانے ہو دیوانے کو بھاتی ہو لیکن اختیار ہمارا سا جگر رکیتے تو آمد فضل ساری کی خبر رکیتے تو آبرو اس کی تم لے دیدہ تر رکیتے تو</p>

<p>دیکے دل ہو گئے بیدل پر کیا کیا تھے کیوں رہی حیراں نہ دست سیمر میں آئینہ نوحیرت کس قدر اپنا دل محروں ہوا دیکھ اسے قاتل و نفاٹے حسن کی تاثیر سے جب سے دیکھا ہی تھے روتے مصفا کو غم یوں ہی گراؤں کی سسختی ترقی پر رہی</p>	<p>مال کوٹا ہی سہی تو کبھی اثر کہتے تو قدرت حق دیکنا ہے اپنے گھر میں آئینہ نیکیا آنسو کا قطرہ چشم تر میں آئینہ صاف خبر نیکیا تیری مکر میں آنسو سنگ خاک آلودہ اپنی نظر میں آئینہ کیوں نہ بن جاؤں تو آدھرا اثر میں آئینہ</p>
<p>دل سے کیا ہو چھٹا ہر زلف اگر پھر سے پوچھ میری جا بنازی کے جوہر سے نہیں تو وقف پر شش حال کو جاتی ہی کہاں اسے لیے یوں تو ہستادن شعر بہت سے گزے</p>	<p>اپنے سرشار کے احوال تو نہ بھر سے پوچھ کچھ کہتے ہیں تری شمشیر چٹھنیر سے پوچھ فیس کا حال ہی کیا قیس کی تصویر سے پوچھ کسکو کہتے ہیں غزل گوئی اثر تیر سے پوچھ</p>
<p>ہے جوش مبارک کے برس اور زیادہ ہوشیار ہو جنوں کہ قریب آگئی لیلے کیا ذکر عدو سے حق غرض ہو چھ گئے ہم جب اپنے ترسنے کو بیاں کرتے ہیں نے برہتی ہے سوا غم سے طبیعت کی روانی پہری میں اثر شامت اعمال سے اکثر</p>	<p>بیتاب میں مرغان قفس اور زیادہ آنے لگی آواز جرس اور نہ زیادہ ارشاد کی حاجت نہیں بس اور زیادہ کہتے ہیں وہ ہنس کر کہ ترس اور زیادہ حمیت سے ہو تر فرس اور زیادہ ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ</p>
<p>دولت نہیں ملتی ہی کہ عزت نہیں ملتی دستے جو دل ہی تری بیداد کا خوگر ہے وار پیا پے جو تری تیغ جفا کا ثابت ہوا فرما دہری کو کہانی سے سینہ تو مراراجت سے مبرا ہے اس عہد میں کیا حال ہوا ہی شرفا کا کیا حال دل زار اثر جھکو سنا ہے</p>	<p>جس چیز کی طالب ہی طبیعت میں ملتی بے رخ سے جان کو راحت میں ملتی ظالم مجھے دم لینے کی فرصت میں ملتی کچھ کہتے مزدوری الفت میں ملتی ایمان سے خالی تری صحبت میں ملتی سرکار میں دوپہر کی خدمت میں ملتی پچاسے کو گفتار کی طاقت میں ملتی</p>

<p>دہان زخم کھلے شور مچا کر جس کے لیے وفا تیرے لیے ہر نہ تو وفا کے لیے بہار شوق میں گل نے قدم جھک کے لیے جو خاک چھاساتے پھرتے ہیں کیا کے لیے</p>	<p>سجھ کے دل نے فرے یار کی جفا کھلے تری سرشت پر لے یار بیوفائی کی خبر جو لیگی گلشن میں تیری آمد کی انیں خبر نہیں اکبر فاکساری کی</p>
<p>کشتی مری نجات کے ساحل سے جھلے چلاے ہم کہ ہمو دل مبتلا ملے جنت میں دل دکھائیکو وہ بیوفائے دیگر کی گلی میں ملے بھی تو کیا ملے ایسی کوئی شراب ہمیں ساقیا ملے بھٹکویہ غدر کیا ہی کہ غدر جفا ملے سیچے تو رہ گئے تھے مگر اُسے جھلے</p>	<p>یار بترے کرم کی موافق ہو املے پوچھا گیا جو روز ازل کس کو کیا ملے یار ب ہی سزا ہمیں روزِ حسد املے ملنا اسی کو کہتے ہیں لے بخت نارسا بد مست چاہیں دائرِ محشر کے سامنے ظالم تری جفا میں نہیں غدر کچھ ہمیں عجالت سے رنگاں عدم کی ہم لے اتر</p>
<p>وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں ہی ہم کو بھی اُن سے جائے شکایت نہیں ہی اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں ہی اب شاد ہو ضبط کی طاقت نہیں ہی وا حسرتا کہ وصل کی حسرت نہیں ہی</p>	<p>وا حسرتا کہ بزم وہ صحبت نہیں ہی جب دوستوں کو ہم سے غمت نہیں ہی کارِ مسیح شدت آزار بنے کیا دلِ وضع احتیاط سے لے آہ تنگ تھا دل کو فنی طلب سے کیا یا س نے اثر</p>
<p>میکش تو اُسٹنے والے نہیں ہیں ہزار سے شاخیں نہ بھٹ پڑیں کہیں ہو لو نیکہار سے دل بلبلوں کے جانے لگے اختیار سے اپنی خزاں بھی کم بین فضل بہار سے مگر ہم پر جو ہی طراستم ایسا بھی ہوتا ہے معاذ اللہ انسان کا قدم ایسا بھی ہوتا ہے ستم کے بعد کرتے ہیں کرم ایسا بھی ہوتا ہے</p>	<p>اد از صور کون ستیگا، شمار سے امسال ڈر ہی جو شش فصل بہار سے گلشن میں آمد آمد فصل بہار سے بہری میں دل کو ربط ہی اک گلغدار سے جفا میں ہوتی ہیں گھٹا ہوا دم ایسا بھی ہوتا ہے عدو کے آتے ہی رونق سدھاری تیری محفل کی رکاوٹ ہی خلش ہی چھڑی ایدا اہ ایدا ہے</p>

کبھی سعد بن ہوتے ہیں ہم ایسا بھی ہوتا ہے
 محبت میں ترے سر کی قسم ایسا بھی ہوتا ہے
 کرم ایسا بھی ہوتا ہے قسم ایسا بھی ہوتا ہے
 ہمیں وہ دیکھ کر کہتے ہیں غم ایسا بھی ہوتا ہے
 کریں دعویٰ خدائی کا ضم ایسا بھی ہوتا ہے
 حیا دہم نفس میں رہیں دل کو مار گئے
 ہوتے جو اپنے دیدہ و دل اختیار کے
 کچھ کم نہیں ہمارے دن انتظار کے
 اس وقت کام آو دل بیقرار کے
 ہم ہاتھ میں پڑے ہیں دل بیقرار کے
 تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے ہو
 ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے ہو
 تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے
 یوں نہ بیکار ہم جیسے ہوتے
 ہم گناہ اور بھی کیے ہوتے
 مے سے تو بہ اگر کیے ہوتے
 دیدہ کور کو کیا آنظر کیسا دیکھے
 کہ نہیں دشت محبت کا وہ رستا دیکھے
 پھاڑ کر پردہ محل مجھے لیلے دیکھے
 اور کوئی دل بیابا کو سجھا دیکھے
 تو سن طبع مرے سامنے چکا دیکھے
 پلاس بھولتے ہی نیکی بن میں آگ لگی
 روانہ شیخ و دل برہن میں آگ لگی

دل مجبور آخر اتنا ہے ہر خواست کی
 نکر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
 ہمیں ہر دم حد میں وہ بلا تے ہیں متناسے
 نہ درد جدائی سے جو واقف اسکو کیا کیے
 سمجھی کچھ ہوتا رہتا ہے اثر کی خدائی میں
 جب ہوں زبان خلق پہ چہ بے ہار کے
 نا صبح غم فراق میں ہم ہوتے یوں لہو
 کرتا ہوں عاشقی میں قسم کو کہن کے کام
 سینہ سے آملو کہ نہیں طاقت فراق
 کیونکر ہمیں قرار کا پہلو ملے اثر
 رسوا جہاں میں خلق میں بدنام کر چکے
 مرنے پہ بھی رہا جو یہی اضطراب لے
 بدنامیوں کا خوف اگر یوں لگا دیا
 دل کیسکو اگر دلتے ہوتے
 کاش لے رحم داور محشر
 کتنے کیونکر اثر ہمارے دن
 آنکھ والا ترے جو بن کا تا شاہ دیکھے
 کیا رکیں خضر سے ہم چشم ہدایت دل
 میں ہوں اسے قیں جنوں کہ نہ چہ حیرت
 تجھ سے لے نا صبح ناداں پیٹھ سے کانٹے
 شہسوری سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر
 نہ صرف گل کی بدولت نہیں میں آگ لگی
 تلوں کی شعلہ رخسار کی حرارت سے

<p>ترے ہونے عین میں آگ لگی نہال آرزوے کو ہنس میں آگ لگی عدو کے دعوئی شعر و سخن میں آگ لگی</p>	<p>نہیں یہ رنگ فروزاں ہی آتش غیرت ہر اچھا نیکو کیوں نکل عشیت خیرت مرے کلام شہر بار کے اثر سے اثر</p>
<p>دل پر ہائے داغ شب انتظار ہے نظارہ سوز عارض مایاں یار ہے اے دل یہ کیا کہم کہ وہ غفلت شعار ہے دل پر ہی اختیار نہ قابو میں یار ہے سوز غم: رول سے نفس شعلہ بار ہے</p>	<p>کب بعد مرگ حاجت شمع مزار ہے ہر ذوق فروغ حسن ہر نا کامی نیکار ہے کیچا ستم سے پائے جو اس نے تو غم نہیں کس بے بسی میں لے مرے مالک ہری بچار ہے گر می مرے کلام میں کیونکر نوا اثر</p>
<p>نور سیر بری ظالم جہر چاہے کوئی بجائے اگر تجھ مر جائے کوئی تمہاری نگلی میں اگر جائے کوئی عدم کی جولا سے خبر چاہے کوئی ستم زبردستوں پہ کر جائے کوئی</p>	<p>فلک تجھ سے بچ کر کہ ہر جائے کوئی قیامت کا قد ہی ہلا کی ہیں آنکس ہے خاک ہو کہ اسی سر زمیں کی یہ کدو کہ ہم کو بھی ہمراہ لے لے خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے</p>
<p>لیپے پاؤں سے بلائے ساقی رجحہ بیوقوف نہادے ساقی میشو اب ہمیں کیا دے ساقی کوئی وا غلط کو بلائے ساقی زلحف چہرے سے ہٹا دے ساقی توڑی سے ہمت میں جو دے ساقی ہر پرستو کو سنا دے ساقی</p>	<p>جامے منہ سے لگائے ساقی سچ کو دل سے بھلا دے ساقی کربچے خانہ تمنا رہی نہ میں ذکر سنوں جو روکا مے پرستی پر گلشن کی ہوں پوشش آنے لگے جسم جھک کیا پستانہ اثر کی ہر غزل</p>
<p>رہتی تھی فنی جھکوں دودو پھر ایسی کیا لائی صبا جا کے چمن سے خرابی امید نہ تھی تجھ سے نسیم سحر ایسی</p>	<p>پہلے تو یہ تھی شدت درجہ جگر ایسی مرغان نفس مر گئے دم بھر میں ہر گھر اس گل سے لگا آئے کیوں میں نظر سے</p>

<p>لاکے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی جھکو د ا عطا خدا خراب کرے لطف فرمائے یا عتاب کرے بحر سے ہم سہری جہاب کرے ترک کیونکر کوئی شراب کرے کس طرح کوئی شب کو خواب کرے</p>	<p>ہے تیر کے انداز کو خستہ جگر ہی بشرط اس جی پر وہ عذاب کرے سب ہے موقوف اس کی مرضی پر زور گرے وہ ناتوانوں کو بخودی کا بھی ایک عالم ہے اسے اثر تیرے شور نالی سے</p>
<p>ہوایاں کی ناساز پا کر چلے : وہ جب آئے ہکو رو لا کر چلے وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے : قیامت کا عالم ہپا کر چلے حق عاشقی ہم ادا کر چلے ہمیں اپنا بندہ بنا کر چلے جو کرنا تھا ہم لے خدا کر چلے جو ہو زربعد ز رلت کر چلے</p>	<p>دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے کسی ڈھب سے دل کو دکھا کر چلے موسے پر بھی ہم سے ہے ان کو عباد گئے سیر گور غیباں کو جب کیا جان و ایمان بچھر نثار نہ آیا نہیں کچھ بھی خوف خدا ملائے مقدر سے اعمال کو اثر باغ دنیا سے گل کی طرح</p>
<p>ساتھ بازار کا بازار لیے پھرتی ہے سر ہر کوچہ و بازار لیے پھرتی ہے جستجوئے کربا لیے پھرتی ہے کج تک حسرت دیدار لیے پھرتی ہے ساقیوں گرد کی دیوار لیے پھرتی ہے اپنے سہرا صبا بار لیے پھرتی ہے پیش رو زن پس دیوار لیے پھرتی ہے ہم دل میں کوئی سرت دنیا نہیں رکھتے ہیکار کسی شخص و بچھا نہیں رکھتے</p>	<p>حسن کی جنس خریدار لیے پھرتی ہے در بدر حسرت دیدار لیے پھرتی ہے عدم آباد میں آنے کا سبب ہی ظاہر دیکھ لے جان جہاں تیس فقر کو دنات دشت میں میس کو کیا آئے نظر جب گل سے کیوں کہہ نہیں دیتی پیام بلب حسرت دیدار حضرت آنس کی طرح عزت کی ہوس زر کی تمنا نہیں رکھتے سر چوڑنے دو چارہ گرد ہاتھ نہ روکو</p>

<p> بخوف نہ کیوں عصمت میں وہ آئیں دل دیکھے سہ پہر ڈٹے مر جائے لیکن منکر میں ترے حسن دل افروز سے محروم پہنچی ہر کہاں ان کی عداوت کی ترقی آنسو ہیں کہ جاری ہیں اثر دیدہ ترے ستری نگاہ اور کہ ہر بند نظر گئی کیا آئے اے صبا تجھے پرہیز کا خیال شوق جفا کے خوف سے رو نیلگا عدو فاعمر گزشتہ نصیب عدد رہا لیکر عدو کو ساتھ وہ پیش کو آئے ہیں تنہائی طریق گوارا نہ کر سکی میں ہی نہ اسکی نرم سے رونا اٹھا اثر </p>	<p> واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں کہتے یہ کام ہیں ایسے کہ تیجا نہیں رکھتے کیا دیکھیں تجھے دیدہ بینا سین کہتے وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے رونے کے سوا تم کوئی دیندا نہیں کہتے دل کی طرف گئی کہی سوی جگر گئی مدت ہوئی کہ آرزوے بال ہر گئی جب اس ستم شعار کو میری خبر گئی اپنی بھی زندگی کھوئی صورت گزری واحسرتا کہ لذت درد جگر گئی حسرت ہمارے ساتھ پس نایاب گئی آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی </p>
<p> دو چار دن کی سیر چین کو دکھا گئے گل اور عندلیب میں جھگڑا لگا گئے غمی دیدنی بہار ہمارے غبار کی بانگ جس نہ غلغلہ کو سجدہ دم بھر بھی بے جس نہ ہا کاروان عمر جب کھو چکے تو سادگی طبع سے اثر بے ترے اے گل چین میں کیا بہار نکلتی مہربان خوش نوا ہیں سازگار اہل شوق شریعہ قانون عقل و اعظا بر ہم بنو اسے اسے کیوں نہ عاشق گوش براؤں آشنائے ساز لذت ہی دل بہاؤں </p>	<p> گل اے صبا بہار میں کیا آئی کیا گئے سیر چین میں تم یہ نیا گل کھلا گئے ان کی گلی میں ہم سر دوش صبا گئے جو قلعے عدم کو گئے بے صدا گئے نالے ہمارے ساتھ بجائے در گئے اُن کی گلی میں ڈھونڈھنے دل بارہا گئے گوش دل زحمت کشی نہی خار غم ہے منزل مقصود بد حال لاں دیا رنغمہ ہے صرف چند اصوات موزوں پر مدار غم ہے ہر سخن کو جس کے حاصل اعتبار غم ہے طبع ناموزوں زاہد ہر مسرار غم ہے </p>

کچھ لب شکر قشال سے ہو چمن میں نشہ ریز
 بنے جو گن کون دکھلایں گویا اپنا کمال
 کوئی فصل گل میں واعظ کس طرح ہو گئے
 موعظت پلستہ غفلت کو کیا ہل کرے
 ہر صدمے خوش دل محزون کو تینا کی شکل
 حکم کی اسپر بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا
 مبتلا سے آفت جیسا دیکھ بلبل ہوئی
 ہر گراں بزم طرب اس بیت کی ترس ترس
 دل یہ کتنا ہی احسنم تجھ فدا ہو جائے
 دست قائل چوئیے صرف عا ہو جائے
 قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے
 ہر دل بے آرزو ہونا کمال بندگی
 کچھ لمعد وہی تن سے علاج ربخ دل
 ہاں میں ہاں کرنا میں شیوہ اہل وقار
 غیر اٹھائے بھی اگر لے دل تو اٹھا ہو محال
 انتہائے آرزو اپنی ہی لے اثر
 نالہ کس موئے سے تو دعوائی اثر کرتا ہے
 کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے
 مورد لطف سی غیر مگر اس پر بھی
 اپنی وحشت بڑھی رونق صحرائے جنوں
 غیر سے پوچھتے ہو کون تم دید ہے
 کس کا آزار کشیدہ ہے کہ راتوں کو اثر
 یہ کہتے حشر میں زاہد نگاہ گار آئے

بلبل شیریں زباں امیدوار نغمہ ہے
 آج محفل میں کبھی کو انتظار نغمہ ہے
 یہ تو وقت یکیشی پر روزگار نغمہ ہے
 دل بہن جذبہ بے اختیار نغمہ ہے
 لاکھ ہرے میں بھی ظالم بیکرا نغمہ ہے
 شہر میں ہر سمت برپا گیر و دار نغمہ ہے
 درہم دبر ہم چمن میں کاروبار نغمہ ہے
 کوہ سے سسلیں زیادہ جھکو بار نغمہ ہے
 جان یہ کہتی ہے مرے اللہ کیا ہو جائے
 ساتھ غروں کے شریک مر جا ہو جائے
 نکمیت گل بنے گلشن سے ہوا ہو جائے
 بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے
 نیستی سے درد سہنی کی دوا ہو جائے
 گنبد گردوں کی صورت بے صدا ہو جائے
 اُن کی خاک آستان پر نقش ہو جائے
 کر بلا میں مرے خاک کر بلا ہو جائے
 وہ تو سنس سنس کے سوی غیر نظر کرتا ہے
 غافل و غم کو بھی چلنے کی خبر کہتا ہے
 ڈٹے ڈرتے ترے پہرے پر نظر کرتا ہے
 بید مجنوں مرے سائے سے خدر کرتا ہے
 میرے کوچ میں جو رو رو کے سحر کرتا ہے
 نالے کرتا ہی تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہے
 ترے کرم سے الہی امیدوار آئے

<p>ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے جن میں موسم گل جو شہر ہزار آئے اسی لیے تری نخل میں انگار آئے مگر تجھے تو دل منہ پلٹا کر اڑا آئے یا برا آئے ہیں ساقی کہ کوہ سار آئے بہاوری سے گئی شہر جاکے مار آئے</p>	<p>غم فراق میں کیونکر مجھے قرار آئے ہمارے خزاں ہو گئی تو پھر لے دل بزم گنج میں پیش غیر جلتا کھتا اینس سنائیں ہم افسانہ بیفہر آئے کتنی تھی ساتھ میں کیا جگر کوہن کی روح اثر ہوا کی جانب گئے تھے بہر شکار</p>
<p>ذکر کیا فریاد و مجنوں کا کہ آوارہ ہیں تھے تاسخ ہم آتشِ خیر سے انگارہ ہیں تھے دل بھی لے گیا دہم تر سے گرفتار ہیں تھے ہاے وہ روزن جو تیری گھر کی دیوار ہیں تھے لے آئے اثر کے متن ہوئے ہیں اب بخوار ہیں تھے ابھی ہر جہاں پر عالم بڑی مشکل کا ہے کچھ خیال لے اہل غفلت کو رگِ منہ لگا ہے اب قرینہ اور ہی اس شیخ کی محفل کا ہے شام سے اترتا ہوا چہرہ کہ کامل کا ہے لے آئے اثر حاصل یہ تیری سعیِ لا حاصل کا ہے</p>	<p>یاد کر ان کو جو تیرے عشق کے مارہ ہیں تھے نخلِ انبیا میں تھے جو وہ رونقِ فروز تھے جن میں بھی ترے دامِ محبت کے اسیر غیر کے کہنے سے بھولے بانی ہیدر بند صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کیسے خیر ہے کیا کہیں ہدم کہ کیا کشتہ دل بھل کا ہے خواجہ دہریس کیسی ہیں یہ ہرستیاں ہمعین یا سار باب و فاکو نکرہ نول آج وہ خورشیدِ رو کیا جلوہ گر ہے ہام پر پامال یا سن ہی ہوئی رہی کشت و فاقہ</p>
<p>اس سن میں آدمی نہیں رہتا ہے آدمی آتشِ زو بدل و خرمنِ ایام سوخت آتشِ جلوہ رخسار تو اس نام سوخت سوخت عشق تو مگر باسم و سام سوخت زلف سیاہ و کا کل بچاں ندیدہ رنج و مصیبت شبِ ہجر اں ندیدہ جو رج و جفا کے آں ہنہ خوباں ندیدہ</p>	<p>کیا کیا نہ بچ پیری میں سہتا ہے آدمی برقِ جن تو تنہا جگر و جام سوخت شوقِ نظارہ صفتِ سر طورم نکشید دماغِ پنہاں بدل و نالہ سوزاں زبان تاج تو جلوہ رخِ جاناں ندیدہ پیشم گوز سخی و وجہ سنا سخی غرہ مشو بہر و عطا پیش کہ اسے اثر</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم منہاج دیوان نواب فتح محمد

مشاق لکھنوی

لطف جس کا تاج سہرتا قیصر نغفور کا
گوش مشرک کیا سنو وہ غلغلہ ہے دور کا
پر بنان لطف حق سا تر ہے جسم غور کا
شعلہ کے سر پوشش نے ڈھانکا نہ نہ نور کا
خرد لجا نیسے بڑھ جاتا ہے دل مزدور کا
سر میں سودا نہیں ہے سماں کا
نہ گریباں کا ہے نہ دامان کا
خم ہوں محراب طاق نیاں کا
ابو مشاق قصہ ہے دانکا
ایک غنچہ تھا مگر نیکے گلستان نکلا
ڈھونڈ نہ تھکوا مرا قافا سلجاں نکلا
شعلہ حسن حجاب رخ جان نکلا
یاؤں صحرائیں نہ مٹکے تو گریباں نکلا
فکر کرنے پہ نہ اک صیغہ میرا نکلا

یہ جو ظالم ہے تو امد ہے عساکر میرا
برق و باران کے سوا کچھ نہیں حاصل میرا
ساتھ دی نہیں مگر درہ ششمال میرا

پردہ پوش ایدل دی، تجہ گداے نور کا
شورش حدت جو حد لامکاں سے ہے ملند
اہتمام پردہ پوشی ہے گدا کو یک ضرور
سوز عرفاں میرے دل کا کیا چھپائی آہ گم
صبر بھی دے گا اوٹھائیکو ویسا ہے ہار غم
مکب میں خواہاں ہوں تاج سلطان کا
اشک بے تاب ہے مرا بر باد
خود فراموش ہوں ضعیفی میں
ہر چشمہ وارض پاک بھفت
ٹکڑے ہو کر مرے منہ سے دل نالان نکلا
جان دی بیش تجھ میں تیری آرزو
ہنوئی طاقت نظارہ کسی عاشق کو
قید ہونے سے مرے بڑھ گئی دشت میری
غم کس نحو سے کی علم میں صرف اک مشاق

جو رگزدوں سے ہراساں نہیں کچھ دل بیل
بارع عالم میں عجب خرسر باد ہوں میں
قافلہ الونہ کی سب نے بھر چوڑ دیا

<p>میں وہ کشتہ ہوا کرتا تھا جو قاتل میرا دیکھا وہ کشتہ بے دریا اور میرا ہوا کشتہ میرا کشتہ میرا ہوا کشتہ میرا کشتہ میرا</p>	<p>لارڈ الاس ہے مجھے نیر کے مرجانے نے تھک بکاتا ہوں میں کس پر جگری سے تیری رہ مقصود میں جا لے بھی جو میرے چپ تیرے کے چرچکے ہر اک رشتہ</p>
<p>پاندہ لوں دامن کشتہ کے منت وشت ہر اک شل ہی بازو سیکہ پڑا سراور اک کا غارہ روئے گدا ہے اوڑکے جنا خاک کا جو بدن کا رنگ ہی وہ رنگ ہی پوشاک کا خاک میں لکڑی ہے صرہ جو اوڑکی ہاک</p>	<p>جی میں ہی پیوند ہوں جوڑ غصوں میں خاک کا انگرا یوان قدرت تک تم سے پہونچے گا کی خاکساروں کیلئے ہی حسن وضع انکسار پیوٹ نکلا جو جواس کلیر میں کے تن کا حسن کر بلا جا کر راتے آرزو مشاق کی</p>
<p>پتا ملا ہمیں اسے ناز تیرے مسکن کا تیرے نہ برق نے پایا میرے شیشین کا اگر میں بیٹھتا ہوں تنگ میرے کو پڑا ہی سریر مرا رنگ میرا پریدہ بنگیا بیضا میرا مسیر بچھا جاتا ہی خود دل صورت شمع سحر میرا ہوا کشتہ میرا کشتہ میرا سے پختہ شمسیر ہوا کشتہ میرا کشتہ میرا سے پختہ شمسیر</p>	<p>اگر شمسیر دیکھ لیا اس کی چشم پرین کا ٹھوپ ترپ کے گلستاں میں ہ گئی ہر سو کبھی ہوتا نہیں ہے ختم دنیا میں سحر میرا کہا سب درد و غمت اداس سے ضعف نالوان جو جو مریاس ہے کیا مجھ سے روشن کوئی بھنسل کیلئے عشق ردو آتشیں نے دل پکایا ہی بھرا دل بیٹھ جائیگا شب فرقت کے ہاتھ سے</p>
<p>پھر اسے گنبد گردوں پہ پڑا جاتا ہے سر سبز کہ ہر کچھ مند مل ہوتا چلاز جسم جگر میرا بنانا کھر بیاں سحر تار خطسیر میرا کچھ جاتا ہی وہ عیار غولانی منظر میرا تیرے اکے فصل خزاں میں کچھ میرا وہ اقبہ انے کیا یہ انتہا نے کیا خور بہت کچھ گلزار کی ہوا نے کیا</p>	<p>مجھے ہی ہو گیا وودان ہر عالم کے چکر سے دم بھاد ہی اب اسے خراشی ناعن ہا تم لگے مری کی نہ اک پل انتظار ہو رہو صفت میں خفا ہونا ہی الفت کی نگہ سے دیکھتا ہوں گم کمال علم اے مشاق حاصل ہو فی میں مریض کر کے قی عشق کا جفا نے کیا فراق میں خفقان دل کا ہو گیا دنا</p>

<p>تم آئے شبکو مرے گھر پہ دن خدا کی نیوی جفا کا نگاہیوں مری دفانے کیس اسی اس بندہ خدا نے کیا اسی مری دزدکی دوائے کیس</p>	<p>ہزار بار سب سے جفا میں کرنا شب وصال</p>
<p>یہ مار کس کے دل دردا شناسنے کیا ہست ذلیل بچے میرے دست و پانے کیا سوال کر کے سخی کو جلی گدا نے کیس</p>	<p>ہماری آہ سے گھر کے وہ بولے گناہ سب مرے پیش خدا بیاں کیے طلب کے قبل عطا تقضائے بخش ہے</p>
<p>روشن آندی میں چراغ شعلہ آواز تہا نبی کر است ناز کی یا حسن کا اعجاز تہا مقطع انجام اوس کا مطلق آغاز تہا یغزل کا آج اسے مشتاق کیا انداز تہا</p>	<p>آپس میں کرنا تھا شبکو وہ غنا پر داز تہا ماہ کر چمک جاو سننے دم میں زندہ کر لیا سیرے دیوان جنوں کی اتہا ہتی ابتدا شعر کی ہر نرم میں تے سنار دواہ وہ</p>
<p>دل میرا شمع کشتہ کا پروانہ ہو گیا ہوش اڑ کے شمع حسن کا پروانہ ہو گیا آتشکدہ خلیل کو خس نہ ہو گیا نہ لہ ہی خندہ لب ہم نہ ہو گیا منسوب سوئے لغزش مستانہ ہو گیا کیا یہ ہی حیرت دل پروانہ ہو گیا ابو مزاج شیخ بھی زندہ نہ ہو گیا کرنا کمال گیس جو میں دیوانہ ہو گیا قد چمک کے علقہ در میخانہ ہو گیا تا نیر بخشش لغزش مستانہ ہو گیا عالم میں شور بہت مردانہ ہو گیا عصیاں کا مظاہر ہے یہ بالائے دوش کیا</p>	<p>یہ آرزوئے مردہ کا دیوانہ ہو گیا جانتے رہے حواس تو دیکھا جمال یا ر دل نے اوٹھائیں سینہ سوزان کشتیں وہ مست ناتواں میں جو رو یا بغیر تے سے ہی کے مینے شکر کا سجدہ کیا اگر لکھا نہ بغیر حق انماں کو است بھسر ابھیہتا ہے شکر استاں میں گاہ گاہ جنوں بنائیں گے خوشبوئے زلفت کی اپنی عطاعت پیر مغاں میں صبر نقا میں جو علیا ساقی کا ناز بھی پا مشتاق مینے جبیر دن دنیا کو دی ملا ضواک ابی سلم کا ہے تجھ کو ہوش کیا</p>

ست

بے نشانی ہے زمانہ میں نشان کو دوست
اگر یاد را ہر سحر و جادو دہر و ان کو دوست
آفتاب کو چپ کر تھی طرح
بے خبر کہ پر سنا غریبی طرح
حدوں سے بونگھ کی بات غریبی طرح
انکلا سوا دوشام شکر تھی طرح

مشاق پاؤں دوش صبا پر تھے شاہ کے
جبر اوٹھائے تھے درخیز تھی طرح

روح نکلی تو شبیم گل خوشبو کر
حسن چنگا بلال شب کیسو ہو کر
اپہ لگی شمع بھی اک رات میں سو ہو کر
صبح جا میں گئے پسار گل شب ہو کر
کالقباب میں زمانے کے اقارب مشاق
چمکے سب نیش زنی کرتے ہیں بکھو ہو کر

اچھی باقی ہے چھچھو دھوپ یوار گلستاں پر
نہ ہم صحن جن میں ہیں نہ دیوار گلستاں پر
پر و نکا سا بنایا ہے دیوار گلستاں پر
قفص ٹوٹے ہوئے رہے ہیں یوار گلستاں پر
ہزار دلقن کے چیمے ہیں یوار گلستاں پر
ہماری قید کا دن کھدے یوار گلستاں پر
گاماں میں ذرا تم اپنی رنگ آمیزیاں دیکھو

نزاروں رنگ میں مشاق دیوار گلستاں پر
جلکہ مجھے نزار غنہ شکر نکال شمع
اس گل گانے چمکے چلی قیبل و قائل شمع
بنکر دہواں نکلتا ہے گرد و مال شمع

مر گیا عاشق رخسار پر بدبو کر پا
حلقہ زلف سے بڑھ جائیگا در رخ پار
جان دی سوز محبت سے جو پروانے نے
باغیاں ہم ترے گلشن میں ہیں گے کیشب

وہ بڑے حسن و فیکر رنگ پر رخسار جاناں پر
نہ پہل میں فقط رنگیں طہیرت میں
ہے کہ لیل کے کچھ ایک
رہ جان دیدی ہوئی شمع
نرا ہے میں اتنے وعدہ دل سے
دلے سبیا و کچھ بدت امیری کی

تیس دن بدباہوں پر مہال میں مثال شمع
منہ دیتے ہی یار کا خاکو شمس ہو گئی
کرئی بے ضبط دل میں جو پروانوں کا یہ علم

عاشق کو رازداری معشوق سے ضرور
پر دوسرے جل کے آتش غیرت سے مرگے
پر و افول کے حوالہ سوزاں کھجور
مخمل میں لو لگائے ہیں دانے سبز
مشاق سوز

پر و افول کے حوالہ سوزاں کھجور
مخمل میں لو لگائے ہیں دانے سبز
مشاق سوز

آنسو بنا ہوا جسم حسن ہوں مثال
ہوں میں و شندل نہیں گو میری محفل
مگر چہ دلبوز نے نام اپنا روشن کر دیا
آند و شد میں نفس کے روح ہے کیونکر مقیم
نجد میں کہتا تھا بھجوں دیکھ کر چشم غزال
بزم سے باہر کیا پہچان کر اوس نے مجھے
شعر کو بھی ہے مری روشن کلامی سے نوز
برہ کہتا ہے جو دامان حریر سے
روشنی حسن نے یہ عشق کو بخش فروغ

آنسو بنا ہوا جسم حسن ہوں مثال
ہوں میں و شندل نہیں گو میری محفل
مگر چہ دلبوز نے نام اپنا روشن کر دیا
آند و شد میں نفس کے روح ہے کیونکر مقیم
نجد میں کہتا تھا بھجوں دیکھ کر چشم غزال
بزم سے باہر کیا پہچان کر اوس نے مجھے
شعر کو بھی ہے مری روشن کلامی سے نوز
برہ کہتا ہے جو دامان حریر سے
روشنی حسن نے یہ عشق کو بخش فروغ

بزم جاناں میں اند میرے سے نہ لے مشاق
دل تو جلتا ہی نہیں جستا جو محفل میں چراغ
چاندنی مہتاب کی بھیلی جلے گہر گہر چراغ
سیر کو گور غریباں کی وہ شب کو جائیں گے
کب سے ہے میری سید بختی نجد پر قنطر
شب کو دکھائے کہ امت فیض سائی کا گھر
بے ججائی کا رسائی گر دکھائے جل میں
عظ میں اچھا کیا ہے بادہ احمد کا ذکر
جب کہیں گے کہل جو روشنی بولا وہ سوچ
سے محبت نہ لکھاں لبیل دیوانہ عشق
سیر عالم نظر آنے لگی الفت میں ہمیں

بزم جاناں میں اند میرے سے نہ لے مشاق
دل تو جلتا ہی نہیں جستا جو محفل میں چراغ
چاندنی مہتاب کی بھیلی جلے گہر گہر چراغ
سیر کو گور غریباں کی وہ شب کو جائیں گے
کب سے ہے میری سید بختی نجد پر قنطر
شب کو دکھائے کہ امت فیض سائی کا گھر
بے ججائی کا رسائی گر دکھائے جل میں
عظ میں اچھا کیا ہے بادہ احمد کا ذکر
جب کہیں گے کہل جو روشنی بولا وہ سوچ
سے محبت نہ لکھاں لبیل دیوانہ عشق
سیر عالم نظر آنے لگی الفت میں ہمیں

ب
لے

میں نہ اسرار
عشق رخ
خونیز کس
روانہ ہے خاکہ جگر میں
سرس بہت سے توں بے اختیار عشق
جس حبیب ہے اگر انجم کار عشق
محبوب اہل فہم ہو رنگ بہا عشق
مشرق کی نظر میں ہو لہر اعتبار عشق
دشت مری ہے جس دہانے نکار عشق
صحرا میں ہم بھرے توں ہے رازد عشق
میں پائیاں دھواں ہو رنگ بہا عشق
چرخوں کی چوڑی پادشاہی ہے کیا رنگد عشق
ایسا جہاں میں کوئی نہیں غلہ عشق
کبھی طرح سے ہوں مست و لا
توں کے نشان سب مٹائے

آگ رہے جگر میں پروا ہے دانا عشق
بادہ مرگ سے بہرہ ہے پیسہ عشق
مجھ سے نقاب رخ جانا نہ عشق
پاؤں کے سدا رخ رہ ویرا عشق
جہاں بھڑے ہیں ہی لالہ زار عشق
جہاں ہیں عاشقوں کی غبت دیا عشق
روکے ہوئے بھام کوئے شہر عشق
بادا بکام اہل جہاں روزگار عشق
بارجنوں نہ لائے اگر شاخا عشق
بنجائے حسن بندہ طاعت گدا عشق
نقش قدم میں دشت میں آئینہ عشق
چھلے کے کلاہ سدا اعتبار عشق
بنجائے آہ سرد لب جو بہا عشق
سرمی بھری ہوئی ہے ہوائے دیا عشق
صد ہے توں پہ زندہ کی استعار عشق
گردار پر چڑھوں میں توں ہے غبار عشق
اب ایک دماغ دل ہو قسط یاوگا عشق

شہان سوز غم کا نہیں یا ر کو یقیں

لیونکر دکھا حال دل داغدا عشق

پہاں تہ قبائے سکوں ہے شہر عشق
دل کا بخارا کھلے بسا پردہ عشق
شہر اصل ہے موج جسم بہا عشق
کھنک کبھی نہ دیدا بد میں غار عشق
بیٹھا ہوا ہے دیر سے تعصیب عشق
سو جام بادہ ہوں تو نہ بدلول خمار عشق

ہر پردہ پوش دل داغدا عشق
نہیدہ خوب غم ہے کیا حال زار عشق
لہر آں دل کو لہر ہیں لالہ زار عشق
حاصل ہوا عدد کو نہ لطف بہا عشق
یا حکم تھل و اسے یا خشد و خطا
انفت میں دل کو ہے کے تکلیف کا فرا

تنگر اذم سے تو جو حاصل و بار عشق
میرے خیر میں جو سلسلہ ہے خار عشق

بر باد کر دیے موت بجلیں جو
خوار جنوں پیچھے اس سسر رکھنا

فرقت میں غلو نکلے ہوتے دل رانج
بیدار میں دیدہ آفت بول آفت بھر

البت میں غرق تو اوٹھا صدمہ و الم
کیا گوگوئے اہل طریقت کا حشر الم

دل بویہ اگر جو سمجھے بھائی ایک نہ ایک
سارا اچھلے ہے پری گھات میں دلخیز

رسن ہے کلم طبع ہے سوخ اور نیا لطف حاصل
راز داں دل کو بیاؤ کہ چکر کو میرے

غیر جو اس میں کہ ہو حاصل فن اسے مشتاق

میری جو کھٹ پڑے نامیہ سا ایک نہ ایک

بدبو کہ نیک عشق میں انجام کا دل
بزم جہاں میں راز کھلا میرا مثل شمع

ہے یہ کسی کے تیر نظر کا ابدہ وار
اسکو یقین عشق مرے سوز غم سے ہے

مشتاق کس لیے غم عالم ہے جگہ سے دور
کافی ہے اوس کی قید کو نیر احضار دل پُر

وہ راز میں کہ جو ہیں اپنے اختیار میں ہم
شب وصال کی گستاخوں سے ہو نہ خفا

ہمارے نکل تنہا کا یہ اشارہ ہے
آہو کیجئے مولا غلام میں مشتاق پُر

شکستہ دل تھوئے موسم جوانی میں

سنا رشتہ
سمجھنا رشتہ
سراہ دیا رشتہ

بہاؤتے تار عشق

ہوں ہیں چاہا نہیں تو پھر سنا دے رشتہ
کشتی ہے مچ غم کی لب رو دیا رشتہ

بجز وہب پہلے ہو تو بنے راز دار عشق
ظکر کے مچھو صبر و رضا ایک نہ ایک

لوٹ ہی لے گا جہاں کا مزا ایک نہ ایک
لے ہی جائیگا ان نکو سے جہانک نہ ایک

چاہئے محرم اندر جفا ایک نہ ایک

بے اختیار دل ہے تو کیا اختیار
سہ سے لگی جو آگ تو نکلا بجھ

فراز اگر نہ دین بندہ
شعلہ بنا ہے ساج

مشتاق کس لیے غم عالم ہے جگہ سے دور

کافی ہے اوس کی قید کو نیر احضار دل پُر

نظر کی طرح سے ہیں چشم اختیار میں ہم
خطا معاف نہ بھانے اختیار میں ہم

کبھی بھلے نہ گلتاں روزگار میں ہم
حضور آئیے بیٹھیں انتظار میں ہم

وہ پھول ہیں نہ کھلے موسم بہار میں ہم

خجانی میں
 غم بہا میں
 کثرت سے
 اندول میگو
 وہا تک لیتے ہیں وہ منہ سرمست اپنا سر نہ
 بزم جاناں میں جو کیں غیر کے تعین روشن
 گرمی بزم قدح خوب ہیں اے بستو

کہ خاک جڑ میں اور کوہ میں وقایں ہم
 تھا اسخ بھی بے برگ اس جہن میں نہیں
 سے عالم آب اور کچھ جہن میں نہیں
 اے دیدہ محو کی سبب نواں میں
 پیچہ نہ پیچہ جیسے لٹے ہو دیپاک میں
 تیغ عریاں نظر آتی ہے جو پروانوں میں
 اعل گیل ل کے امیدیں مری پرائوں میں
 آتش مے سے گئے آگ نہ میچا نول میں

دل غلا میں غم سرور میں نہ کیونکر مشاق

ہم لے آگ اسخ اہست کے ہیں پروانوں میں

راحت کا ساز نشہ کے اسباب میں ہیں
 اگلی سی وہ ترب دل رباب میں نہیں
 جنبش تو جو مکاں میں تو کیا کوئی رہ سیکے
 انسر شب وصال ہے گستاخ ہو دلا

لطف چار عشق سے ناب میں نہیں
 ابا زور بال طار سیما میں نہیں
 ایک ارزو مرے دل بیتاب میں نہیں
 اب سرم اوں کی چشم گزرا بسا میں نہیں

مشاق ل کے کرے ہیں کیوں پیچہ سے دشمنی

گر گر و ذریعہ طغیانت اجستاب میں نہیں

خجانی با وینہ سنا تہ
 سبب سیر نفس میں
 ہر قدم وار بال ہل گیا
 رخت چل گیا سے کا جذب
 دین با لفتہ عارض میں ضرور
 ہوا کو دیکھا اس نے جواں ہونے کے بچا ب

ہو بد دعا حضور کی میسر ہو گیا
 نہ آج چوں کہ آئے نکا با وینہ سنا تہ
 وہ اتھارہ اجستاب تہ دھابہ
 دل میکہ نور ہے کہ پوچھی میں اسکی سدا تہ
 آپ بقلا بھی چاہتے تہ ہر نفس اسکی سدا تہ
 انکوں سے پرستہ تہ اچھو کے ہر چاہنے سدا تہ

مشاق تراب مستحق کیوں نہ سہا تہ

کیوں اپنی جان دینے کی ہر فدا تہ

شب غم عشق کیسویں سحر کی

بے سو کر نہ تھی لیکیں لکھ دینے کی

شب فرقت میں دل مردہ ہوا ہے
تو لاغیر کا پڑنا کس طرح ممکن
ہوئی اریشہ میں کیسو سے
شہد ار عشق کو سوزا لہ سے
صدائے آہ سبازہ وصل اور
در از اتنی نہ ہوں فرقت کی راتیں
غزل کو دیکھ کر کی مدح مشاق
رخ سے برکتہ تیری زلف چلیا کیا ہے
عجب حسن او سکا تو بے مہ نہیں دیتا ہر دم
پچھ سے یوں پوچھتے ہیں رہ مے وہی تھا
قصہ شاید ہے مرنے والے جدا کر کے کا
شعر اس رنگ کی تو کوئی کہتا ہی نہ تھا
ہر شام وصل بھل دل شاد و شاد ہے
دل شوق آرزو سے کی سینے میں بقرار
سے یاس کا بھوم مری آرزو سے کرے
پھانہ میں لگاؤنگا سینے کے زخم یہ
درا یا میرے سینے میں جب تیریاں کا
اپنا پیچھے کے اوس نے لگاؤں میں مجھ سے
سے وہ کب ہی شمع گستاں میں ناگہ گہا
مشاق کیسے ساتھ ہے اجاسا کا نفاق
روشن ہے داغ قلب تو ابوہ یاس ہے
میرا رند جائیں مجھے میں کس طرح واعظا
ایسے اوٹھائے مردہ مجھ سے رنگا کر
کتاب پر سے حال زار کی اس کو خیر نہ
ردیا جو میں تو غیظ کی تم نے کیوں لگا

بے گشتہ شمع کی نور خیر کی
غایت بھی یہ ارباب نظر کی
آج یہ کافیر و بنیدار کا بھڑا لیا
شوق کہتا ہے چلا چل یونہی بھٹا کیا ہے
تیری دوکان میں لے نا جرم کیا کیا ہے
تل کے پھل سے جو بیٹے ہوا راد اچھا ہے
اس ل کا ترن مشاق طریقہ کیا ہی
ہنر کام گفتاشانی شمع مراد ہے
یہ صید زخم خوردہ یہ مراد ہے
بر و اذوں میں گہری ہوئی شمع مراد ہے
شمع سے رخنہ بندی بابا ہے
دل سے کہا ہی تو ہے
بہر زخم تن کر
یہ بلبوں کے خون کا
جو پاک بند سلسلہ است
چلنے سے اس چراغ کے یہ گراوا ہے
بھگتا ہوا شرباب میں سارا ہے
اکتہ پھیرا بھی ترے نامے کے پاس ہے
کس دن ہو اسے شوق مری نامہ بردہ
گرد ملاں تو دوسرے نظیر نہ تھی

تیں

کبہ آرزو اسیر کسند نظر نہ تھی
 آندی سہاہ ادھی تھی گردنفر تھی
 مے سلازم فریاد کی ہے
 نری ہوئی قامت سرریا دی ہے
 اس اندر زہوا دامن سرریا دی ہے
 یہ بنا بر ہی محض سرریا دی ہے
 کھڑے ہیں راہ میں یہ درد کارواں کے لیے
 حصار بن کہہ رہے گرد کارواں کے لیے
 اخفا سے راز عشق لب لباب ہے
 رحمت کہے خطائے جوانی معاف ہے
 چل لے قضا کہ تیغ ادا بیلاب ہے
 بر مہر زن معاملہ اختلاف ہے
 ضمیر اے حشر زادیہ اعتکاف ہے
 تیرا قصور دست درازی معاف ہے
 بیاض صبح کا جبکہ سواد شام میں ہی
 اثر عجیب یہ سانی کے فیض عام میں ہی
 رقی مصطفیٰ عشق میرے پیام میں ہی
 مشابہ ہر مے لہجے خنما زخم خنما ہے
 کہ بہانے صبح و رات جس طرح شام غریباں ہے
 بر آئی آرزو قیدی رہا ہوتے ہیں زنداں ہے
 ہر مینا سے اٹھتا نہیں سانی کے احساں ہے
 جنوں آیا ہے راہ کو چہ چاں گریباں سے
 طے ہو دریا تو پکشتی لب ساحل ٹھہرے
 بار ہو کوہ الہم کا تو سر ادا دل بھہرے
 خط جو گردن پہ کھینچے جاوہ منزل بھہرے

تو غم حرم میں
 جسکو بھیجے جو
 زہر زہر قلب بڑھ
 جان کر نے سے جو بڑھ رہا ہے
 میں ہیں ام و غم سرور جاں کے لیے
 ہماری آرزو میں ہیں خیال دل کی اس
 اظہار و رومی جی میر معاف ہے
 زہر ڈرائے تیر خدا سے مجھے اگر
 ابرو سے یا رکھ لکھی الشاقب رخ
 مستوں کی نرم عیش میری کا اتحاد
 میں بول، تیرا علم دل سوزاں میں گوشہ گیر
 پر ادا نہیں کے چل میں جو اپنے جوینے ہاتھ
 جو تیرا راز نہ مشک فام میں ہے
 کہ چہا ہے نرم میں ساغر
 کہ ہے دل میں لفت ساقی
 ہے مجھ رنج نرا دانی
 تیرے روز چہا ہے
 ساقی و ارماں مے دل کے نکلی پیر
 ہوا ہے ساغر پہ ساغر بادہ نوشوں کو
 ہوئی ہے ابتدا اجاہوری سے میری وقت کی
 پار ہو قلم غم سے تو مراد دل ٹھہرے
 نول دیا غم دوست نہورج تو شکل ٹھہرے
 تو کرے قتل تو جاؤں میں سوئے ملک عدم

جل کے مرنے سے ہوتی گورغیاں روشن

نیرنگ اپنے قصہ غم کے بیاں میں ہے

اللہ کیا عالم جہاں سے اور جہنم

قل کا میرے اشارہ کر کے کیوں گھر

دل نہ میرا اعدا ہو گا دل دنیا سے

چھوڑ کر مطلب کا مضمون جس کے ہاتھ وہ

سب زبک نعمت ہائے عداوت میں ہے

سوز و رونا نے ایک نگاہی ہے چشم میں

خوشی کے ساتھ ہوتی ہے زمانہ میں غم کی

بہیں کچھ فائدہ رنگین مزاج کو تو میں نے

کے لئے خوش ساقی میکہ میں آگئی اوردی

نیا بخشو نگاہ دیدہ راض اور سے انگھوں کو

نیا میکہ سے میں دو غنیمت دور گوہر سے

چمن چلنے کے پیر مشاق کہو حق اس گل

نوش گو یہ کون چلیں حق پر داز سے

فرق چائیاں پر نہایت دوست تاج حسن

اینتہ باقی ہے دنیا میں سکندر مرگیا

ہما میرے یہ نقش کی تاثیر بار پر بھی سے

ناتوانی سے نہا ہے جو ہر سدا از جگہ

میرے رونے سے ہر شہر سے دل پارتی ہے

بائیک قری مراتب پر ہے باغیاں بگیاں

دل سے نیرنگ خزانہ دوست ہمارے

پانی پانی کر کے اپنے نیا کے شرم تو

وہ اپنے غنیمت کر لے رہا ہو دشمن سب

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

سو

شع

لڑا رحمن الرحیم

سہ

روزِ فرقت نے دئے داغِ جگر میں کیا کیا
 کوجہِ عشق میں لٹتی ہو متاثر دل و جان
 رات دن داغِ اسیر و نوا کرتے ہیں
 قتل کو میرے جو باندھی ہو سر وہی اسنے
 مجھے سیکھا ہے شیبِ غم میں جو اندازِ فغان
 یار کا طالب دیدار ہوا ہے جب سے
 کیا غرض حاسد کمین سے مجھے ایڑیاں
 سجدہ کے ذوقِ شوق میں ایستادمانہ تھا
 اس ترک کا جو گوشہ زین ہاتھ آگیا
 انا سے جب تن لا غم نہ اور سکا
 یاد لگا وٹ کے دھنکے تھے
 تے ساقی کے رنگ میں
 ہر بدن آسمان کا
 ہر ہیں پندتین نازک خیالیں
 سبزہ چمن عارضِ جان سے نکالا
 تھی رختِ بدن کی بھی غضبِ قیجون میں
 الطافِ شہنشاہِ اسمِ عام ہیں ظاہر
 دشوار بار سے ہر گلہ بحسن میں کیا

مشعلیں جلتی ہیں دن کو میرے گھر میں کیا کیا
 رہزنی ہوتی ہے اس راو گز میں کیا کیا
 گھل کھلا کرتے ہیں صیاد کے گھر میں کیا کیا
 بل پڑے جاتے ہیں قاتل کی کمر میں کیا کیا
 دردِ نالہ مرغِ خانِ سخن میں کیا کیا
 خاک اڑا کرتی ہے آئینہ کے گھر میں کیا کیا
 آبرو و سری اربابِ نظر میں کیا کیا
 کیا کج ہے مراد ترا آستانہ تھا
 مثلِ عمار میں بھی برابر روانہ تھا
 تیوری بدل گئی کہ یہ کیا نشاۃ تھا
 مجھے بھی میلِ غیر سے بھی دوستانہ تھا
 ظاہر میں گولباس مرا صوفی نہ تھا
 فریادیون کی آہ نہ تھی نازیبا نہ تھا
 لیکن میں عاشقِ سخن عاشقِ نہ تھا
 بیگانہ کو یاروں نے گلستاں سے نکالا
 مشکل سے گھلا طوقِ گریباں سے نکالا
 بندہ کو بھی قیدِ غم عیال سے نکالا
 کیوں چپ رہیوں زبان نہیں ہو دہن میں کیا

اس شمع رو کو ایک لکے کہتے ہیں ۱۲۱

خیال جس پر نور کا حنا

وہ نشہ میں نہ لڑاتے تھے آ

مناظرہ جو وہ کرتے تو چند سطر

ہمارے خون کا اُس گلبدن تھے اٹھو نہیں

اب اسکی نبدہ نواری بوخت ہے طام

جس طرف تھا بام جانان خطا کر لیا گیا

نامہ برومین نے لکھی ساری شرح آرزو

آنکھیں ساتی سے ملا کر تیر جب نصرت ہو

مانگتا ہوں میں بھی مسجد میں دعا میں وصل

اس طرح دنیائے اوٹھوں یا آلہ العالمین

جگر میں داغ خون عیاب دیتا جا

بہار تو بہ شکن آگئی ہر اسے ساتی

بلائے آپ گلا کاٹ لون میں ای قاتل

عاشقوں کا کوئی پیرسان عید خوابان میں نہ تھا

وہاں ایسی تھی تمہارے نادیک دل دوزی

لوٹ لی اُس نو بہال حسن نے ساری ہر

بچو دی میں حال دل کیا عرض کرتا آئینہ

کیون کیا بدنام ملا ہر خوش وقت زچھے

دل جلا یا تو فسر و غم زریہ دیکھا

اپنے قابو میں ہو جو سس بانگو دیکھا

یار جن میں ہر سن گل سے جسا بچھے کانٹے

غائب تھی نصرت لے جانے لکھتے

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

بنا تھا

ہمارے حرم کی کچھ حد نہ تھی صاف تھا

نامہ بریٹھے رہے بازی کو تر لیا گیا

ایک نط کیا لیا گرفت کا دست لیا گیا

شریبت دیدار پیا لون میں بھر کر لیا گیا

جگو بھی عشق تباہ اللہ کے گھر لے گیا

سب کہیں طالع خرم آل پیر لیا گیا

نشانیاں مجھے تو اس شباب دیتا جا

چمن کی خیر تو حرام شراب دیتا جا

کمر سے کھول کے تیغ خوشاب دیتا جا

پھول بلس کے ہوئے ماتم گل

جب ذرا کھٹکا ہوا نش

فصل گل کا نام تھا کچھ بھی

اور ہی عالم میں تھا نرم

آسون کا تار بھی میری گریہ

پہننے گھر بھونک کے آ رہا ہر

اور بل کرنے لگی زلف دوتا کو دیکھ

یار نے جگو کچی اپنی تباہ کو دیکھ

میں نے اس ثبت کو نہ زہد فریخدا کو دیکھا

پاؤں پڑتے ہوئے دیکھ اوجھ کو دیکھ	کرو
کیسے ہوئے تیغ ادا کو دکھا	
م سانی کی طرح گردش میں یہ کیا آج	دیکھ
عین کا کام کرتا ہے پر یہ اند آج	شمع رو
تو تیا سے چشم ہو خاک دریم نہ آج	یا خدا عالم حسن کا
عقل سے دست و گریبان تو ترا دیو آج	وحشت دل کی حمایت پا کے اڑ خوش جو
پھر سبائے جا میں طاہر کوئی دیر نہ آج	وحشت دل پہنچے ہر جانب خست جون
طوبی سے ہاتھ بھرے قدور با بلند	اے باغبان یہ سرو و صنوبر میں کیا بلند
بام مراد عشق ہی اس سے سوا بلند	پس بچی کند آہ فلک شک تو کیا ہوا
اقبال آفتاب ہی ارمسہ نقاب	نظارہ کر رہا ہے رخ ہمیشہ ال کا
کس بکسی کے ساتھ ہیں دست و عابد	کٹنا جو آفت شب غم کا محال ہے
ہے ہر طرف سے غلطہ مر حبا بلند	طاہر مشاعرہ میں پڑھی آج وہ غزل
کیا پاؤں پھیلا دے ہیں پھیل کر پڑ	چلے کوچہ رفت سے دل نکل کر
کھٹکتے ہیں سینہ میں دل سے نکل کر پڑ	یہ ناسے ہیں یا خار اے ناتوا فی
نظر نے قدم لے لیے ہیں پھیل کر پڑ	آنکھوں نے کھانے سے کھینچ دی وہ صاف
کسی اور کا دل وہ دیدیں بدل کر پڑ	راہی امانت جو مانگوں
کے کون طہر سے فکر غزل کر	نارمانہ میں قدر سخن ہے
واہ کیا پاسے نظر پڑے ہیں نگاروں پر	برا بر تر سے رخساروں پر
دہن زخم پہنے دیتے ہیں تلواروں پر	دچارے قافل نے لگایا کیا ہر
کوہ غم ٹوٹ پڑا ہے جگر آنگاروں پر	ضبط فرما دو فغان کا بھی کوئی موقع ہے
تم تو کچھ جان دے دیتے ہو یاروں پر	وہ عیادت جو آتے ہیں تو کہتے ہیں قریب
یہ بھی ممکن ہے کہ آج آگہ نگاروں پر	ہوں اگر احمد مختار شفیق اے طہر
انصاف طلب کے ہیں دو کواد سمجھ کر	انجان بہن عشق کی روداد مجھ پر

جو چاہو کہو عاشق ناستا

یہ حشر میں ہر صورت سرفرازا

کیوں رہنے دیا سینہ میں دھڑ

صحر میں حساب آید پانی کا ہے

نظروں سے گزانا ہے اگر ناز میں دھڑ

نہ ہر میرے اشعار پر کہنے لگے احباب

دورے تری افشاں کو نظر آئیے کب تک

شمشیر دوسرے جگے میں ہو حمل

غصہ میں حسینوں کو مجھے قتل کیا تھا

یا صورتیں کیا بدھ خونبار ہمارے

طاہر مری تقدیر بدل جائیگی کس دن

لے کا پھول ہیں کہ گل درد ایڑیاں

ایک ایک گام پر ترے جاننا زمرے

بیتاب ہو کے پلکوں سے آنکھوں سے چوم لوں

اگر خار چند آئے ہیں نذر ہو قبول

میں کیوں سناؤں دشت نور دی کا ماجرا

کوئے صنم سے آئی میں آتا تو پوچھ لوں

طاہر کی یہ غزل ہے کہ تصویر ہو کوئی

افشاں کبھی چلتے ہیں جو وہ زلف دو تائیں

چلتی رہی تلوار ہوا ہو گئے اغیار

کیا جان کشاکش میں پڑی ہر دم خست

وہ عذہ کا بھی کیا پاس نہیں ہر دم سزائیں

بلا ہر لب جان بخش کی الفت ہوئی ترک

ہم یہ بھی اد

نقاد سخن دینے لگے داد سمجھ کر

یہ گوہر مقصد مجھے مل جائیگا کب تک

وہ زخموں کی بدھی بھی ہر ہنسا ئیے کب تک

اب قدر ہوئی ہو تو وہ پھٹتا ئیے کب تک

اشک جگر آلود ہے جا ئیے کب تک

وہ غیر سے ملنے کی قسم کہا ئیے کب تک

سوفیں ہزار ہیں ہیں تری فخر و اثر یاں

چل چل کے رہ گئیں صفت نہرو اثر یاں

رکھ دے مزار پر جو وہ سپہ بدر

لائی ہیں دور سے بیخودہ آثار

کیا بانٹ لہنگی آبلوں کا

کعبے سر مر لائی ہیں

کیا نظم کہیں میں تنگ فہ

تاری سے چٹک جاتے ہیں

ہم پاؤں جمانے رہے میدان وفا میں

روکیں تمہیں ہم یا دل وارفتہ کو تھا میں

زلفوں میں گرہ دیتے ہو یا بند قبا میں

کیا جان لگتی ہے ہوس آتے بغا میں

کہ دھڑکے رونے لگے غمخوار غفل میں
آئینہ رخسار غفل میں
ہیں تو بیٹھیں مرنے غمخوار غفل میں
دل کے لیے گرمی بازار غفل میں

بجائے سہی تڑپ جاتی ہی ہر بار غفل میں
خار ت گروں نے ٹوٹ لیا فقیر میں
سنتے ہیں دو فرشتے ابھی تک اسیر میں
سائل نہیں فقیر نہیں راہ گیر میں
ہم خاک را مالک تاج و سریر میں
جنگی نگاہ میں میرے آنسو حقیر میں
یہ مانگ ہی لکیر ہم اس پر فقیر میں
فضل خدا سے دست خدا و سنگیر میں

دعا فقیر کی ہو جائے مستجاب کہیں
کیسی خاک نہ ہو جائے ہر کرب کہیں
میں رکھئے بھول گیا ہوں دل خدا کہیں
چھلک نہ جائے پیالہ سی یہ شراب کہیں
میری مدد کے لیے آئیں بوتراہ کہیں

یہیں رہنے و رہا اب ای گرہش دوراں محکو
یہ بھی دو دن کے نظر آتے ہیں مہاں محکو
کوئی باقی ہو تو دوسے تار گریباں محکو
پھر بھی پہچان گئے آپ کے درباں محکو
کیا پریرا دیکھتے نہیں انباں محکو
گلے کا مار ہوئی ہر رک گلو محکو

بغ

بیتاب جدائی میں دل زار ہر طاہر
آب کیا طلیح سینوں سے ہم گوشہ گیر ہیں
خائن چائے زہرہ جینوں کی چاہ ہے
چار آنکھیں ہمنے کی ہیں تو عصہ نہ کیجئے
در پر تھامے بیٹہ میں سر پر آفتاب
وہ بھی توروں گریہ ایک دن
کہہ دینگے وہ دیکھیں تو آئینہ
ننگے طاہر عدو مجھے
کرم کرے بے نقاب کہیں
سمجھنا نہ ہو اپر ہے

تہ لبس اپنے جس ابرو میں
ت زباں تک دل سے

تہ ہر طاہر کشود مشکل کا
ہا ہے در جاناں محکو

میں صبر و تحمل کا بھروسہ کیا ہے
بہ چاک جگر کے لیے ای دست جنوں

دہو کے دینے کو فقیرانہ بنائی صورت
دیکھتے ہیں جو حقارت کی نظر سے طاہر

رہی غص میں بھی مرنے کی آرزو محکو

میں حال سوز جدائی بسید
لحد میں رخ نہ کروں کہ سے
میں ساتھ ساتھ چلوں گا اب

یقین پر ناز عھصیاں بید
حرف ناخواندہ ہر بیل سے چمن کاشت کو
ہم تو ہر حال میں اک مرگ بیاباں خوش ہیں
خار نہ کر دل شیدا میں آؤ مجھ رہتا ہی
باغبان چاک نفس کو بھی گل اندود کر دے
واقعی فکر سخن ہنسکی اک طاہر

میری فریاد حسینوں کے نہ درنگ پہنچے
تیری پلکوں نے دیا ناوک دلدوز کا ساتھ
ترک سوداؤ تجھ کی کوئی وجہ بھی نہ
دیکھیں کس روز پہنچتے ہیں عدم کو عاشق
مجھے کہتے ہیں وہ تیغ دوزبان چمکا کر
جنگی تقدیر نے کی راہ میری اس طائر

مقطع ہوں تجھ میں حال دل غمناک سے
حال و دواست پس مستانی تر کرد کے فقیر
اہل نہیں کے مکانیں شمع روشن ہوئے
ایک تیری سادگی میں ہیں ہزاروں غویاں
تیغ ابرو کی صفت ای بار جانی یاد ہے
ستے ستے پادوں سو جا میں تقدیر کی طرح
خیر دیں محفل میں شاید میرے گاہ کا جو
ارغشہ پیری نہیں غصہ میں کانپ اٹھتا ہوں

گورانی بونہ شکایت نہ کہن کا شکوہ
لہلہ تنک آتا نہیں اُس غنچہ دہن کا شکوہ
آنکھیں پوٹیں جو کروں سیر چمن کاشت
ایک چکا قہر شاد

کچھ بھی ہمت
چٹکیاں بے
سر بسر نہ
رفتہ رفتہ
دیکھ شاد

روز مٹی د
کیمیا یا تھ آئی ہر
دل متور ہو فروغ
خوشحال گل ہر فقط نیر
صاحب جو ہر ہو نہیں مشہ
شام غربت کی بجھ اسی ہستی
ای صنف تجھ کو تو عذر بید بانی یاد ہے
یو فانی تیری ای عہد جوانی یاد ہے

K2
(29)

1915.11.1

DUE DATE

